سلسلہ مطبوعات ۹

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ

مُناظرہ حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

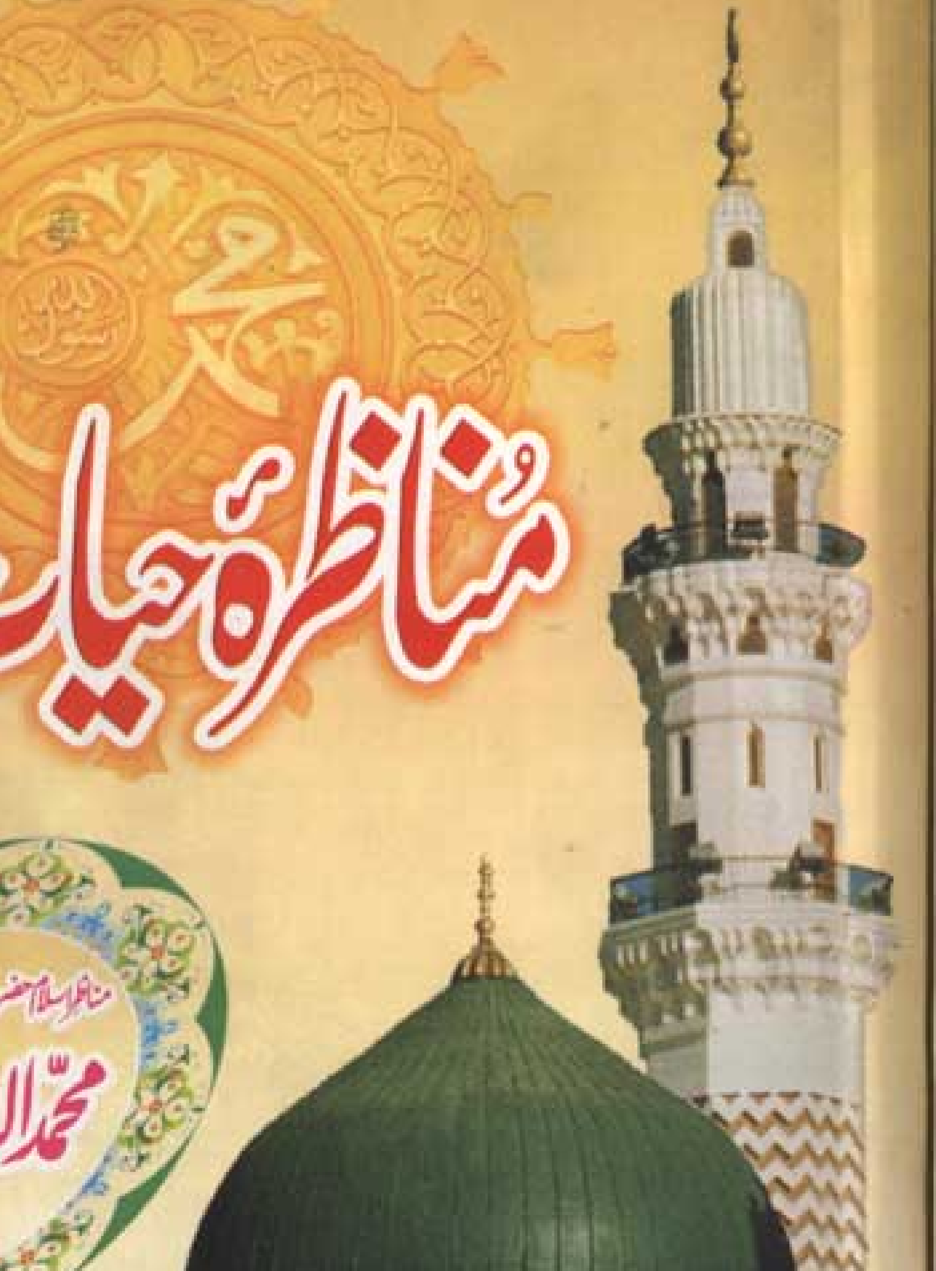

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد الیاس گھمن

دامت برکاتہم

ناشر: اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
۱	کلمات مرتب	۱
۲	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر چند اکابرین کے ارشادات	۸
۳	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اکابرین کی چند کتابیں	۱۳
۴	چند مدارس عربیہ جنہوں نے اس نومولود تحقیق کے خلاف فتاوی جات تحریر فرمائے	۱۴
۵	وہ تحریر جس پر پانچ گھنٹے بات ہوتی رہی	۱۵
۶	مناظرہ میں اشاعت التوحید والوں کی کرم فرمائیاں	۲۴
۷	محمد خان سے بات کرنے کا مطالبہ	۲۸
۸	اس اختلاف کا آسان حل	۳۰
۹	اکابرین پر عدم اعتماد	۳۲
۱۰	مناظرہ کے بعد مناظرین کی حالت زار	۳۳
۱۱	مناظرہ کے اسباب	۳۵
۱۲	مناظرہ کے بعد عوام الناس پر اس مناظرہ کے اثرات	۳۹
۱۳	کلما کی طلاق کا جواب	۴۱
۱۴	دوغلا معیار	۴۲
۱۵	اشاعت التوحید کے اشتہار پر حضرت مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلیٰ اتحاد اہلسنہ والجماعۃ کے تاثرات	۴۶
۱۶	فریقین کی تحریر کے عکس پر حضرت گھمن صاحب کا اظہار خیال	۶۴

۱۷ آخری بات ۶۶
۱۸ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر اہلسنت والجماعت کا مؤقف ۶۷
۱۹ مناظرین کی گفتگو کا خلاصہ ۶۸
۲۰ اختتامی خطاب ۱۲۶
۲۱ مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی کے خطاب کا خلاصہ ۱۳۰
۲۲ تاثرات ۱۳۲
۲۳ ایک مفید مشورہ ۱۳۴
۲۴ جاگووالہ میں مماتیوں سے مولانا الیاس گھمن کی دندان شکن گفتگو ۱۴۱
۲۵ وزیر آباد میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر فریقین کی گفتگو ۱۴۴
۲۶ 25 اگست 2006ء کی گفتگو پر فریقین کا فیصلہ ۱۴۷
۲۷ گھمن صاحب نے یہ عقیدہ لکھ کر دیا ۱۴۸
۲۸ مولانا محمد اسلم صاحب کی تحریر کا عکس ۱۴۹

ملنے کا پتہ
مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا فون 048-3881487
موبائل 0300-8574601

قافلہ حق
کے خریدار بنیے!
موبائل 0307-8156847

کلمات مرتب

الحمد للّٰہ و کفیٰ و الصّلوٰۃ والسّلام علی سید الرّسل و خاتم الانبیاء اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشّیطانِ الرّجیم بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً صدق اللّٰہ العظیم

راقم الحروف نے ابھی شعور کی پہلی منزل پر قدم رکھا ہی تھا کہ صدائے حق نواز" سے کان آشناء ہوئے پھر اس مبارک ہستی کے ساتھ عقیدت کا ایسا تعلق پیدا ہوا جو پھول میں خوشبو کی طرح ہر زرہ جسم میں رچ بس گیا انکی عطاء کردہ فکر سے قلب وجگر آج بھی بھرا ہوا ہے کہ اسلام تو ایک سیلاب ہے کسی سے راستہ مانگتا نہیں خود راستہ بنا لیتا ہے مگر جب اہل اسلام کی صفوں میں اللہ کے مغضوب و ضال بندے داخل ہو جائیں تو پھر برکت ونصرت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں بالکل دعائے موسی علیہ السلام کی طرح جب کہ وہ بارش کی دعا فرمارہے تھے اور آسمان سے وحی لانے والا یہ پیغام سناتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک ایسا بدکردار شخص بھی ہے جس کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہورہی اسے نکل جانے کا حکم دو اگر وہ نکل جائے گا تو آپ کی دعا قبول کرلی جائیگی۔ چنانچہ شروع سے ہی اپنا خیال یہی رہا ہے کہ اسلام کی راہ میں چٹان کی طرح حائل وہ دیوار گرادینی چاہیے۔ جو دین حق کو دنیا میں غالب نہیں آنے دیتی۔ یہ امت کا صدیوں پرانا اور اہم ترین اجتماعی مسئلہ ہے جس پر انفرادی سوچ اور اختلاف رائے کو بہر حال قربان کردینا چاہیے مگر بعض عاقبت نا اندیش مہربان ایسے بھی ہیں جو کنویں

کے مینڈک کی طرح محض اپنی سوچ وفکر کو ہی کل جہاں خیال کرتے ہیں۔ ایسے ہی مہربانوں میں سے دیوبندیت کا لبادہ اوڑھ کر اس بدر تمام کو داغدار کرنے کی کوشش میں مصروف اشاعت التوحید کے وہ حضرات میں جو جمہور اہل سنت کے اجماعی نظریات کا انکار کرتے ہیں۔ راقم الحروف کے کچھ عزیز واقارب بھی چونکہ اسی بیل گاڑی کے سوار ہیں۔ لہذا ان مہربانوں سے اکثر واسطہ رہتا ہے۔ جب کبھی ان مہربانوں سے ملاقات ہوتی ہے تو اکثر اپنے چند خیالی نظریات کا خوب پرچار کرتے ہیں۔ انکے خیالات کو قبول نہ کرنے کی صورت میں شور مچانا، الجھنا، لڑنا اور مناظرے کا چیلنج دینا عام عادات میں سے ہیں۔ راقم جب انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا کہ ہم سب کو مل کر اسلام کے بدترین دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے امت کے اجماعی مسائل پر زبان کھولنے کی بجائے ہمیں اپنی یہ صلاحیتیں اسلام کی ایسی خدمت پر لگانی چاہیے جو ہماری نجات کا ذریعہ بن سکے۔ تو ان مہربانوں کا یہی ارشاد ہوتا ہے کہ بدعتی لوگ دور سے صلوۃ وسلام سننے کے قائل ہیں اور تم قریب سے سننے کے قائل ہو۔ پھر تمارے اور بدعتیوں کے درمیان کیا فرق ہوا۔ وہ بڑے مشرک ہیں اور تم انکے مقابلے میں ذرا سے کم درجے کے مشرک ہو جو مرضی کرلو تماری نجات نہیں ہوگی پھر جہاں کہیں سے انکا گزر ہوتا وہ اپنی فتح اور ہماری شکست کا اعلان کرتے۔ راقم انکی یہ حوصلہ افزاء کرم فرمائیاں سن کر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑتا اور ان سے یہی درخواست کرتا کہ اپنی زبانوں کے تیر اہل اسلام پر چلانے کی بجائے اسلام دشمنوں پر پھینکو تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم سے ہو سکے تو لوگوں کو نفرت کے کلمے سنانے کی بجائے محبوب خدا ﷺ کی مقدس و برگزیدہ جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک حیات سے آگاہ کروانی

تک جھوٹ پر کوئی تعجب نہ ہوا کیونکہ راقم انکے احوال سے بخوبی واقف تھا۔ اس لیے راقم کا انکے بارے میں یہی خیال تھا کہ چونکہ یہ جذباتی لوگ ہیں زیادہ علم بھی پلے نہیں ہے اور خالی ڈھول کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ لہذا انکا مناظرے میں اپنی شکست کو فتح قرار دینا ایسا ہی سچ ہے جیسا کہ انکا مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید وغیرہ حضرات کو اپنا ہم عقیدہ بتلانا کہ وہ حیات النبی ﷺ کے منکر تھے۔ حالانکہ حضرت فاروقی شہید کا عقیدہ حیات النبی ﷺ کا بیان کیسٹوں میں رکارڈ کی صورت میں موجود ہے لہذا راقم نے یہ سمجھ کر کہ جذباتی بچوں کی طرح اپنے آپ کو یہ بے چارے تسلی دیتے ہیں نظر انداز کر دیا جبکہ یہ حسن ظن تھا کہ انکے ذمہ دار حضرات اس طرح کی خلاف حقیقت اور بے حجاب گفتگو نہ کرتے ہوں گے مگر حسن ظن کی یہ عمارت دھڑام سے اس وقت گر پڑی جب مناظرے کے بعد اشاعت التوحید کی طرف سے چھپنے والے اشتہار پر نظر پڑی جس کا عنوان تھا ''اشاعت التوحید والسنۃ دیوبندی اور نام نہاد دیوبندیوں کے درمیان ہونے والے مناظرہ، چھنی تاجہ ریحان کی اصل حقیقت''۔ اس اشتہار میں جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے غلط بیانی کی حد کر دی گئی اس وقت انتہائی حیرت ہوئی کہ اوپر سے نیچے تک تمام حضرات کا یہ حال ہے کہ واضح اور ایسا صاف جھوٹ بولتے ہوئے بھی ڈر نہیں لگتا جس کا علم تھوڑی سی کوشش سے ایک بچہ کو بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ اُس موقعہ پر یہ جملہ بار بار ذہن میں گردش کرنے لگا

''ہر شاخ پر الو بیٹھا ہے   انجام گلستان کیا ہوگا''

ہمارا خیال یہ تھا کہ جماعت کے ذمہ دار حضرات کم از کم سنجیدہ ضرور ہوں گے محض جذبات میں حدیں توڑنے والے نہ ہوں گے کم از کم ایسے حضرات جو عقائد کی

اصلاح کا جذبہ رکھتے ہوں اور جن کی رات دن کی تحقیق محض اس لیے ہو کہ عقائد کی خرابی اور فساد سے نجات نصیب ہو جائے ایسے حضرات بھی جب اپنے خیالی عقیدے کو ثابت کرنے کیلئے صاف ستھرے جھوٹ بولنے لگ جائیں تو کون عقل والا انکے قول و قرار پر اعتماد کرے گا؟ ۔ ہمیں انتہائی حیرت اس بات پر ہے کہ اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کیلئے ”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“ کی قرآنی آیت کا سہارا لینے سے بھی نہ چوکے = تا کہ پڑھنے والا کم از کم اس بات کا یقین کرلے کہ لکھنے والوں نے جو لکھا ہے وہ تو سچ ہے جن کے خلاف لکھا گیا ہے وہ واقعی جھوٹے ہیں۔ اب کون اس بات کی تحقیق کرے گا کہ حقیقت میں سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے کم از کم وہ لوگ جو جمہور اھل السنۃ کے اتفاقی نظریات کا انکار کرنے والے اشاعت التوحید کے حضرات کو اپنا رہنما مانتے ہیں وہ تو ہزار تسبیح پڑھیں گے کہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ رکھنے والے ہی جھوٹ بولتے ہیں حضرات میری گزارش تو صرف اتنی ہے کہ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے وہ اپنی صفائی پیش کرے مگر اسے کم از کم اپنوں کو تسلی دیتے ہوئے اتنا تو خیال رکھنا چاہیے کہ جھوٹ پر ہزار پردے بھی ڈال دیئے جائیں تو بالآخر وہ ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے۔ پھر اس وقت کی رسوائی سے کون بچائے گا مگر ایسے لگتا ہے تلبیس اور رنگ بازی میں ان مہربانوں کو خاص مہارت حاصل ہے۔

قارئین کرام ہمارے مہربانوں نے اشتہار میں کیا کیا کرم فرمائیاں کی ہیں؟ حضرت اقدس مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی گفتگو جو اگلے اوراق میں آرہی ہے اس میں آپ ملاحظہ فرماسکیں گے ہم صرف ایک مثال بطور نمونہ کے عرض کر دیتے ہیں تا کہ آپ یہ جان سکیں کہ قرآن پاک کی آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آڑ لیکر کیا گل

کھلائے گئے ہیں اور یہ کہ قرآن پاک کی یہ آیت کس سمت جارہی ہے اور کن وجودوں پر اسکا نفاذ وعتاب ہورہا ہے۔ جھوٹ نمبر ۳ کے تحت لکھا گیا ہے اشتہار میں یہ بات تحریر کی گئی کہ جامعہ ضیاء العلوم کے ایک طالب علم شہباز معاویہ نے مناظرہ کے بعد ہمارا مسلک قبول کرلیا ہے۔ اور جامعہ ضیاء العلوم کو چھوڑ کر کسی اور ادارہ میں داخلہ لے لیا ہے۔

وہ اشتہار جس کی یہ عبارت قرار دی گئی ہے وہ اہالیان چھنی تاجہ ریحان کی طرف سے شائع ہوا ہے اشتہار کی عبارت درج ذیل ہے۔ چند لوگوں نے مماتی مناظرین کی شکست کے بارے میں اپنے تاثرات ریکارڈ کروائے جو کہ سی ڈی میں محفوظ ہیں۔ اس میں مماتیوں کے معروف مدرسہ جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا کے طالب علم شہباز معاویہ نے اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ آج مجھے یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ اہل حق کا عقیدہ ہے لہذا میں مدرسہ ضیاء العلوم کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر عقیدہ حیات النبی ﷺ رکھنے والے کسی مدرسہ میں داخلہ لوں گا۔

ان دونوں عبارتوں کو پیش نظر رکھ کر آپ غور فرمائیں کیا اشاعت التوحید کے مہربانوں نے جو عبارت دوسرے اشتہار کی طرف منسوب کی ہے یہ نقل درست اور ملاوٹ سے پاک ہے؟ ''داخلہ لے لیا ہے'' اور ''مدرسہ میں داخلہ لے لوں گا'' کیا ان دونوں جملوں کا ایک ہی مطلب ہے؟ اب آپ ہی فرمایئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی یہ وعید کن لوگوں کے حصے میں آتی ہے رہی یہ بات کہ شہباز معاویہ کے بارے میں اہالیانِ چھنی تاجہ ریحان والوں کے اشتہار میں لکھا جانے والا بیان درست ہے یا نہیں تو ہم ہر خاص وعام کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ شہباز معاویہ کا ریکارڈ شدہ بیان سی ڈی، آڈیو کیسٹ میں دستیاب ہے جو شخص بھی سننا چاہے سن کر تسلی کر سکتا

ہے۔ چونکہ ہمارے مہربانوں نے غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ حتی کہ بعض اپنے عزیز واقربا بھی پریشان ہو گئے اور اس غلط پروپیگنڈا میں حقیقت حال گم ہو کر رہ گئی اس لئے راقم نے محض حقیقت حال واضح کرنے کی غرض سے اس مناظرہ کے احوال دیانت داری کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ مہربانوں کے بے ہودہ، اور غلط پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر کہیں کوئی شخص آقائے نامدار ﷺ کی بے ادبی کرنے والوں میں شامل نہ ہو جائے جو کہ ایمان کے لئے بہت بڑے خطرے کی بات ہے۔ راقم کا ارادہ ہرگز کسی کو اونچا دکھانا اور کسی دوسرے کو گرا ہوا ظاہر کرنا نہیں نہ کسی کی دل آزاری مقصود ہے بلکہ دعوت انصاف اور کلمہ حق کیطرف رغبت دلانا ضرور مقصد میں شامل ہے۔ کہ شائد میرا کوئی مہربان دوست ضد اور خیالوں پر تعمیر نظریات کی عمارت چھوڑ کر عقائد میں ان پاک روحوں کی تحقیق پر اعتماد کرلے جو آج بھی ۱۰ ہزار سے زیادہ مدفون صحابہ رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں جنت البقیع کے اندر آرام فرما ہیں اور جن کی قبروں سے جنت کی خوشبو بے شمار لوگوں نے سونگھی گویا اللہ پاک کے نزدیک انکے مقبول ہونے کی علامت تھی۔ اے کاش طوطی کی آواز کو اس نقار خانے میں سنا جا سکے اور یہ حقیر صدا انکے دل کی کنڈی کھٹکھٹا سکے۔ ہمارے ذمہ تو کوشش ہے اور ہدایت کا فیصلہ تو صرف ذات حق کی بارگاہ عالی سے ہی ہوگا۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

احقر الانام ابوالحسن بن سلطان محمود ٹوبہ ٹیک سنگھ

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر چند اکابرین کے ارشادات

قارئین محترم: عقیدہ حیات النبی ﷺ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اجماعی غیر مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی تصریح کئی علماء امت نے فرمائی ہے اکابرین دیوبند کا یہ امتیازی وصف ہے کہ اہل سنت والجماعت کی ترجمانی میں یہ حضرات اسلاف کی راہ اعتدال کو ہرگز ترک نہیں کرتے۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اہل سنت والجماعت کے چاروں طبقات، احناف، شوافع، حنابلہ، مالکی متفق ہیں چنانچہ طحاوی شریف کے ص ۴۰۵ اور نور الایضاح کے ص ۱۷۷ رسائل ابن عابدین کے ص ۲۰۳ پر احناف کا طبقات الشافعیہ کے ص ۴۸۲ پر شوافع " کا الروضہ کے ص ۱۴ پر حنابلہ کا یہ عقیدہ وضاحت سے موجود ہے۔ الحاوی للفتاوی جز ثانی کے ص ۱۴۷ پر اس موضوع کی بڑی عمدہ بحث لکھی ہوئی موجود ہے جس کی تفصیل لکھنے کا یہ رسالہ متحمل نہیں، اکابرین دیوبند نے اہل سنت والجماعت کی پیروی سے ہرگز انحراف نہیں فرمایا۔ بلکہ ان اکابرین علمائے دیوبند نے عقیدہ میں اہل سنت والجماعت کی پوری طرح پیروی فرمائی ہے۔ چونکہ اس چھوٹے سے رسالہ میں اکابرین کی تمام عبارات جمع کرنا ممکن نہیں اس لئے چند مسلمہ شخصیات کی عبارتیں تسلی کی غرض سے ہم عرض کرتے ہیں جو حضرات اکابرین علماء دیوبند پر اعتماد رکھتے ہیں ان کے لئے تو ہماری یہ تحریر تسلی کا باعث ہوگی۔ اور جو حضرات محض ضد کے مریض ہیں ہم ان کے لئے انشاء اللہ دعا کرنے کا اختیار تو رکھتے ہیں راہِ حق کی طرف ہدایت کا عطاء کرنا صرف اللہ پاک کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۱۔ محدث جلیل حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ

ہمارے اور ہمارے تمام مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات، حیات دنیوی کی سی ہے، بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیاۃ مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء السلام اور شہداء کے ساتھ یہ حیات خالص برزخی حیات نہیں ہے جو کہ تمام ایمانداروں کو حاصل ہے، بلکہ سب انسانوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ''انباہ الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کی حیات قبر میں ایسی ہے جیسی دنیا کی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم کو خبر دینا اس کی دلیل ہے، کیونکہ نماز کی ہیئت کذائیہ زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ (ص ۱۳۔۱۴، المہند علی المفند)

۲۔ حجۃ السلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے اجسام دنیاوی کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔ (قصائد قاسمیہ، ص ۴)

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند شائع شدہ ۱۹۵۷ء میں لکھا ہے کہ ''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کو خلوت گزیں سے تعبیر کیا ہے اور آپ ﷺ کی حیات جسمانی کو عوام وخواص کا اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہوئے ایک گراں قدر کتاب ''آب حیات'' تصنیف فرمائی ہے۔ مقام حسرت ہے کہ آج بعض اہل علم حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں جبکہ آپ ﷺ اس وجود پاک کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں جس طرح دنیا میں تشریف فرما تھے۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، نومبر ۱۹۵۷ء

۳۔ فقیہ ومحدث مولانا رشید احمد گنگوہی

’’قبر کے پاس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۰، ج ۱، یعنی آپ ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں، وہ سنتے بھی ہیں۔

ہدایۃ الشیعہ میں فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں، ان کو وہاں پر رزق دیا جاتا ہے، ص ۳۲۔

۴۔ شیخ اجل حضرت سیدی مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ

بے شک نبی پاک ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلا کسی شک وشبہ کے اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (بذل المجہود، ص ۱۱۷، ج ۲)

۵۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ

حضرت شیخ الحدیث نے اپنے اکابرؒ کے عقیدہ کی تائید کے ساتھ خود ان حضرات اکابرؒ کا جامد متبع ہونا لکھا ہے، لکھتے ہیں۔ ’’بہر حال یہ ناکارہ تو اکابر دیوبند قدس اللہ اسرارہم کا ہمہ تن متبع ہے اور ان سب حضرات کا متفقہ فیصلہ المہند میں بلا کسی اجمال کے تحریر ہے‘‘ (رسالہ حیات النبی ﷺ از شیخ الحدیث ؒ)

۶۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

نصوص صریحہ صحیحہ اس بات پر دال ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (فتح الملہم، ص ۳۲۵، ج)

۷۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنص حدیث زندہ ہیں۔ (التکشف، ص ۴۴۶)

۸۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز وعبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔ (حیات نبوی ص ۲)

۹۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

آپکی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین وشہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجود سے اس سے قوی تر ہے الخ۔ (مکتوبات شیخ الاسلام صفحہ ۱۲۰، ج ۱)

۱۰۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند

"جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں انکی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں۔ بیہقی نے فرمایا!

و الحیاۃ الا نبیاء بعد الممات شواھد من الاحادیث الصحیحۃ

اور انبیاء کی حیات بعد الموت کے صحیح احادیث سے بہت سے شواہد ہیں۔ اس میں تصریح ہے کہ موت کے بعد انکی حیات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ موت صرف جسم پر آتی ہے روح پر نہیں اس لئے حیات بعد الموت وہی ہوسکتی ہے جس میں جسم بھی شریک ہو اس حیات کو صرف روحانی کہنے کے کوئی معنی نہیں صرف حیات روحانی کا قول جمہور علماء امت کے خلاف ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دیوبندیت کوئی مستقل مذہب نہیں، عقیدہ سلف و جمہور اہل سنت والجماعت کے مکمل اتباع ہی کا نام دیوبندیت ہے جو عقیدہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے وہ دیوبندیت کے بھی خلاف ہے۔ (ماہنامہ الصدیق، ملتان جمادی الاولی ۱۳۷۸ھ)

۱۱۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

انبیاء اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو دنیا میں تھا۔ (از خدام الدین ۱۹۶۰)۔

۱۲۔ شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ

اپنے رسالہ القول النقی فی حیات النبی ﷺ ص ۳۰ پر فرماتے ہیں: حضور ﷺ دنیاوی وفات کے بعد قبر مبارک میں جسمانی روحانی حیات سے زندہ ہیں۔

۱۳۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۷۸ پر فرماتے ہیں انبیاء کرام خاص کر سیدالانبیاء ﷺ کو اپنی قبروں میں حیات حاصل ہے۔

۱۴۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں (کبیروالہ میں تاریخی خطاب)

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اکابرین کی چند کتابیں

۱۔ تسکین الصدور از محقق دوراں حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر

۲۔ مقام حیات از مولانا علامہ خالد محمود صاحب

۳۔ حیات الاموات از حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ

۴۔ حیات النبی ﷺ از حضرت مولانا اللہ یار خانؒ

۵۔ دعوت انصاف از حضرت مولانا عبد العزیز شجاع آبادی

۶۔ تسکین الاتقیاء از حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب

۷۔ القول النقی فی مسئلہ حیات النبی ﷺ از حضرت مولانا عبد اللہ بہلویؒ

چند علماء جنہوں نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کی تصدیق کی

حضرت شیخ الہند محمود حسنؒ، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ، مفتی کفایت اللہؒ، مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ، شاہ عبد الرحیم رائیپوریؒ، قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا حامد میاں صاحب، مفتی محمد وجیہ صاحبؒ، مفتی رشید احمد صاحبؒ، علامہ عبد الستار تونسوی، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبد الحق صاحبؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا میر احمد حسنؒ، مولانا حکیم محمد حسن صاحبؒ، مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، مولانا محمد مکی صاحبؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مفتی جمیل احمد تھانویؒ، مفتی احمد سعیدؒ، مولانا محمد ایوب بنوریؒ، مفتی ولی حسن صاحبؒ، مفتی محمد فرید صاحبؒ،

مفتی عاشق الٰہی البرنی مہاجر مدنیؒ، مولانا سرفراز صفدر، مولانا عبدالحمید سواتی، مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مولانا خواجہ خان محمد صاحب، مفتی عبدالستار صاحبؒ، مفتی عبدالقادر صاحبؒ، مفتی حمید اللہ جان صاحب، علامہ عبدالغفار تونسوی، مفتی محمود احمد صاحبؒ، مفتی محمد رفیع صاحبؒ، مفتی شیر محمد صاحبؒ، مولانا محمد مسعود گنگوھی، مفتی جمال احمد مظاہری، مولانا نذیر احمدؒ، مولانا صوفی محمد سرور، قاضی مظہر حسینؒ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ، مولانا اظہار الحق شہیدؒ، مولانا عبداللطیف جہلمی،

چند وہ مدارس عربیہ جنہوں نے اس نومولود تحقیق کے خلاف فتاویٰ جات تحریر فرمائے

دارالعلوم دیوبند UP انڈیا، مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ بنوری ٹاؤن، دارالعلوم عیدہ گاہ کبیر والہ، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ قاسم العلوم ملتان، جامعہ امدادیہ فیصل آباد، جامعہ نصرت العلوم گجرانوالہ، جامعہ رشیدیہ ساہیوال، مدرسہ مصباح العلوم سرگودھا، جامعہ خیر المدارس ملتان، دارالعلوم کہروڑپکا، جامعہ محمودیہ جھنگ، معہد الفقیر السلامی جھنگ

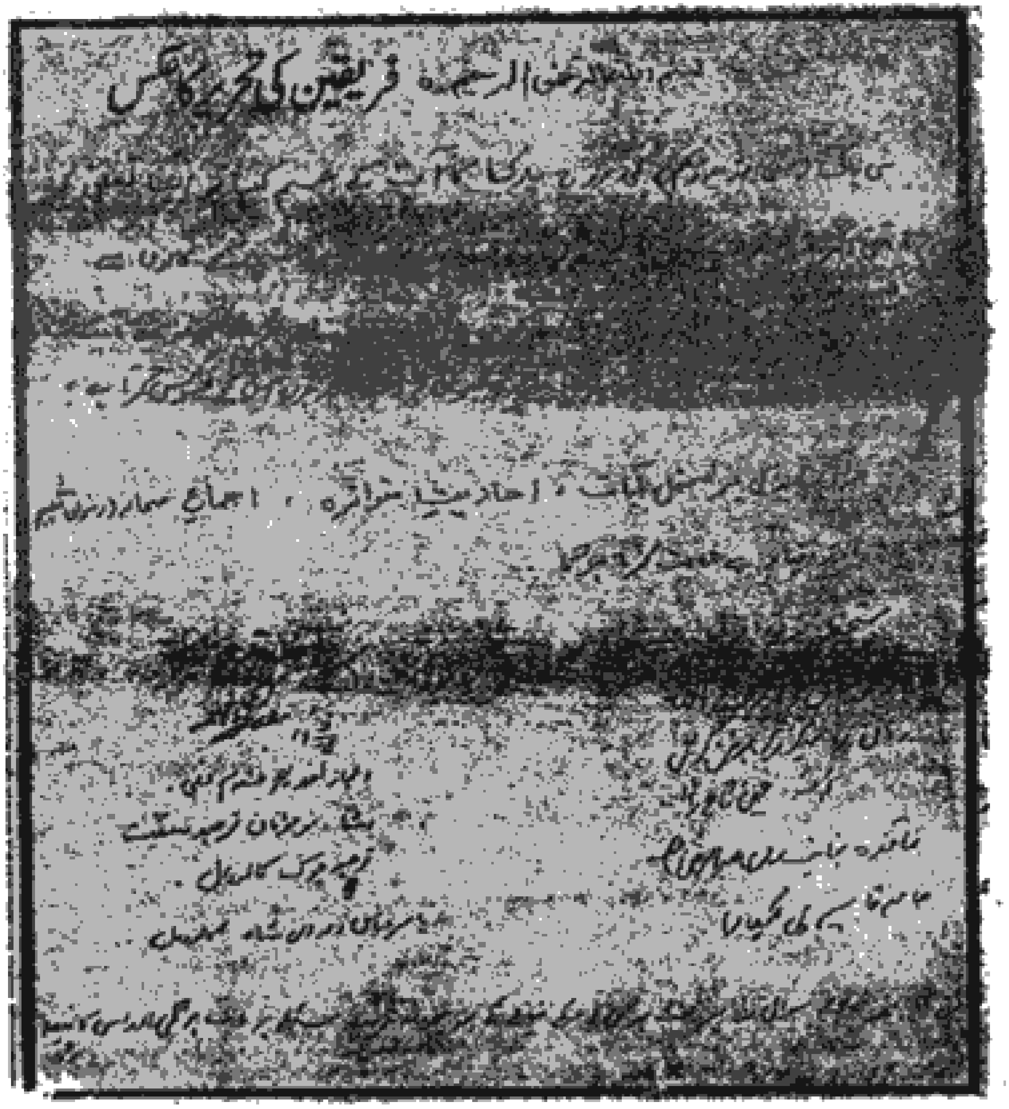

بسم اللہ الرحمن الرحیم فریقین کی تحریر کا عکس

وہ تحریر جس پر پانچ گھنٹے بات ہوتی رہی

مماتی حافظ جاوید امام مسجد کالووال کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی یہی وہ تحریر ہے جس پر چار پانچ گھنٹے گفتگو رہی اور بات کسی طرف نہ لگ سکی۔ بالآخر بغیر باضابطہ مناظرہ کے ہی کام تمام ہوگیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی مختصر وضاحت کردی جائے۔ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے فرمایا اس تحریر میں کچھ ایسی غلطیاں کی گئیں ہیں جن کی بنا پر یہ تحریر موضوع مناظرہ نہیں بن سکتی۔ اس تحریر میں نمبر 1 اور نمبر ۲ لگا کر ان نمبروں کے آگے عبارت تحریر کی گئی ہے عکس تحریر ملاحظہ فرمائیں

کہ نمبر۲ کے بعد یہ عبارت ہے۔ قرآن مجید کی غیر محتمل آیات، احادیث متواترہ، اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اور فقہاء سے ثابت کرنا ہوگا: دستخطوں کے بعد بطور وضاحت یہ عبارت ہے پہلے سوال نمبر۱ پر بحث ہوگی اس کے فیصلے کے بعد پھر دوسرے مسئلے پر بات ہوگی اور اس کا فیصلہ ہوگا۔ یہ دوسری بات جسے مسئلہ قرار دیا گیا ہے یہ مسئلہ نہیں۔ حضرات قارئین آپ خود اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں کیا آپ قرآن مجید کی غیر محتمل آیات والی عبارت کو مسئلہ قرار دے سکتے ہیں کہ جس کو آپ دلائل سے ثابت کریں؟ دنیا کا کوئی ذی شعور آدمی اس عبارت کو پڑھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اعتراض بلاوجہ ہے کیونکہ صاف طور پر اوپر نمبر۲ دے کر عبارت لکھی اور نیچے یہ وضاحت لکھی کہ پھر دوسرے مسئلے پر بات ہوگی۔ مولانا عبدالقدوس صاحب نے کہا یہ دلائل کی ترتیب ہے کہ اس طرح دلائل دینے ہوں گے۔ یہ بات تو درست ہے کہ یہ دلائل کی ترتیب ہے مگر لکھنے والے نے اس کو بطور مسئلہ کے لکھا ہے بطور ترتیب دلائل کے نہیں لکھا لہذا لکھنے والے کی غلطی ہے یہی بات حضرت گھمن صاحب بار بار فرماتے رہے کہ یہ عبارت لکھنے والے سے غلطی ہوئی کہ اس نے دلائل کا نام مسئلہ رکھا اور ساتھ یہ وضاحت بھی کی کہ پھر اس دوسرے مسئلے پر بات ہوگی۔ لہذا یہ عبارت درست نہیں ہمیں یہ عبارت درست کردینی چاہیے۔ اب اس کا حل یہ تھا کہ یا تو اشاعت کے مناظرین اس عبارت کی صفائی پیش کرتے کہ آپ کا اعتراض درست نہیں لکھنے والے نے نمبر۲ کے تحت جو عبارت لکھی ہے یہ واقعی مسئلہ ہے اور اس پر ہم بعد میں بحث کریں گے یا حضرات اس عبارت کی غلطی کو درست کرتے جیسا کہ گھمن صاحب نے کوشش کی اور اپنی طرف سے اعتراض سے صاف

بے غبار موضوع مناظرہ کی عبارت واضح لفظوں میں لکھ کر ان حضرات کے ہاتھوں میں تھما دی مگر لگتا ہے جیسے سوچ وفکر پر پردے پڑ گئے تھے کہ ایک درست بات کو جو بالکل عام فہم تھی مگر وہ ماننے کو تیار نہ ہوئے۔

نمبر۲ یہ موضوع مناظرہ کی عبارت لکھنے والا شخص حافظ جاوید ہے جو منکرین حیات النبی ﷺ کا پیشوا اور کالووال کی مسجد کا امام ہے ہمیں اس پر تو ہرگز اعتراض نہیں کہ اس نے یہ موضوع کیوں لکھا مگر یہ بات ہر سمجھ دار آدمی کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو میرے عقیدے کو مانتا ہی نہیں وہ موضوع مناظرہ میں میرا عقیدہ تو لکھتا ہے اپنا عقیدہ کیوں نہیں لکھتا؟ دیانت داری کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ اپنا عقیدہ لکھتا اور محمد خان کو کہتا کہ تو اپنا عقیدہ لکھ دے یا اپنے کسی مولوی سے لکھوا کر لے آ جس قاری عبدالرحمٰن صاحب کا محمد خان کو نمائندہ قرار دیتے ہو اس قاری عبدالرحمٰن صاحب کو لکھے ہوئے عقیدے کا علم ہی مناظرے سے پہلے والی رات میں ہو رہا ہے آخر سوچنے کی بات ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ کا مذہبی پیشوا ہی ہمارا عقیدہ لکھنے کے لیے باقی رہ گیا تھا؟ محمد خان جو ایک بالکل سادہ سا بزرگ آدمی ہے جو کچھ وہ کہتے گئے یہ اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا اِس کو تو ان کی چالوں کا پتہ ہی اب چلا ہے کہ یہ مہربان کیا کرتے ہیں. محسن صاحب نے یہی فرمایا کہ یہ موضوع مناظرہ لکھا ہے مماتی نے جس کو میدان مناظرہ میں میرا عقیدہ لکھ کر پھر اسی پر دلائل کا مطالبہ کرنے کا کوئی شرعی حق حاصل نہیں لہذا اب دوسری طرف کے حضرات اس کی وضاحت کرتے کہ حافظ جاوید نے یہ موضوع مناظرہ لکھا ہے آپ کے ساتھی نے دستخط کیے ہیں اگر آپ کا خیال ہے کہ مماتی امام کے لکھے ہوئے موضوع مناظرہ کو ہم قبول نہیں کرتے تو آپ

خود وہ موضوع مناظرہ لکھو جو قبول کرتے ہو یا یہ کہتے کہ ہمارے امام نے یہ عبارت تحریر نہیں کی؛ یاسر عباس کافی دیر تک تو تحریر لکھنے والے کا نام چھپاتا رہا گھنٹوں بعد بتایا کہ محمد خان نے لکھوایا تھا حافظ جاوید نے لکھا تھا کسی نے بھی کہا ہو یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ موضوع مماتی امام نے لکھا ہے یہ کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ جو موضوع ہمارے خلاف ایک ہمارا مذہبی مخالف لکھتا ہے اور اپنی مرضی کے دلائل مانگتا ہے امیر عبداللہ صاحب اسی تحریر کو (خواہ غلط ہو یا صحیح) قبول کرتا ہے جبکہ ہمارے عقیدہ پر ہمارے ہاتھوں کی لکھی ہوئی تحریر قبول نہیں کرتا وہ بار بار یہی کہتا رہا کہ مناظرہ پرانی تحریر پر ہوگا (جس کو حافظ جاوید مماتی نے لکھا ہے) آپ نے جو اپنے عقیدے کی وضاحت کی ہے اس پر قطعاً ہم مناظرہ نہیں کریں گے کیا یہ دھوکہ نہیں؟ اگر دنیاں انصاف سے خالی نہ ہوگئی ہو تو اس نامعقول ضد سے مماتی حضرات کا جھوٹ دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ محمد خان کو کہا جاتا کہ تم اپنا عقیدہ لکھوا گر نہیں لکھ سکتے تو تمہارے مولوی موجود ہیں اُن سے لکھوالاؤ تا کہ کل کو اعتراض نہ کرسکو کہ عقیدہ تو ہمارا تھا تم نے کیوں لکھا؛ مگر اس عام فہم اور سادہ سی بات کو بھی یکسر طور پر نظر انداز کر دیا گیا حالانکہ محسن صاحب نے فرمایا تھا کہ حافظ جاوید مماتی کی بجائے میں خود اپنے عقیدے کی وضاحت کرسکتا ہوں لہذا میری اس تحریر کو جو میں نے لکھی ہے قبول کرلو تو وہ اسی ڈگر پر قائم رہے کہ جو موضوع مناظرہ ایک مماتی امام مسجد نے لکھا ہے ہم تو اس کے علاوہ کسی وضاحت کو قبول نہ کریں گے نہ کسی دوسرے کی لکھی ہوئی تحریر پر مناظرہ کریں گے۔

نمبر ۳ مناظرہ میں بنیادی اصول ہے کہ ایک شخص کسی مسئلے کے ثبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا اسکا انکار کرتا ہے پہلے شخص کو مدعی کہتے ہیں اور دوسرا شخص جو اس مسئلہ کو نہیں مانتا اسے منکر کہتے ہیں موضوع مناظرہ میں مدعی اور منکر کی وضاحت ہوتی ہے مگر جو موضوع مناظرہ کی عبارت آپ عکس میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اس میں ایک عقیدہ درج کرنے کے بعد فریقین نے دستخط کر دیے ہیں کسی کے بارے میں یہ صراحت نہیں کہ مدعی کون ہے اور منکر کون ہے جبکہ مناظرہ میں مدعی اور منکر کی صراحت ایسا بنیادی اصول ہے جس کے بغیر گفتگو مناظرہ سے کوئی نتیجہ حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا لہذا اسکا آسان حل یہ تھا کہ حضرات یا تو وضاحت فرماتے کہ اسمیں مدعی فلاں شخص ہے اور عبارت میں اسکی صراحت ان لفظوں کے ساتھ موجود ہے تاکہ سامعین مطمئن ہو جاتے کہ یہ اعتراض غلط ہے یا اس عبارت کو درست کر دیتے مگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت انھوں نے اختیار نہ فرمائی البتہ دوران مناظرہ امیر عبداللہ نے فرمایا کہ جو اس عبارت کو مانتا ہے وہ مدعی ہے اور جو انکار کرتا ہے وہ منکر ہے ہم اس عقیدے کو نہیں مانتے لہذا ہم مدعی نہیں ہیں. مگر حضرت خود اپنی ایک تقریر میں اپنے اس ارشاد کی نفی کرتے ہیں کہ ہم دونوں اس تحریر پر جمع ہوئے ہیں لہذا اس تحریر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے بات اسی پر ہوگی. قارئین کرام غور فرمائیں جب یہ مدعی اور منکر کی صراحت عبارت موضوع سے نہ دکھا سکے تو اپنے زبانی انکار کو عبارت کا جزو قرار دے کر نتیجہ نکالنے کی کوشش فرمائی گویا ان حضرات کو تو نظریہ ضرورت کے تحت یہ حق حاصل ہے کہ اپنے زبانی انکار کو عبارت کا جزو بنا کر اپنا مقصد حاصل کر لیں اور اگر کوئی دوسرا شخص غلطی کی وضاحت کر کے عرض کرے کہ اسکی اصلاح کرنی چاہیے تو یہ عریضہ

قبول نہیں کیا جاتا؛ اگر ہم یہ عرض کریں کہ جس تحریر پر آپ بلائے گئے ہیں اسمیں آپ زبانی انکار کا اضافہ کیے بغیر مدعی اور منکر کی وضاحت کریں تو کیا کوئی مہربان اس عبارت میں کی جانے والی اس اصولی غلطی کا ازالہ کر سکے گا؟ کیا آپ کا یہ جملہ "ہم اس عقیدے کو نہیں مانتے" یہ موضوع مناظرہ میں لکھا ہوا موجود ہے؟ جب کہ تحریر مناظرہ کا عکس صاف بتا رہا ہے کہ اشاعتی مناظرین کا یہ فرمانا کہ ہم اس عقیدے کو نہیں مانتے یہ عبارت وہاں پر لکھی ہوئی نہیں اگر کہیں کسی کونے میں موجود ہے تو ذرا ہمیں بھی دیکھا دو ہمیں ڈر ہے کہ اس موقعہ پر یاسر عباس صاحب کو کہیں انکا یہ شعر چڑھانے نہ لگ جائے کہ: نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اُن سے: یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

نمبر۴ تحریر مناظرہ میں ایک جماعت کا عقیدہ تو لکھا گیا ہے جبکہ دوسری طرف کے حضرات کا عقیدہ نہیں لکھا گیا جبکہ اصولی طور پر کسی کو بات سمجھانے کے لئے دونوں طرف کے حضرات کو اپنا اپنا نظریہ واضح کرنا چاہیے تا کہ اختلاف کی نوعیت اور فرق واضح ہو جائے اور دونوں طرف کی باتوں سے کوئی نتیجہ حاصل کیا جا سکے مثلاً ایک شخص کہتا ہے حضور ﷺ زندہ ہیں دوسرا کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی حیات تو ہم بھی مانتے ہیں جیسا کہ بعض اشاعت التوحید کے حضرات فرماتے ہیں: اب سننے والے کہیں گے کہ اِن میں تو پھر کوئی اختلاف نہ ہوا اختلاف تو تب ہوتا جب ایک کہتا کہ آپ ﷺ حیات ہیں دوسرا کہتا جیسا کہ العیاذ باللہ بعض گستاخ لوگ کہتے ہیں کہ مردہ ہیں اب سننے والوں کو معلوم ہو گا کہ واقعی اختلاف ہے؛ اب دونوں طرف کے حضرات کو اصول مناظرہ کے تحت مدعی اور منکر دو الگ الگ فریق بن کر اپنے عقیدے پر دلائل دیں گے اور ایک دوسرے کا رد کریں گے پھر بات سمجھ آسکے گی؛ اب ایک فریق اپنا عقیدہ

لکھتا ہے اور دوسرا طبقہ اپنا عقیدہ نہیں لکھتا تو اصولی طور پر اختلافی نوعیت سمجھ نہیں آسکتی مگر ان مہربانوں نے اول تا آخر بار بار کے اصرار کو بجا طور پر ہضم کرتے ہوئے اپنا عقیدہ نہ لکھا نہ صرف یہ کہ ان کو اصولی طور پر اپنا عقیدہ لکھ کر دینا چاہیے تھا بلکہ یہ انکا وعدہ بھی تھا جسے پورا کرنا ان پر شرعاً اخلاقاً ہر طرح سے لازم تھا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب آف لکسیاں پل نے مناظرہ سے ایک دن قبل جب ان کے ہاتھوں موضوع مناظرہ کی تحریر دیکھی تو حضرت نے فرمایا میں پہلی مرتبہ یہ تحریر دیکھ رہا ہوں اس پر ہمارا عقیدہ لکھا ہوا ہے تم بھی تو اپنا عقیدہ لکھ کر دو اس پر محمد یار صاحب نے کہا کہ ہم کل اپنا عقیدہ لکھ کر دیں گے قارئین کرام داد دیجئے اشاعت التوحید والوں کے طرز انصاف کو کہ محمد خان کا عقیدہ خود اپنے ہاتھوں سے لکھ کر اس کی طرف منسوب کر دیا اور اپنا عقیدہ لکھنے کا ادھار کر لیا پھر اگر چہ ہمارے عقیدے کے ساتھ ان کو بھی اپنا عقیدہ لکھ کر دینا چاہیے تھا مگر چونکہ وہ خود اپنے عقیدہ کے بارے میں مذبذب ہیں اس لئے انہوں نے عافیت اس میں جانی کہ کل جب ہمارے مولوی آئیں گے یعنی وہ عقیدہ لکھ کر دے دیں گے تو وہ خود ہی کچھ کر لیں گے مگر وہ بھی کچھ نہ کر سکے اور سارا دن اپنا عقیدہ لکھنے کی توفیق نہ پا سکے۔ محمد یار صاحب امید ہے ابھی حیات ہوں گے کلما کی طلاق پر بے شک وہ قسم نہ اٹھائیں خود اپنے ہی ضمیر سے فیصلہ کروالیں کیا آپ نے اپنا عقیدہ لکھ کر دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ چلو اصول مناظرہ ایک طرف رہے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے ہی عقیدہ لکھ کر دے دیتے چلیں مناظرین صاحبان ضد کر رہے تھے تو کالووال کے وعدہ کرنے والے حضرات ہی یہ کہہ دیتے کہ ہم نے وعدہ کیا ہوا ہے لہذا اپنا عقیدہ لکھ کر دو! مگر کالووال کے حضرات کو بھی عقیدہ لکھنے کے

مطالبہ پر سانپ سونگھ گیا اور وہ بھی ایفائے عہد کی کوئی جسارت نہ کر پائے آخر زمانے کے بھرم توڑنے کی فکر سے جان چھوٹے گی تو کسی اور کام کی طرف دھیان ہوگا۔

نمبر 5:۔ کسی بھی تحریر کے نیچے اگر دو افراد یا دو فریق دستخط کر دیں تو وہ عبارت دونوں کا باہمی معاہدہ شمار ہوتی ہے۔ کبھی کوئی شخص اپنے خلاف لکھی جانے والی تحریر پر اپنے دستخط نہیں کرتا۔ حافظ جاوید کے ہاتھوں لکھا ہوا موضوع مناظرہ محمد خان اور یاسر عباس دونوں کے دستخطوں سے مزین ہے ان ہر دو حضرات میں سے کسی نے اثبات یا انکار کی وضاحت کیے بغیر دستخط کیے ہیں لہذا عبارت پڑھنے والا اس عبارت کو دونوں کی عبارت سمجھے گا جیسا کہ حضرت محسن صاحب کی گفتگو میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے انھوں نے فرمایا جو عبارت میں نے لکھی ہے اس کے نیچے اگر جناب امیر عبداللہ دستخط کر دیں تو ہر پڑھنے والا اس عبارت کو دونوں کی طرف سے شمار کرے گا یاسر عباس اگر اس تحریر کا منکر تھا تو اسے عبارت کے تحت یہ الفاظ لکھنے چاہیے تھے کہ میں اس عقیدے کو نہیں مانتا پھر نیچے دستخط کرتا تو اب بات صاف تھی کہ یاسر عباس اس عقیدے کا منکر ہے لیکن یاسر عباس نے اس عقیدے کو نہ ماننے کے باوجود دستخط کر دیے جسکا مطلب یہ ہے کہ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس سے یہ غلطی ہوگئی اب ظاہر بات ہے حضرت مولانا امیر عبداللہ صاحب صرف اس لکھی ہوئی عبارت کے علاوہ کسی اور بات پر گفتگو کرنے کے لئے ہرگز تیار ہی نہیں اور عبارت کے نیچے دستخط دونوں افراد نے کیے ہیں جسکا مطلب ہے کہ یا تو دونوں مدعی ہیں یا دونوں منکر کیوں کہ دستخط دونوں کے ہیں اب دستخط کرنے کے بعد محمد خان اپنے ان دستخطوں پر قائم ہے جبکہ یاسر عباس نے دستخط کرنے کے باوجود اوپر کی تحریر کا انکار کیا کہ ہم اس

عقیدے کو نہیں مانتے جب ہم نے یہ عقیدہ لکھا تھا اس وقت بھی ہم نے مخالفت میں سائن کیے تھے تو یہ ساری باتیں بے شک بجا ہوں گی مگر یہی باتیں تحریر میں بھی تو دکھاؤ کیوں کہ آپ کے حضرت امیر عبداللہ صاحب اس تحریر پر مناظرہ کرنے آئے ہیں نہ کہ جناب والا کے دل و دماغ میں مدفون انکار یا اقرار پر آپ مہربانی فرما کر یہی انکار جو آپ کے دماغ کے قبرستان میں سالوں سے دفن ہے وہی الفاظ اس تحریر کے دریچہ میں بھی دکھاؤ۔ ہاتو ابرہانکم ان کنتم صادقین۔

لیکن اگر حضور والا نہ دکھا سکیں تو پھر معاف فرمانا آپ کے اپنے مناظر صاحب آپکی دماغی باتوں کو قبول نہیں فرماتے پھر عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل مناظرین کو مجبور کرنا کہ اسی تحریر پر مناظرہ کرو یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ان اوپر کے اعتراضوں پر یا تو اشاعت التوحید والسنہ کے حضرات کو تردید کرنی چاہیے تھی کہ یہ اعتراض درست نہیں یا پھر اس عبارت کو درست کرنا چاہیے تھا تاکہ عوام کو ہر فریق اپنا مسئلہ سمجھا سکتے مگر صد افسوس کہ بجائے اصلاح اور وضاحت کے مسئلہ کے الجھاؤ، شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے۔ اس لئے حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے اپنا عقیدہ لکھا اور اس عقیدے کا جو انکار کرے اسکا حکم لکھا اس پر دستخط کر کے حضرت مولانا امیر عبداللہ کو دے دیا کہ حضرت آپ بھی ماشاءاللہ عالم ہیں آپ اپنا عقیدہ اور اسکے منکر کا حکم لکھ دیں پھر دلائل شروع کر دیں آپ جب دونوں طرف کی گفتگو سنیں گے تو محسوس فرمالیں گے کہ مسلسل عبارت پر اعتراض کا جواب دینے کی بجائے یہ کہتے رہے کہ پرانی تحریر پر مناظرہ ہوگا حالانکہ اس پرانی تحریر کا انکار بھی خود یاسر عباس نے کیا کہ میں اس عقیدے کا انکاری ہوں خود انکار بھی اور پھر الزام بھی کہ تم

اس تحریر پر مناظرہ نہیں کرتے یہ عجیب دورنگی ہے جو شائد قارئین کی سمجھ میں آجائے ہماری سمجھ میں تو نہیں آسکی۔ اگر اشاعت التوحید کے اشتہار کی یہ عبارت کہ (گھمن صاحب رنگ بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے) اس موقع پیش نظر رہے تو اشاعت والوں کا گامن سچار ہونا خوب واضح ہو جائے گا۔

مناظرہ میں اشاعت التوحید والوں کی کرم فرمائیاں

جس کے دل میں اللہ پاک کا ڈر اور اس ذات سے اچھے حال میں ملنے کا شوق ہوتا ہے وہ قدم قدم احتیاط سے کام لیتا ہے کوئی کام بھی بے احتیاطی سے نہیں کرتا وہ حق کی تلاش میں رہتا ہے جب کبھی کسی بات میں شک پیدا ہو جائے تو حق کی تلاش میں بھرپور کوشش کرتا ہے ایسا شخص دین میں کسی کو تو کیا دھوکے اور اندھیرے میں رکھے گا دنیا کے کسی کام میں بھی کسی کو اندھیرے میں رکھنا گوارا نہیں کرسکتا وطن عزیز میں بدقسمتی سے اہل حق کے عظیم قافلے علمائے دیوبند کی طرف منسوب کچھ حضرات نے اکابر سے ہٹ کر ایک دوسری رائے اس مسئلہ میں قائم کر لی ہے کہ اس دنیاوی وفات کے بعد آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں حیات نہیں ہیں جب کہ جمہور اہل سنت والجماعت کا صدیوں سے یہی عقیدہ چلا آرہا ہے کہ محبوب خدا ﷺ وفات دنیاوی کے بعد اسی قبر مبارک میں حیات ہیں۔ 1973ء سے پہلے کسی ایک شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں دنیا والے جسم کے ساتھ مردہ ہیں اب جبکہ بعض حضرات کا اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا تو تلاش حق کا طریقہ کار یہ تھا کہ دیانت داری کے ساتھ بغیر ملاوٹ بازی کے باہمی گفتگو کرتے جسکا یقیناً عوام پر ایک

اچھا اثر پڑتا اور ان کو مسئلہ سمجھنے میں دشواری نہ ہوتی مگر عام طور پر دھوکہ بازی کے علاوہ دوسرے فریق کو اندھیرے میں رکھ کر کوشش کی جاتی رہی ہے کہ کسی طرح دوسرے فریق کو مغلوب کیا جائے بہت کم یہ کوشش کی گئی ہے کہ عوام کی صحیح رہنمائی کی جائے چنانچہ مناظرہ چھنی تاجہ ریحان میں بھی بعض ایسی ہی کرم فرمائیاں کی گئی کہ دوسری طرف کے لوگوں کو اندھیرے میں رکھ کر اچانک شب خون مارا جائے۔ مثلاً اول تو موضوع مناظرہ لکھتے ہوئے بجائے اس کے کہ حافظ جاوید حیات النبی ﷺ کو ماننے والے حضرات کا عقیدہ لکھتا، دیانت داری کا تقاضہ یہ تھا کہ کالووال کے امام صاحب حافظ جاوید، یاسر عباس اور حافظ محمد یار وغیرہ محمد خان کو یہ کہتے کہ آپ کا اور ہمارا اس عقیدہ میں اختلاف ہوگیا ہے لہذا میں بھی چونکہ مذہبی رہنما ہوں اپنا عقیدہ میں لکھ دیتا ہوں اور تیرے بھی مذہبی پیشوا ہیں اپنا عقیدہ تو ان سے لکھوا کر لے آ پھر ہم دونوں عقیدوں کی عبارتیں اپنے اپنے مناظرین کو دے دیں گے وہ تیاری کر کے دلائل دیں گے انشاء اللہ، اللہ پاک ہماری حق بات کی طرف رہنمائی فرمائیں گے مگر اس دیانت دارانہ طریقہ کار کو چھوڑ کر ایک ایسے شخص نے علمائے دیوبند اہلسنت والجماعت کا عقیدہ لکھا جو خود اس عقیدے کا منکر ہے پھر اس پر دستخط محمد خان سے اور اعجاز سے کروا لئے چلو یہ عبارت اگر اسی مماتی امام نے ہی لکھی تھی تو اسے چاہیے تھا کہ وہ یہ لکھتا ہے کہ یہ تیرا عقیدہ ہے جس کو تم ان مذکورہ دلائل سے ثابت کرو گے اور اسکے مقابلے میں یہ میرا عقیدہ ہے اس کو میں اس طرح کے دلائل سے ثابت کروں گا یعنی قرآن پاک کی غیر محتمل آیات اور احادیث متواترہ وغیرہ سے ثابت کروں گا تو پڑھنے والے یقیناً یہی کہتے کہ واقعی یہ طالب حق ہے جس نے برابری کا معاملہ کیا ہے مگر دلائل تو کیا

اپنا عقیدہ بھی لکھنا گوارا نہ فرمایا کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ یہ لکھتے کہ تم اپنا عقیدہ غیر محتمل آیات وغیرہ سے ثابت کرو اور ہم بھی قرآن پاک کی غیر محتمل آیات، احادیث متواترہ اجماع صحابہ اور فقہاء سے حضور ﷺ کا قبر مبارک میں مردہ ہونا ثابت کریں گے العیاذ باللہ مگر سورہ مطففین میں ذکر کردہ لوگوں کی طرح لینے کے لئے اور ترازو ہے اور دینے کیلئے دوسرا ترازو ہے ہم سے جس طرز کے دلائل کا مطالبہ ہے کیا وہ اپنے لئے بھی ایسے ہی طرز کو قبول فرماتے ہیں؟ فاعتبرو ایاا ولی الابصار

پھر تحریر مناظرہ لکھ کر چھپالی اور اصل تو کیا اسکی فوٹو کاپی بھی مولانا عبدالرحمٰن وغیرہ حضرات کو نہ دی۔ حتیٰ کہ مناظرہ سے ایک رات قبل مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے شرائط مناظرہ طے کرتے وقت جب وہ تحریر دیکھی تو فرمایا میں پہلی مرتبہ یہ تحریر تمہارے پاس دیکھ رہا ہوں یا تو یہ تحریر ہمیں دے دو ہم تمہیں فوٹوسٹیٹ کروا کر دے دیں گے یا آپ ہمیں فوٹوسٹیٹ کروا کر دے دیں اشاعت کے مہربانوں نے فرمایا ہم فوٹوسٹیٹ تمہیں دے دیں گے مگر مناظرہ شروع ہونے کے وقت تک وہ فوٹوسٹیٹ مولانا عبدالرحمٰن کو نہ ملی حتیٰ کہ وہ حضرات جو مناظرہ کرنے کے لئے تشریف لائے تھے ان حضرات کو بھی وہ تحریر نہیں ملی تھی خالی ہاتھ وہ میدان مناظرہ میں پہنچے اب ایک طرف تو موضوع مناظرہ کی عبارت سامنے رکھ کر خوب تیاری ہو رہی ہے جبکہ دوسری طرف کے حضرات کو یہ بھی علم نہیں کہ موضوع مناظرہ کی تحریر ہے کیا۔ کیا یہ دیانت داری اور تحقیق مسئلہ کا بہتر طریقہ کار ہے؟ جب مناظرہ کی تقریب میں تحریر کا مطالبہ کیا تو کہا کہ ہم نے دے دی ہے۔ کس کو دی ہے؟ کس نے دی ہے؟ کچھ پتہ نہیں حالانکہ اخلاقی اور شرعی طور پر ان حضرات پر لازم تھا کہ موضوع مناظرہ جو بھی لکھا کم از کم

دوسرے فریق کے ذمہ داروں تک اسے پہنچایا جاتا مگر اس موضوع مناظرہ کی تحریر کو اپنے پاس دبائے رکھا کہ کہیں فریق مقابل کو اسکا علم نہ ہو جائے اب ایک طرف پوری تیاری سے مہربان تشریف لائے تو دوسری طرف سے حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مناظرہ کی تحریر سے بالکل بے خبر اپنے مناظرین کو لے کر اس نیت کے ساتھ آ رہے ہیں کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مناظرہ ہوگا ذرا دھیان دیجئے یہی حالت تمہارے ساتھ پیش آتی تو کیا ہوتا؟ یہ تو ہمت والوں کا کام ہے کہ وہ بے خبر ہو کر بھی زمانے کو خبردار کر آئے اور جو زمانے کا بھرم توڑنے کہتے ہوئے آئے تھے کہ

مقابلے کی جو صدا ٹھہری تو آؤ فیصلہ کرلیں
ہم نے تو کئی بار زمانے کے بھرم توڑے ہیں

انہیں کیا خبر تھی کہ حضرت تھانویؒ کے شجر ولایت کا یہ خوبصورت پھل ہے جس سے آج پالا پڑے گا مقابلے کے وقت ہی انکے کانوں میں صدا پڑی ہوگی کہ

الحاد و اعتزال کا زوال ہے ہمارے ہاتھ
ہم نے پیشوں کے ساتھ کئی زیر و زبر جوڑے ہیں
ہم کوئی بانجھ تو نہیں کہ بقائے نسل نہ ہو
اپنے پیچھے ہم نے کئی شجر باثمر چھوڑے ہیں
طوفانوں سے جو ٹکراتا ہے تو حوصلہ پیدا کر
اچھلتے ہوئے دریاؤں کے ہم نے منہ موڑے ہیں

پھر دوران گفتگو بھی کوشش یہی کی جاتی رہی کہ کسی طرح کوئی موقعہ ہاتھ آئے اور ہم انکو زیر کریں حالانکہ کوشش تو یہ کی جانی چاہیے تھی کہ مسئلہ کی اصل صورت اور صحیح

شکل لوگوں کے سامنے کھلے مگر ہمارے مہربان حضرات اس طرف آنے کے لئے بالکل تیار ہی نہ ہوئے۔

محمد خان سے بات کرنے کا مطالبہ

محمد خان ایک سیدھا سادا بزرگ آدمی ہے حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ اور ان کے ہم عصر بزرگوں سے ان کا تعلق رہا ہے۔ انکے سسرال کالووال میں رہتے ہیں وہاں پر ان کا آنا جانا رہتا ہے اس مسئلہ پر انہوں نے وہی عقیدہ بیان کیا جو اپنے اسلاف بزرگوں سے حاصل کیا تھا جب کہ مماتی حضرات نے اسکے مقابلے میں ایک نیا عقیدہ پیش کیا بات چلتے چلتے مناظرے تک آ ٹھہری دوران مناظرہ یاسر عباس اور دیگر حضرات مناظرین اشاعت یہ مطالبہ کرتے رہے کہ محمد خان سے بات کراؤ محمد خان بات کرے وہ بھاگ گیا ہے اس پر مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے فرمایا کہ ہم بات کرنے کے لئے آئے ہیں لہذا ہمارے ساتھ بات کرو محمد خان تو سالوں سے تمہارے پاس رہا ہے اگر مناظرہ ان کے ساتھ کرنا تھا تو ان سے کر لیا ہوتا ہمیں کس لئے بلایا تھا” ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ آخر محمد خان سے بات کرنے میں کیا حرج تھا جیسے ادھر سے اوّل تا آخر میلے کے ڈھول کی طرح یاسر عباس بجتا بولتا رہا ادھر سے محمد خان کو بھی بولنا چاہیے تھا ہم جواباً عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب منجھے ہوئے ایک صاحب فراست اور دور کی نظر رکھنے والے عالم ہیں فراست مومن کا وافر حصہ اللہ پاک نے ان کو عطا کیا ہوا ہے وہ ان مماتی مہربانوں کی حالت سے اندازہ فرما چکے تھے کہ اب یہ کسی تنکے کا سہارا تلاش کر رہے

ہیں وہ محمد خان سے اس لئے بات کرنا چاہ رہے تھے کہ اس سادہ آدمی کو اس موضوع کی زیادہ معلومات نہیں وہ چاہتے تھے کہ اسے کسی طرح باتوں میں پھنسائیں جب انکو دلائل کا علم ہی نہیں وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور چونکہ بوڑھے آدمی ہیں شور مچانا تو ان کو آتا ہی نہیں ہم اسے پزل کر دیں گے وہ کوئی ایسی بات کہہ دے گا جس کو پکڑ کر شور مچادیں گے کہ حیاتی ہار گئے پھر شور مچاتے ہوئے باہر نکل جائیں گے کہ حیاتی ہار گئے بس پھر میدان ہمارے ہاتھ میں رہیگا چنانچہ اس نازک موقعہ پر پوری احتیاط سے کام لیتے ہوئے گھمن صاحب نے محمد خان کو مائیک نہیں دیا لہذا آپ دوران مناظرہ اشاعت التوحید کے مہربانوں سے اپنی اس عادت شریفہ کا پورا پورا اظہار ملاحظہ فرمائیں گے۔ مثلاً یہ کہ جب محمد خان سے بات کرنے کا پرزور مطالبہ کیا جارہا تھا تو محمد خان نے کہا کہ مجھے علم نہیں اس نے کیا لکھا تھا اس پر یاسر نے خوب زور لگایا کہ اشاعت والو تمہیں مبارک ہو وہ کہتا ہے ہمیں ہمارے عقیدے کا علم ہی نہیں۔ حالانکہ محمد خان نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے اپنے عقیدے کا علم نہیں بلکہ یہ کہا تھا اس میں کیا لکھا ہے مجھے پتہ نہیں ہے اسی طرح دیکھیں گے کہ جب گھمن صاحب نے کہا ہم یہاں بھی سنتے ہیں ہم وہاں بھی سنتے ہیں اس پر مولانا عبدالقدوس صاحب نے 13 سالہ طفل ناداں کی طرح وہ شور مچایا کہ دو سوکنوں کی لڑائی اور ساس بہو کا ایک دوسری پر زبانی توپوں سے حملہ بھی بھول گیا وہ فرماتے رہے کہ تم کہاں مرے ہو ابھی تو تم زندہ ہو پھر قبروں میں کیسے پہنچ گئے وغیرہ اب حضرت گھمن نے ہم جمع کا لفظ بولا تھا جو پوری ملت پر بولا جاتا ہے مگر ان مہربانوں کو اس سے کیا غرض کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے وہ تو موقعہ کی تاڑ میں ہیں بس کوئی موقعہ شور برپا کرنے کا ہاتھ آئے سہی پھر دیکھو

کہ منظر کیا ہوتا ہے اب بے شک یہ بچوں والی حرکات ہیں مگر ان مہربانوں کے ہاں بس یہی مناظرہ ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسے آدمی کو کھینچ کر سامنے لانا چاہتے تھے جسے وہ پزل کر کے باہر جانے کا باعزت راستہ حاصل کر سکیں مگر چار پانچ گھنٹوں کی اس گفتگو میں وہ کوئی ایسی راہ پانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جس سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے۔

اس اختلاف کا آسان حل

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے حضرات ہر جگہ اپنے آپ کو مسلک علمائے دیوبند کا تابع ہونا ظاہر کرتے ہیں اپنے رسالوں، مدرسہ کے تشہیری بورڈوں پر مسلک علمائے دیوبند کا ترجمان وغیرہ کے الفاظ لکھتے ہیں حال ہی میں جو مناظرہ چھنی تاجہ ریحان میں ہونا تھا اسکی اصل حقیقت بتانے کے لئے جو اشتہار اشاعت والوں کی طرف سے شائع کیا گیا اس میں عنوان ہی یہ دیا۔ جمعیت اشاعت التوحید و السنہ مسلک دیوبند اور نام نہاد دیوبندیوں کے درمیان ہونے والے مناظرہ چھنی تاجہ ریحان کی اصل حقیقت” الغرض اشاعتی حضرات اپنے آپ کو دیوبندی بلکہ اصل دیوبندی قرار دیتے ہیں جبکہ عقیدہ حیات النبی ﷺ رکھنے والوں کو نام نہاد اور بناسپتی دیوبندی کہتے ہیں۔ لہذا اس مسئلہ کا بہت ہی آسان بہترین اور ہر ایک کے لئے قابل قبول حل یہ ہے کہ ہم حیات النبی ﷺ پر عبارات اکابرین کی روشنی میں مناظرہ کر لیتے ہیں۔ اگر علمائے دیوبند کے اکابرین کی عبارات

آپ کے حق میں ہیں تو پھر ہم کیوں اپنے اکابر کی تحقیقات پر اعتماد نہ کریں لیکن اگر اکابرین کی عبارات سے حیات النبی ﷺ کا عقیدہ ثابت ہوتا ہو تو پھر دیوبندیت کی لاج رکھتے ان حضرات کو اپنے اکابرین کی تحقیقات پر اعتماد کرنا چاہیے اور ضد کی راہ بہر حال نہیں اپنانی چاہیے اگر ہماری اس ہمدردانہ التجاء کو مان لیا گیا تو یقیناً ایک بڑا اہم مسئلہ لمحوں میں حل ہو جائے گا۔

دوسری صورت: اگر عبارات اکابر پر مناظرہ نہ کرنا چاہیں تو ایک صورت یہ بھی ہے کہ بغیر مناظرہ کے اس مسئلہ کو حل کر لیا جائے اس طرح کہ دارالعلوم دیوبند کی عمارت الحمدللہ ابھی تک باقی ہے اور انشاء اللہ باقی رہے گی وہاں پر آج بھی قرآن و حدیث سے حاصل ہونے والے علوم کا موسم بہار ہے۔ ہم اپنا عقیدہ حیات النبی ﷺ کا لکھتے ہیں اور اشاعت التوحید والسنہ کے حضرات اپنا ممات النبی ﷺ کا عقیدہ لکھیں اور دارالعلوم دیوبند کے حضرات سے معلوم کر لیا جائے اگر وہاں سے جواب آپ کے حق میں آ جائے تو آپ اصلی دیوبندی شمار ہوں گے اور اگر آپ کے عقیدہ کو دارالعلوم دیوبند قبول نہ کرے تو پھر آپ ہی اپنی اداؤں کو ذرا بدل ڈالو اسی میں بھلائی اور خیر ہے ورنہ آپ کو اپنے نام کے ساتھ دیوبندی کا لفظ ختم کر دینا چاہیے۔ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے یہی دو صورتیں جاگووالہ ضلع گجرانوالہ میں ان مماتیوں کے سامنے رکھی تھیں جو ایک جم غفیر کی صورت میں مناظرہ کرنے آئے تھے مگر اس پوری جماعت نے یہ کہہ کر ان دونوں صورتوں کو رد کر دیا کہ ہم دیوبند کو دلیل شرعی اور حرف آخر نہیں مانتے جاگووال میں ہونے والی گفتگو کا خلاصہ ایک ایسے شخص کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں گے جو کہ موقع کا چشم دید گواہ ہے۔ ہم اس پر تو کچھ عرض نہیں

کرتے کہ ان مہربانوں کی یہ بات کس حد تک غیر معقول ہے البتہ اتنا ضرور عرض کرتے ہیں کہ دھوکہ اور فریب دنیا کو تو دیا جاسکتا ہے مگر علیم بذات الصدور ذات کے سامنے تو یہ دھوکے کام نہ آسکیں گے۔ دیوبندیت کے نام پر ملت کو دھوکہ دینے والے اپنے مالک کو کیا منہ دکھائیں گے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ دیوبندیت کا نام لیتے ہیں مگر انکے عقیدے کو نہیں مانتے۔ فیاللعجب ولضیعۃ الادب۔

اکابرین پر عدم اعتماد

حقیقت یہ ہے کہ اشاعت کے چھوٹے بڑے تقریباً زیادہ تر حضرات کا اپنے بڑوں پر مکمل اعتماد نہیں غالباً ان حضرات کی زیادہ تر کوشش اپنے اسلاف سے اعتماد ہٹانے کی ہے اور بالکل یہی طرز فکر غیر مقلدیت کا ہے یہی وجہ ہے کہ مماتیت بڑی تیزی سے غیر مقلدیت کے دامن میں پناہ لیتی جارہی ہے عبدالرحمٰن شاہین، عامر کلیم اللہ اور احمد سعید کی حلالی اولاد عصمت اللہ اور (بقول احمد سعید غیر ثابت النسب) سیف اللہ خالد۔ صادق کوہائی وغیرہ کافی سارے ان کے مولوی آج غیر مقلد بن کر امام اعظمؒ پر زبان درازیاں کرتے پھر رہے ہیں۔ مماتی حضرات بھی اپنی نجی محفلوں میں تقریباً علمائے دیوبند کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی مناظرہ چھنی تاجہ ریحان کی گفتگو چل رہی تھی اسی دوران مولانا عبدالرحمٰن، قاری محمد اسلم، حافظ ظہور اللہ صاحب وغیرہ حضرات جب کالوال انکے پاس گئے اور تقریباً ساڑھے چار گھنٹے ان پر محنت کرتے رہے کہ مناظرے سے باز آجاؤ اسی دوران مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے جب یہ فرمایا ہم بھی دیوبندی ہیں تم بھی دیوبندی ہو تو اس

ہمیں نکلنے نہیں دے رہے آپ پولیس بھیجیں تا کہ وہ ہمیں یہاں سے لے جائے۔ مولانا عطاء اللہ بندیالوی نے ڈی پی او کو فون کیا اس نے متعلقہ تھانے کو کہا اور متعلقہ تھانے کی پولیس مختلف جگہوں پر پھرتی پھراتی چھنی تاجہ ریحان پہنچی اسوقت نماز کا وقفہ ہو چکا تھا مولانا عبدالرحمن صاحب نے ان سے بات کی کہ کوئی مسئلہ نہیں یہاں کسی کو پکڑ کر نہیں رکھا گیا آپ خود دیکھ لیں پھر جب میدان مناظرہ سے جا رہے تھے ویڈیو میں اس کی ساری حقیقت دیکھی جا سکتی ہے کہ سر جھکائے شرم سے ڈوبے چلے جا رہے تھے۔

راقم جب سرگودھا مناظرہ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے گیا تو حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب سے گفتگو ہو رہی تھی اسی دوران بھائی نصر اللہ صاحب امیر جمعیت المجاہدین ضلع سرگودھا تشریف لے آئے جب انہیں معلوم ہوا کہ راقم مناظرہ سرگودھا کے اشاعت التوحید والوں کے اشتہار کی تحقیق کے لئے حاضر ہوا ہے تو انہوں نے بتایا کہ مناظرے کے بعد میں نے مولانا امیر عبداللہ کو فون کیا کہ حضرت آپ کا میں یہاں نمائندہ ہوں (مولنا امیر عبداللہ جمعیت المجاہدین کے مرکزی قاضی تھے) آپ نے اگر یہاں مناظرہ کے لئے آنا ہی تھا تو کم از کم مجھ سے یہاں کے حالات تو معلوم کر لیتے تو انہوں نے مجھے کہا کہ مجھے تو ورغلایا گیا ہے مجھے علم نہیں تھا کہ ہمارے ساتھ وہاں کیا ہونے والا ہے۔ بھائی نصر اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے امیر عبداللہ کو کہا کہ یہ منڈی بہاؤ الدین کے بریلوی نہیں بلکہ ضلع سرگودھا کے سنی ہیں جن سے آپکا سامنا تھا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ مجھ سے پوچھتے رہے کہ مناظرے کے بعد کیا بنا میں نے بتایا کہ پورے علاقے میں آپ کی بڑی شہرت ہو گئی ہے لوگ آپ کی

ناکامی پر بہت تبصرے کرتے ہیں اس پر وہ بہت افسوس کا اظہار کرتے رہے۔ قارئین کرام مولانا امیر عبداللہ کی طرح اور بھی کئی حضرات ورغلائے جارہے ہیں ہر شخص کو احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ کہیں حضرت کی طرح پھر کف افسوس نہ ملنی پڑے اور یقین جانیے کہ بعد میں اظہار افسوس کارتی برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا جیسا کہ مولانا امیر عبداللہ کو اس افسوس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔

مناظرہ کے اسباب

چھنی تاجہ ریحان 21 مئی مناظرہ کے اسباب اور وجوہات کیا تھیں؟ یہ جاننے کیلئے بندہ ابوالحسن نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ ان سے اس سلسلے میں جو گفتگو ہوئی وہ مندرجہ ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس مناظرے کے اصل اسباب یہ ہیں ہمارے علاقے میں کالووال ایک جگہ ہے جو ضلع جھنگ میں ہے اور ہمارے سرگودھا کی سرحد بالکل ساتھ ہے یہاں پر کچھ مماتی ہیں جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں وہ ہر شخص کو یہی کہتے رہتے ہیں کہ دیوبند کا مسلک عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار ہے ہم نے انکو سمجھانے کی کوشش کی کہ ایسی باتیں کہنے سے باز آجاو مگر وہ اپنی ضد پر قائم ہیں ہمارے ایک ساتھی ہیں ملک محمد خان ریحان چھنی تاجہ ریحان والے ان کے سسرال کالووال میں رہتے ہیں ان کے ساتھ انکی بات چیت چلی انہوں نے بھی پہلے تو محمد خان کو سمجھایا کہ یہ (حیات النبی ﷺ) دیوبند کا عقیدہ نہیں محمد خان نے کہا کہ یہ دیوبند کا عقیدہ ہے آخران کی باتیں آپس میں

چلتی رہیں پھر انہوں نے آپس میں بیٹھ کر شرائط کر طے لئے کہ ہم اس موضوع پر مناظرہ کریں گے شرائط لکھنے والا ایک مماتی ہے حافظ محمد جاوید جو کہ امام مسجد ہے اور محمد خان سادہ آدمی ہے اسکو کچھ پتہ نہیں تھا حافظ جاوید نے جو کچھ لکھا اس نے دستخط کر دیئے جو موضوع مناظرہ لکھا وہ یہ تھا۔ نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کا جسم کے ساتھ ایسا تعلق کہ امتی اگر قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھے تو اسی جسم کے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور کوئی دور سے درود پڑھے تو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں نیز مردوں کو عذاب دنیاوی قبر میں ہوتا ہے اور بدن اس کو محسوس کرتا ہے۔ قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہؓ اور فقہا سے ثابت کرنا ہوگا اس بات پر دونوں حضرات کے دستخط ہو گئے دستخط ہونے کے بعد وہ تحریر مماتیوں نے اپنے پاس رکھی محمد خان کو نہیں دی اور وہ اندرون خانہ تیاری کرتے رہے پھر وہ کچھ دن بعد میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ محمد خاں سیکرٹری آپکا نمائندہ ہے اور اس نے ہمارے ساتھ یہ مناظرہ طے کیا ہے اس بارے میں آپکا کیا خیال ہے میں نے ان کو کہا ٹھیک ہے وہ نمائندہ ہے لیکن میں تو یہ عرض کرونگا کہ اس بات کو چھوڑو مناظرے کی ضرورت نہیں۔ مناظرے میں فائدہ نہیں ہوتا لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہوتا ہے وہ چار آدمی حافظ محمد جاوید امام مسجد کالووال، عبدالستار، پی ٹی بھٹہ، محمد فیروز میرے پاس آئے اور اصرار کرتے رہے کہ نہیں جی نہیں مناظرہ ہو جائے تو اچھا ہے میں نے بہت سمجھایا جب میں نے دیکھا کہ یہ ذہنی طور پر تیار ہو کر آئے ہیں تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ 21 مئی کو مناظرہ ہوگا صبح 10 بجے مزید شرطیں بعد میں طے کرلیں گے لیکن یہ بات طے کرنے کے بعد میں نے پھر بھی انکے تمام بڑوں سے رابطے کئے

مولانا عطاء اللہ بندیالوی مولانا ضیاء الحق کو کہا کہ ان کو سمجھاؤ مناظرے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمیں تو یہی کہتے رہے کہ ٹھیک ہے سمجھاتے ہیں سمجھاتے ہیں لیکن اندرون خانہ ان کو کہتے رہے کہ تم تیاری کرو۔ مناظرے سے تین دن پہلے ہمارے ایک دوست قاری محمد اسلم صاحب لاہور انارکلی میں خطیب ہیں وہ. وہاں سے سپیشل اسی بات کیلئے آئے کہ ان کو جا کر سمجھاتے ہیں مناظرہ نہ کرو ہم چار آدمی قاری محمد اسلم، مولانا عبدالرحمٰن، حافظ ظہور اللہ، حاجی خالد ان کے پاس گئے تقریباً ساڑھے چار گھنٹے تک ان کے پاس رہے ان سب کو اکٹھا کیا اور۔ میں نے کہا مناظرہ نہ کرو جو تمہارا عقیدہ ہے وہ اپنے پاس رکھو جو ہمارا عقیدہ ہے وہ ہمارے پاس رہنے دو وہ کہنے لگے حافظ محمد یار صاحب ہمارے امیر ہیں وہ جو فیصلہ کر دیں ہمیں تسلیم ہے۔ آپ ہمارے پاس آئے ہیں ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔ حافظ محمد یار صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا کہ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں لیکن ہماری ایک شرط ہے میں نے پوچھا کیا شرط ہے تو اس نے کہا کہ تم لکھ کر دے دو کہ ہم جھوٹے ہیں ہمارا مسلک جھوٹا ہے۔ ہم نے جو چیلنج کیا ہم وہ واپس لیتے ہیں اگر تم یہ بات لکھ کر دیتے ہو تو پھر ہم مناظرہ چھوڑ دیں گے اور اگر یہ بات لکھ کر نہیں دیتے تو پھر ہم نے مناظرہ کرنا ہی کرنا ہے۔ اگر تم نہ بھی آتے تو 21 مئی کو ہم صبح 9 بجے وہاں پہنچیں گے آدمی وہاں ضرور بھیجتا میں نے کہا میری بات سنو ہم کچھ نہیں لیکن ہمارا جن بزرگوں کے ساتھ تعلق ہے وہ بہت کچھ ہیں ہم یہ بات آپ کو کبھی بھی لکھ کر نہیں دیں گے کہ ہمارا مسلک جھوٹا ہے۔ الحمد اللہ اللہ کے فضل سے ہمارا مسلک سچا ہے۔ ہمارے بزرگ اکابرین سچے ہیں چودہ سو سال سے جو امت مسلمہ کا عقیدہ چلا آرہا ہے ہم اس عقیدے کے پابند ہیں۔ جب

انہوں نے یہ شرط ہمارے سامنے پیش کی تو ہم وہاں سے اٹھ کر آ گئے ہمارے ساتھ جو قاری صاحب تھے انہوں نے کہا حضرت اٹھو چلیں ہم تو کچھ اور سوچ کر آئے تھے۔ لیکن انہوں نے آگے سے کچھ اور کہنا شروع کر دیا ہے۔ ''خلقته من ناز و خلقته من طین'' ہم پھر واپس آ گئے اسکے بعد پھر مناظرے سے ایک دن پہلے ہم انکے ساتھ اکٹھے ہوئے اور مناظرے کی جگہ مقرر کی مزید جو شرطیں تھی وہ طے کیں پھر صبح کے وقت مناظرہ ہوا ہم بھی وقت پر پہنچ گئے اور وہ حضرات بھی آ گئے اب وہ تحریر جو انہوں نے اپنے پاس لکھ کر رکھی ہوئی تھی جو ہمیں دیتے نہیں تھے اس وقت انہوں نے وہ تحریر نکالی ہماری طرف سے حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا اس تحریر میں تو صرف حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ لکھا ہوا ہے تمارا عقیدہ تو اس پر نہیں لکھا ہوا تم اپنا عقیدہ لکھ کر دو چار پانچ گھنٹے بات چلتی رہی مگر وہ اپنا عقیدہ لکھ کر دینے پر تیار نہیں ہوئے۔ حالانکہ انہوں نے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے اپنا عقیدہ لکھ کر دینے کا ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ مناظرہ سے دو دن پہلے جب انہوں نے یہ تحریر مجھے دکھائی تو میں نے کہا اللہ کے بندو یہ عقیدہ تو ہمارا ہے تم بھی تو اپنا عقیدہ لکھ کر دو تو حافظ محمد یار صاحب نے کہا ہم اس وقت اپنا عقیدہ لکھ کر دیں گے۔ پھر مناظرے کے وقت میں نے ان سے کہا کہ تم نے وعدہ کیا تھا اب عقیدہ لکھ کر دو مگر وہ عقیدہ لکھ کر دینے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ چونکہ شروع سے ہمارا تعلق سپاہ صحابہ کے ساتھ رہا اس لئے ہماری دلچسپی اس موضوع سے نہیں تھی ہمیں مناظرے والے دن پتہ چلا کہ مماتی اپنا عقیدہ لکھ کر کیوں نہیں دیتے اس لئے کہ ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے حضور ﷺ کا قبر میں العیاذ باللہ مردہ ہونا ثابت ہوتا ہو۔ مناظرہ میں موجود

لوگ مطمئن ہو کر واپس گئے کہ مماتیوں کا عقیدہ جھوٹا ہے انکے پاس کوئی دلیل نہیں دیہاتی لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر تمہارا عقیدہ اتنا گندہ ہے تو تم نے یہ عقیدہ رکھا کیوں ہے کہ تم اسے بیان کرنے سے ڈرتے ہو۔ "ہر آدمی اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے اور تم اپنا عقیدہ چھپاتے ہو"۔

مناظرہ کے بعد عوام الناس پر اس مناظرے کے اثرات

الحمد اللہ مناظرے بعد ہم نے اپنے پورے علاقے میں خوشی اور سکون کی ایسی فضاء محسوس کی ہے جیسے گرمیوں کی بارش کے بعد ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اور سب لوگ اس سے سکون اور خوشی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم و احسان سے وہاں پر موجود لوگوں میں سے کوئی ایک بھی آدمی ہماری معلومات میں ایسا نہیں آیا جو یہ ذہن لیکر گیا ہو کہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ "سب کے سب لوگ یہ عقیدہ لیکر گئے ہیں کہ حیات النبی ﷺ والوں کا عقیدہ صحیح، سچا عقیدہ ہے یہی دیوبند والوں کا عقیدہ ہے۔ مماتیوں کا عقیدہ جھوٹا ہے اس کے یہ اثرات بھی پڑے کہ مماتی جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں کہ یار ادھر ہماری بڑی بے عزتی ہوئی ہے"۔ اسطرح کے کئی واقعات ہمارے علم میں آئے حافظ ظہور اللہ صاحب جو ہمارے ساتھ گئے تھے بزرگ اور بوڑھے آدمی ہیں ان کو ہم اس لیے ساتھ لے گئے تھے کہ کالووال میں دو مسجدیں ہیں انکے دونوں اماموں کے والدین حافظ ظہور اللہ صاحب کے شاگرد تھے ہم اس لئے ان کو ساتھ لیکر گئے تھے کہ شائد وہ لوگ ان کا حیاء کریں گے مگر انہوں نے انکی بھی نہ مانی "وہ مناظرے میں گئے تھوڑی

دیر بعد طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے واپس آ گئے'' انہوں نے بعد میں حافظ جاوید کو پیغام بھیجا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں آ نہیں سکتا ورنہ میں نے خود آپ کے گھر آ کر مبارک دینی تھی کہ آپ نے ہماری بات نہیں مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مناظرے میں ذلیل کیسے کیا آپکی جماعت اور خود آپ کی کتنی بے عزتی ہوئی ہے۔ مماتی خود پریشان ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ ہوا کیا ہے گجرات جو انکا مرکز ہے وہاں تک یہ بات پہنچی ہے کہ مماتیوں کو یہاں پر بڑی مار پڑی ہے اور ذلیل ہو کر وہاں سے واپس آئے ہیں۔ الحمد اللہ اس مناظرے کے بعد پورے علاقے کی فضا ہمارے حق میں بہت بہتر ہوئی ہے۔ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی طرف سے اشتہار شائع ہوا۔ ہم نے اسکی درج ذیل عبارت کے متعلق مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے پوچھا کہ ''لکھا ہے کہ فریق مخالف کے مولوی عبدالرحمٰن لکیانے فریقین کے باہمی مشورے سے مناظرہ ختم کرنے کا اعلان کیا'' اس کی وضاحت فرمائیں۔ آپ نے مناظرہ ختم ہونے کا اعلان کیا تھا؟۔

حضرت نے فرمایا جب تقریباً دن کے ساڑھے تین بج گئے تو ہم نے کہا نماز بھی پڑھ لیں اور کھانا بھی کھالیں کیونکہ وقت کافی گزر گیا ہے نماز میں تاخیر ہو رہی ہے اسوقت مولانا عبدالقدوس صاحب جو آجکل جھنگ کی مدنی مسجد میں خطیب ہیں وہ میرے پاس آئے'' وہ اس وقت میرے پاس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے تو میں ان سے پوچھتا کہ آپ نے اس وقت میری منتیں کس بات پر کی تھیں؟ میں حلفاً کہتا ہوں مولوی عبدالقدوس نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب خدا کیلئے ہمیں معاف کرو اور کسی طرح سے یہاں سے ہمیں نکالو اس وقت میں نے مولانا الیاس صاحب کو بلایا کہ یہ حضرات اس

طرح کی باتیں کہہ رہے ہیں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے انہوں نے فرمایا عقیدہ تو یہ لکھ نہیں رہے چھوڑو دفع کرو جاتے ہیں تو جانے دو۔ یہ گفتگو کھانے کے دوران ہوئی۔

”کلما کی طلاق کا جواب“

اشتہار میں جھوٹ نمبر ۲ کے تحت لکھا ہے! مولوی الیاس یا مولوی عبدالرحمٰن آف لکسیاں پل کلما کی طلاق اٹھا کر یہ کہہ دیں کہ مناظرہ ختم ہونے کے بعد مقام مناظرہ یعنی مسجد کو چھوڑ کر جانے والے پہلے اشاعت التوحید والسنہ کے علماء تھے تو ہم انکا مسلک قبول کرلیں گے۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب آف لکسیاں پل نے فرمایا“ ہاں میں کلما کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انکے مناظر پہلے گئے ہیں جب یہ بیٹھک میں جا کر بیٹھ گئے تو ہمیں کہتے تھے کہ ہماری کتابیں اٹھوا کر دو مسجد سے۔ مسجد میں موجود نوجوان کہتے تھے کہ ہم نے کتابیں نہیں اٹھانے دینی ہم نے انکی کتابیں لے کر دیں اب محسوس ہوتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے جو انکو انکی کتابیں لڑکوں سے لیکر دیں۔ یہ بغیر کتابوں کے بھاگتے پھر ہم دیکھتے کہ یہ جھوٹ کس طرح بولتے ہیں جب ہم نے ان کو کتابیں دیں ویڈیو کے اندر بھی وہ تصویریں آ رہی ہے جب یہ کتابیں اٹھا کر جا رہے ہیں ایسے سر جھکا کر جا رہے تھے مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے نجران کے عیسائی حضور ﷺ کے مقابلے میں آئے اور پھر ناکام ہو کر واپس جا رہے تھے وہی حالت انکی تھی۔ اب جب یہ جا رہے تھے تو تمام لوگ انکے پیچھے عقیدہ حیات النبی زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے اور یہ سر جھکا کر خاموش چلے جا رہے تھے یہ سارا منظر ویڈیو کے اندر صاف طور پر موجود ہے لوگ انکے پیچھے پیچھے کہتے جا رہے تھے وہ جھوٹے جا رہے ہیں مگر ان میں سے کسی نے بھی لوگوں کی کسی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ شرمندگی سے

سر جھکایا ہوا تھا۔ وہ موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر وہاں سے چلے گئے تو ساڑھے چار بجے تک ہم پھر بھی وہاں پر موجود رہے۔ بعد میں پھر ان سے رابطہ ہوا میں نے ان سے کہا تمہیں مبارک ہو ماشاء اللہ مجھے تو اب پتہ چلا کہ تم تو اپنے عقیدے میں بڑے جھوٹے آدمی ہو اپنا عقیدہ لکھ کر نہیں دیتے یاسر کہنے لگا ہم اب اپنا عقیدہ لکھ کر دیتے ہیں میں نے کہا آؤ وہ پھر میرے پاس آیا میں نے کہا اپنا عقیدہ لکھو وہ لکھنے لگا کہ حضور کی روح جسم میں نہیں وہ اعلیٰ علیین میں ہے میں نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں دنیاوی وفات کے بعد دنیا والے جسم کے ساتھ زندہ حیات ہیں تم اس کو نہیں مانتے تو وہ عقیدہ لکھو ناں جو اسکے مقابل بنتا ہے مگر آپ ﷺ کے بارے میں جو انکا عقیدہ دل میں ہے وہ صاف لفظوں میں لکھنے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ میں نے کہا تم مشورہ کر لو عقیدہ لکھ کر دینے پر اپنے ساتھیوں کو امادہ کر لو پھر میرے پاس آجانا۔ جون کی غالباً 12 تاریخ طے ہوئی تھی مگر وہ نہیں آئے فون پر رابطہ کیا میں نے کہا کہ ان سے کہو۔ جماعتی سطح پر آ کر ہمارے ساتھ مناظرہ کرو آپ مولانا عطا اللہ بندیالوی سے رابطہ کرو وہ آپ کی جماعت کے بڑے ہیں آپ ان سے کہو کہ وہ مناظرہ رکھیں اور رکھیں بھی 18 بلاک اپنے مدرسہ میں ہم ادھر آ کر مناظرہ کریں گے مگر اب تک انہوں نے جواب نہیں دیا اور دیں گے بھی نہیں۔ انشاء اللہ

دوغلا معیار

ہم کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر کھڑے ہو کر کوئی شخص درود شریف پڑھے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "من صلی

علَی عند قبری سمعته و من صلیٰ علَی نائیاً ابلغته '' ترجمہ (جو شخص میرے روضہ اطہر کے پاس آ کر مجھ پر درود شریف پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اگر دور سے کوئی پڑھے تو فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں) اب ایک روایت اگر شیخ القرآن پیش کرے تو صحیح ہے اگر وہی روایت ہم پیش کریں تو کہتے ہیں اس میں فلاں راوی شیعہ ہے (راوی شیعہ ہے یا مسلمان اپنے وقت پر اس سلسلے کی گفتگو ہوگی اس سے ہٹ کر ذرا اپنا چہرہ بھی آئینہ میں دیکھیں کہ) آپکے یہاں مولوی احمد سعید کا جلسہ ہوا تھا اس جلسہ کے لئے کھانا پکوانا تھا کالوال میں دو نائی تھے ایک بریلوی تھا دوسرا شیعہ کہنے لگے ایک مشرک ہے اور دوسرا کافر، مشرک کافر سے بھی بدتر ہے لہذا کافر (رافضی) نائی کو بلایا اس نے کھانا تیار کیا جو مولوی سعید احمد نے بھی کھایا اور جلسہ سننے کے لئے جو حضرات آئے تھے انہوں نے بھی اس شیعہ کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا کھایا میں نے ان کو کہا کہ یہاں تو شیعہ کی بات پر اعتماد کر لیا ہے (کہ یہ کھانا حلال ہے یا حرام کہ ممکن ہے اس نے کھانے میں کوئی حرام چیز ڈال دی ہو جیسا کہ رافیضوں کی عادت ہے تفصیل کے لئے مولانا حق نواز شہید کی تقاریر سنیں) اسکے ہاتھ کا پکا کھانا کھالیا اور اس کھانے کے حلال حرام ہونے میں شیعہ کی بات تو قابل اعتماد ہے اور جب ہم حدیث پیش کریں تو الزام دیتے ہیں کہ راوی شیعہ ہے اصل بات کفار سے نفرت نہیں بلکہ دیوبند کی مخالفت ہے اگر یہ دیوبندی ہوتے تو دیوبندیوں کو گالیاں کیوں دیتے۔ اس وقت مناظرے میں اپنا عقیدہ نہیں لکھ کر دے سکے اور اب حافظ جاوید اس وقت سے آج تک یہی مسئلہ جمعہ میں بیان کر رہا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ مردہ ہیں اللہ کے نبی ﷺ مردہ ہیں 3 دن تک انکی لاش پڑی رہی وغیرہ'' میں نے ان کو کہا کہ یہ بات

اس وقت سمجھ آتی ہے جب اندر ایمان ہو ہمیں یہ بھی محسوس ہوا کہ ان کے اندر ایمان بھی نہیں ہے۔

حافظ عبد الغفار انکے مدرسہ کا فارغ التحصیل اور اشاعت التوحید کا رکن ہے میں نے ان کو بھیجا انہوں نے مولانا عطاء اللہ بندیالوی کو جا کر کہا کہ مناظرہ نہ ہونے دو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں مناظرہ نہیں ہونے دوں گا جب مناظرہ ہو گیا اور ہم وہاں سے واپس آئے تو حافظ عبد الغفار ہمارے آنے سے پہلے یہاں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ ہمارے بڑے بزرگ مولانا نور احمد تونسوی صاحب، مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب وغیرہ تھے اس نے ہم سے پوچھا کہ کیا ہوا میں نے کہا ان مماتیوں سے پوچھو کیا ہوا۔ اس نے کہا مجھے بھی بتاؤ کیا ہوا میں نے کہا بہت ذلیل ہوئے ہیں اس نے کہا بہت اچھا ہوا۔ قاری اسلم لاہور والے وہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری کے مرید ہیں میں نے جب رات انکو فون پر بتلایا کہ انکا حشر یہ ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ بہت اچھا ہوا انکے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا یہ وہ لوگ ہیں جو انکی اپنی جماعت کے افراد تھے"۔

قارئین کرام ۲۱ مئی چھنی تاجد ریحان میں فریقین کے درمیان ہونے والی اس گفتگو کے بعد دونوں طرف سے عوام الناس کے لئے اشتہار شائع کیے گئے چونکہ یہ اشتہار کتاب میں زیر بحث ہیں۔ اس لئے ہم نے دونوں اصل اشتہاروں کا عکس پیش کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والے حضرات کو حقیقت حال معلوم کرنے میں بھی مشکل نہ ہو اور وہ یہ بھی معلوم کر سکیں کہ ان میں سے کون سی تحریر اخلاق نبوی کا مظہر ہے۔

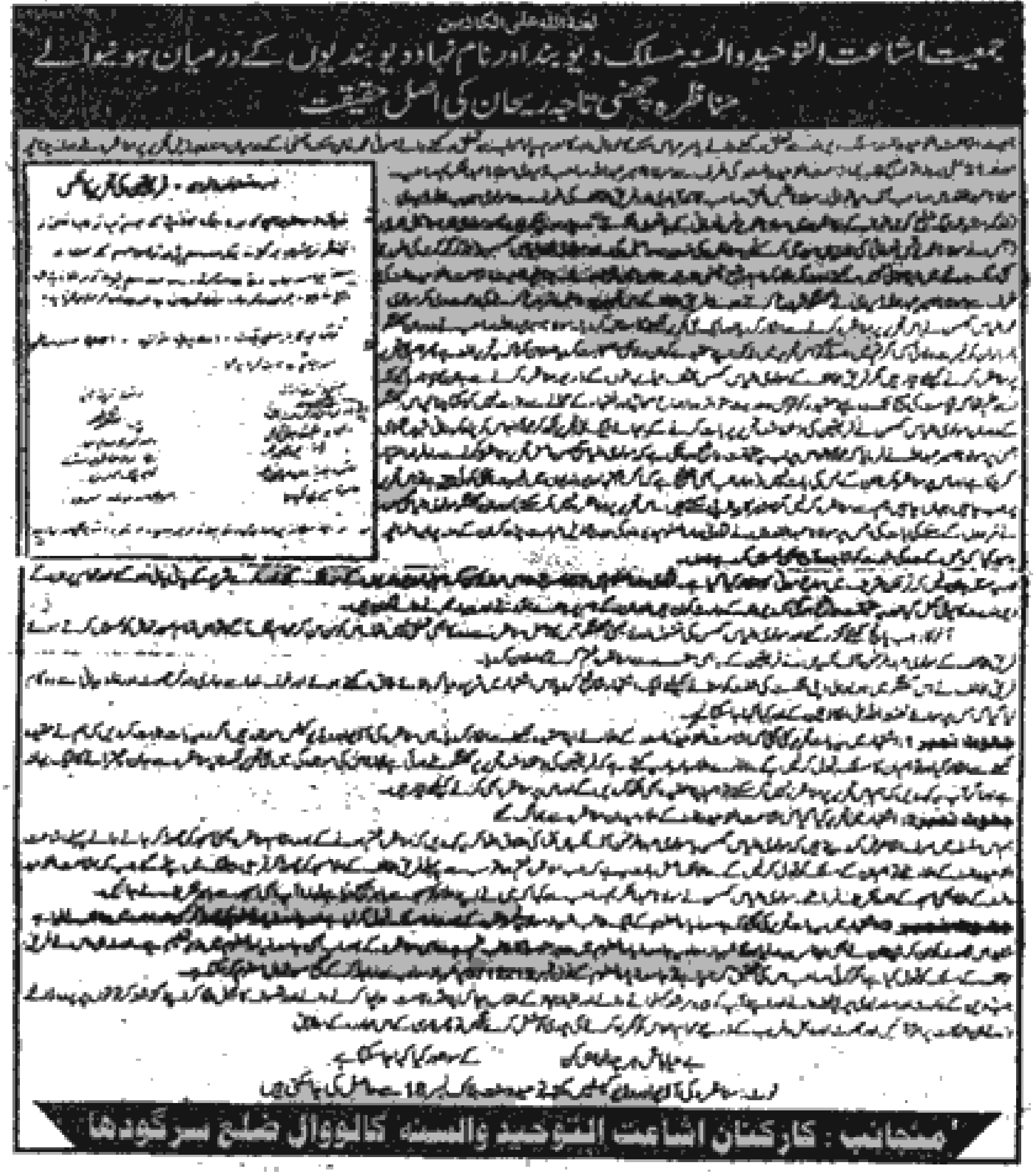

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ مسلک دیوبند اور نام نہاد دیوبندیوں کے درمیان ہونیوالے مناظرہ چھنی تاجہ ریحان کی اصل حقیقت

منجانب : کارکنان اشاعت التوحید والسنہ کالووال ضلع سرگودھا

اشاعت التوحید کے اشتہار پر
حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
ناظم اعلیٰ اتحاد اہل سنت والجماعت کے تاثرات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم: ۲۱ مئی بروز اتوار صبح 9 بجے چھنی تاجہ ریحان نزد سیال موڑ میں اہل سنت والجماعت اور اشاعت التوحید والسنہ کے درمیان مسئلہ

حیات النبی ﷺ پر مناظرہ طے ہوا اور فریقین مناظرہ کرنے کی نیت سے چھنی تاجہ ریحان کی اس مسجد میں پہنچے جو مناظرے کی جگہ تھی اس میں جو باتیں طے ہوئیں اور جو گفتگو ہوئی ان ساری باتوں کو آڈیو کیسٹوں میں سنا اور ویڈیوں کیسٹوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اشاعت التوحید کے حضرات نے خود کہا تھا کہ ہم اس مناظرے کو ویڈیو کے اندر بھی ریکارڈ کریں گے۔ ہمارے حضرات نے کہا جب آپ ویڈیو لائیں گے تو ہم بھی اپنی ویڈیو لائیں گے۔ لیکن جب دونوں ویڈیو کی ریکارڈنگ وہاں شروع ہوئی تو اشاعت التوحید کے عالم مولانا عبدالقدوس اور مولانا امیر عبداللہ نے کہا ویڈیو بند کردیں یہ شرعا حرام ہے اور مسجد میں اسکا لگانا ٹھیک نہیں ہم نے کہا کہ آپ کے ساتھیوں نے یہ شرط لگائی تھی شرط آپکی ہے ہماری نہیں انہوں نے کہا کہ ہماری شرط عوام کی تھی عوام کو مسائل کا علم نہیں ان سے غلطی ہوئی ہے ہم نے کہا (چشم ماروشن دل ماشاد) ٹھیک ہے ہم نے ان کی بات کو مان کر ویڈیو کو ختم کردیا جبکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اشاعت التوحید والسنہ کے مناظر مولانا یونس نعمانی کے مناظرے اور دیگر حضرات کے بیانات ویڈیو کے اندر موجود ہیں (سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں پر ان حضرات کو یہ مسئلہ کیسے بھول گیا چھنی تاجہ ریحان کے مناظرہ میں ہی کیوں یاد آیا) میں یہ سمجھتا ہوں کہ انکے علم میں تھا کہ اگر ہمارا یہ مناظرہ ویڈیو میں محفوظ ہوگیا اور ہم اس میں شکست کھا گئے تو ہماری ذلت وشکست کا تماشہ دنیا دیکھے گی بہرحال ان کا خیال جو بھی ہو ہم انکی نیت پر شک نہیں کرتے ہم نے ویڈیو بند کروادی مگر چند نوجوان اپنے طور پر چھپ چھپا کر ویڈیو بناتے رہے۔ بار بار انہیں روکا بھی جاتا رہا تقریبا گھنٹہ سوا گھنٹہ پر مشتمل مناظرہ ویڈیو میں موجود ہے جس میں خصوصا ایک دو مناظر قابل غور

ہیں۔ نمبر 1 جب اشاعت التوحید کے علماء اور عوام اپنی کتابیں اٹھا کر جا رہے تھے تو وہ منظر قابل دید ہے کہ وہ کتابیں اٹھا کر جا رہے تھے اور انکے پیچھے نوجوان عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے ان نعروں کے جواب میں کوئی ایک اشاعتی بھی کوئی جواب نہ دے سکا اور نہ یہ کہنے کی ہمت ہوئی کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں مناظرہ کر لو بلکہ سر جھکائے کتابیں کندھوں پر رکھ کر چل دیئے۔ نمبر 2 اس میں باقاعدہ گھڑی کو دکھایا گیا سوا چار بج چکے ہیں وہیں مسجد میں عوام اور ہمارے مناظرین موجود تھے جبکہ اشاعت التوحید کے حضرات میں سے کوئی بھی وہاں پر موجود نہیں تھا خیر یہ تو وہ باتیں ہیں جو ویڈیو میں دیکھی اور سنی جا سکتی ہیں میں صرف مولانا ابوالحسن کے اصرار پر یہ جو دو اشتہار مناظرے کے بعد حضرات کی طرف سے الگ الگ شائع ہوئے ہیں میں انکا تقابل آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ پہلا اشتہار شائع ہوا تھا اہلیان چھنی تاجہ ریحان کی طرف سے۔ یہ وہ لوگ تھے جو عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے آپ اس کی عبارت پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ نہایت مہذب عبارت ہے الزام تراشی اور کسی پر کیچڑ اچھالنے سے پاک ہے۔ لیکن جو دوسرا اشتہار کارکنان اشاعت التوحید والسنہ کالوال کی جانب سے چھپا ہے آپ اسے پڑھیں گے تو محسوس ہوگا کہ عبارت غیر مہذب ہے سنجیدہ آدمی یہ پڑھ کر شرمندگی محسوس کرے گا کہ اس قدر گھٹیا الفاظ بھی کوئی آدمی استعمال کر سکتا ہے جب یہ اشتہار مجھے ساتھیوں نے دکھایا کہ مولانا آپ اشتہار پڑھیں کس قدر گھٹیا انداز میں یہ اشتہار لکھا ہے تو میں نے انہیں کہا کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ ہی مجھے اس اشتہار پڑھنے کے بعد کوئی افسوس ہوا ہے۔ اس لئے کہ جو آدمی اللہ کے نبی ﷺ کا حیاء نہیں کرتا وہ اللہ کے نبی ﷺ کے وارث کا

حیاء کیا کرے گا یہ کوئی تو تعجب کی بات نہیں جو آدمی اللہ کے نبی ﷺ کے بارے میں غیر مہذب الفاظ استعمال کر سکتا ہے وہ عالم کے بارے میں غیر مہذب الفاظ استعمال کرے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے نہ مجھے اس پر کوئی تعجب ہے اور نہ افسوس ہاں انکے لئے ہدایت اور تہذیب اخلاق کی دعا ضرور کرتا ہوں اب جو اشتہار اشاعت والے حضرات نے شائع کیا اس میں چونکہ ایسے لفظ ہیں جو آدمی کو کہنے پڑتے ہیں کہ اشتہار میں 13 باتیں ایسی ہیں جو سچ نہیں۔ بلکہ خلاف حقیقت اور جھوٹی ہیں۔

جھوٹ نمبر 1:۔ اشتہار کی پہلی ہیڈنگ یہ ہے ”جمعیت اشاعت التوحید والسنہ مسلک دیوبند اور نام نہاد دیوبندیوں کے درمیان ہونے والے مناظرہ چھنی تاجہ ریحان کی اصل حقیقت: یعنی انہوں نے نبی پاک ﷺ کو قبر اطہر میں مردہ قرار دینے والوں کو مسلک دیوبند والے کہا اور عقیدہ حیات النبی ﷺ رکھنے والوں کو نام نہاد دیوبندی کہا یہ پہلا جھوٹ ہے پورے اشتہار میں انہوں نے اپنے لئے مسلک دیوبند دو مرتبہ ہمارے لئے نام نہاد دیوبندی کا لفظ تین مرتبہ استعمال کیا ہے جو کہ جھوٹ ہے اس لئے کہ علمائے دیوبند میں سے ایک شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کو حیات حاصل نہیں اور روضہ انور پر آنے والوں کا درود سلام نہیں سنتے بلکہ تمام اکابرین علمائے دیوبند عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں یہ عجیب بات ہے کہ جن کا عقیدہ دیوبند والا ہے وہ نام نہاد دیوبندی ہیں اور جنکا عقیدہ دیوبند والا نہیں وہ حقیقی اور اصلی دیوبندی ہیں۔ (فياللعجب ولضيعة الادب)

جھوٹ نمبر 2: انہوں نے لکھا کہ فریق مخالف کی طرف سے مولوی حبیب اللہ ڈیروی (جو کہ منڈیالہ تیگہ ضلع گوجرانوالہ کے مناظرہ میں مولانا محمد یونس نعمانی کے ہاتھوں

شکست سے دوچار ہو چکے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ ہے مناظرہ ہوا جو آج بھی آڈیو پر موجود ہے وہ مناظرہ سنا جا سکتا ہے۔ حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی دامت برکاتہم کو قطعاً شکست نہیں ہوئی۔

جھوٹ نمبر 3:۔ مولوی محمد اسماعیل محمدی جس نے مولانا محمد یونس نعمانی کی جوتیاں سیدھی کر کے فن مناظرہ کی تربیت حاصل کی‘‘ مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب نے اگر چہ ابتدائی چند کتب مولانا محمد یونس نعمانی کے پاس پڑھی ہیں لیکن فن مناظرہ نہیں پڑھا بلکہ فن مناظرہ انہوں نے رئیس المناظرین حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ کے پاس پڑھا ہے لہذا یہ کہنا کہ حضرت محمدی صاحب نے نعمانی صاحب کی جوتیاں سیدھی کر کے مناظرہ کی تربیت حاصل کی‘‘ یہ جھوٹ ہے دونوں حضرات ابھی زندہ ہیں ان سے براہ راست پوچھا جا سکتا ہے۔

جھوٹ نمبر 4:۔ اور مولوی الیاس گھمن جو کہ گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ میں ان الفاظ پر تو تبصرہ نہیں کرتا کہ اخلاق کے کس معیار پر اترتے ہیں۔ مگر اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ کوئی ایک ادھ مثال تو پیش کر دیتے کہ کہاں پر بندہ نے اپنا رنگ بدلا کبھی اپنے موقف میں تبدیلی پیدا کی! تو لکھنے والوں کا یہ لکھنا جھوٹ اور الزام ہے۔ حاشیہ: قائیں کرام: گرگٹ کی طرح رنگ کس نے بدلے! ہم صرف ایک مثال پیش کر دیتے ہیں گھمن صاحب نے 5 سال سے زیادہ عرصہ جیل میں گزارا رہائی سے پہلے اور بعد میں آج کے دن تک وہ اسی عقیدے اور نظریے پر قائم ہیں جو کہ پہلے تھا جبکہ اسکے مقابلے میں حضرت مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب ہیں جنہوں نے تحریک دفاع صحابہ بنائی اور صرف 29 دن کی جیل

نے صحابہ کرامؓ کی محبت کافور کردی اور تحریک دفاع صحابہ نامی جماعت ختم کردی'' جو 29 دن کی جیل صحابہ کرام کے مبارک نام پر بمشکل کاٹ سکا اور جماعت ختم کردی اب آپ فیصلہ فرمائیں رنگ گرگٹ کی طرح کون بدلتا ہے مولنا محمد الیاس گھمن صاحب یا مولنا عطاء اللہ بندیالوی۔

جھوٹ نمبر 5:۔ مگر فریق مخالف کے مولوی الیاس گھمن مختلف حیلہ بہانوں کے ذریعہ مناظرہ کرنے سے جان چھڑاتا رہا'' یہ جھوٹ ہے آڈیو پر سنا ویڈیو پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کسی ایک موقعہ پر بھی مناظرہ کرنے سے جان چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ بارہا میں ان کو کہتا رہا کہ اپنا عقیدہ لکھیں اور ہمارے عقیدے کا انکار لکھ دیں مگر وہ لکھ کر دینے کے لیئے تیار نہیں ہوئے تو فیصلہ آپ کریں کہ مناظرہ سے جان وہ چھڑاتے رہے یا ہم چھڑاتے رہے۔

جھوٹ نمبر 6:۔ کیونکہ اسے علم ☆ تھا کہ قیامت کی صبح تک وہ اپنے عقیدے کو قرآن و احادیث متواترہ و اجماع صحابہؓ اور فقہاؒ کے حوالے سے ثابت نہیں کر سکتا۔ العیاذ باللہ مناظرہ میں گیا کیوں تھا؟ اس سے بڑا بھی کوئی جھوٹ ہو سکتا ہے کہ کسی کے بارے

☆ مجھے علم تھا یا نہیں یہ تو دل کا راز ہے اور دلوں کی باتیں سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا، ان اللہ علیم بذات الصدور'' پھر ان کو ہمارے دل کی چھپی بات کا علم کیسے ہو گیا۔ وحی آئی یا نام نہاد جاہل پیروں کی طرح عالم الغیب کے دعوے دار بن بیٹھے امت مسلمہ کے نزدیک تو یہ دونوں دعوے جھوٹے ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے رافضی کہتے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز تو پڑھی مگر دل سے نہیں پڑھی تھی اس جملے کا جواب کوئی مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سنے تو امید ہے ان کی خوب تسلی ہو جائے گے)۔

میں کہا جائے کہ اسے علم تھا کہ میں اپنا عقیدہ ثابت نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر یہ بات لکھ کر دیتے کہ مولانا اپنا عقیدہ ثابت نہیں کر سکے تو یہ اور بات تھی اگر چہ اسکی نوبت نہیں آئی تو اشتہار کی یہ عبارت جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔

جھوٹ نمبر 7:۔ مولنا عبدالقدوس نے فتاویٰ دار العلوم دیو بند کی درج ذیل عبارت پڑھ کر انکے منہ پر ایسا طماچہ رسید کیا کہ جس کے درد کی شدت کو شائد وہ آج بھی محسوس کر رہے ہوں۔ درد کی شدت کس کے منہ سے ٹپک رہی ہے؟ ویڈیو کی کارروائی یہ راز آؤٹ کر ہی دے گی کہ جب مولانا عبدالقدوس منتیں کر رہے تھے کہ ہمیں یہاں سے کسی طرح نکالو پھر کتابیں کندھوں پر رکھ کر جب جا رہے تھے تو چہرے کی رنگت صاف شکایت لگا رہی تھی کہ۔

اپنوں نے ہی ڈھائے ہیں ستم غیروں میں کہاں دم تھا
ہماری کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا

مجھے تو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ سوال گندم اور جواب چنا موضوع چل رہا تھا۔ حیات النبی ﷺ کا اور حوالہ پیش کیا جا رہا ہے سماع موتی کا اب فتاویٰ دار العلوم میں یہ عبارت لکھی ہے اور یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتی کا انکار کیا گیا ہے۔ تو انبیاء دنیاوی وفات کے بعد قبر میں موتی نہیں ہوتے بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔ اسمیں لکھا گیا ہے سماع موتی کا انکار اور مناظرے میں زیر بحث موضوع نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ تھی لہذا زندہ کے سماع کا انکار فتاوٰی دار العلوم دیو بند میں نہیں اب دیکھیں بات کیا تھی اور جوڑ کہاں دی۔ جو یہاں جھوٹ سے کام لیا گیا وہ انکا

یہ کہنا ہے کہ اس حوالہ کو سن کر نام نہاد دیوبندیوں کے منہ لٹک گئے ☆ اور مارے شرم کے پانی پانی ہو گئے۔ اور انکے دیوبندیت کا پول کھل گیا اور یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ دیوبند کے اصل وارث کون ہیں اور انکے نام پر چندے بٹورنے اور پیٹ بھرنے والے کون ہیں۔

☆ قارئین کرام حضرات کا یہ فرمانا کہ حوالہ سن کر منہ لٹک گئے ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ صرف جھوٹ کی اس حقیقت کو جاننے کے لئے ویڈیو ملاحظہ فرمائیں آپ کو وہ چہرے صاف طور پر نظر آئے جائیں گے جو لٹکے ہوئے تھے بلکہ چہروں کے ساتھ زبان بھی لٹک گئی تھی جب حدیث پاک کو غلط پڑھ دیا پھر گھمسن صاحب نے حوالہ پوچھا اسی وقت البینۃ للمدعی اور علی المدعی پڑھنے کوشش میں پریشان ہو کر ہلہ بل کرتے آڈیو میں صاف طور پر سنائی دیتے ہیں جس کا دورانیہ ایک منٹ تک تقریباً ہے اس پر عوام کا محظوظ ہونا اور حیرت سے عالم صاحب کی لٹکی زبان کو دیکھنا اپنے پرائے سبھی کیلئے قابل غور بھی ہے اور باعث عبرت بھی کہ جو گستاخی رسول میں زندگی برباد کرے اس کا انجام یہی ہوتا ہے کہ ایک ایسی حدیث جو مسلمانوں کے اکثر بچوں کو بھی یاد ہوتی ہے پر عالم صاحب کی زبان پر نہ چڑھ سکی اور زبان لٹکی کی لٹکی رہ گئی۔ اس لیے کہ یہ زبان لوگوں کے عقائد برباد کرنے اور گمراہی کی طرف کھینچنے میں چلتی رہی اب بھلا فرمان محبوب خدا ﷺ کو کیسے صحیح طور پر ادا کر سکتی ہے اس موقعہ پر اگر خوف خدا دل میں رکھتے ہوئے اشاعت والے حضور ﷺ کی اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھیں کہ من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار تو شائد زبان کے ساتھ دل بھی لٹک جائیں گے جیسا کہ مناظرہ کی گفتگو میں ناکامی کے بعد واپس لوٹتے ہوئے گاڑی کی بجائے موٹر سائیکل پر ان گھمسنوں کے پاؤں لٹک گئے تھے۔ ہماری تو دردمندانہ التجاء ہے کہ اللہ پاک کے پیارے اور لاڈے حبیب ﷺ کی گستاخی سے باز آجاؤ ورنہ کہیں عذاب الیم میں سیخ پر کباب کی طرح نہ لٹکا دیے جاؤ۔ ازراقم

عجیب بات ہے آپ ویڈیو دیکھیں اور آڈیو سنیں عوام بار بار تم سے کہہ رہی ہے کیا تم مرزائی ہو جو اپنا عقیدہ لکھ کر نہیں دیتے اور تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ عوام ڈنڈے لے کر آگئی تھی۔ کہ اپنا عقیدہ لکھ کر دو ورنہ ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے تو تم منتیں کرتے رہے کہ ہماری یہاں سے جان چھڑاؤ کیا یہ بات درست نہیں اگر مولانا عبدالقدوس صاحب زندہ ہیں تو جہاں چاہیں مجھے بلالیں میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ مولانا عبدالقدوس صاحب، مولانا امیر عبداللہ صاحب، مولانا عبدالکریم صاحب یہ خود گواہ ہیں کہ مولانا عبدالقدوس نے مجھے خود بلا کر کہا مولانا ہمیں یہاں سے نکلوانے کی کوئی ترتیب بناؤ ہماری اندر کتابیں پڑی ہیں آپ کتابیں ہماری اٹھوا کے دو عوام پر حقیقت واضح ہوگئی اس لئے انہوں نے کتابیں آپ کو نہیں اٹھانے دیں اور آپ ہماری منتیں کرتے رہے کہ ہماری کتابیں اٹھوادو اگر عوام پر حقیقت واضح ہونا اسی چیز کا نام ہے کہ حق پر کون ہے تو اپنے ہی دل سے پوچھ لو کہ عوام نے آپ حضرات کا کیا حشر کیا انہوں نے فیصلہ ہمارے حق میں دیا یا تمارے حق میں دیا؟ عوام سے چھپنے والا کون تھا اور عوام کے سامنے آنے والا کون تھا؟ آپ کے چلے جانے کے بعد بھی عوام وہاں پر موجود تھی عوام ہماری باتیں سنتی رہی اگر عوام پر حقیت واضح ہوگئی تھی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ عوام نے ہمارے عقیدے کو سمجھ لیا تبھی تو وہ ہماری بات سنتی رہی ورنہ چاہیے تھا کہ تمہارے دوڑنے کے ساتھ عوام بھی دوڑ جاتی لیکن عوام دوڑی نہیں بلکہ جب تک ہم وہاں پر موجود رہے عوام نے ہماری پوری گفتگو سنی اور تقریباً ساڑھے چار بجے دعائے خیر ہو جانے کے بعد عوام وہاں سے نکلی ہے۔

جھوٹ نمبر 8:۔ آخر کار جب 5 گھنٹے گزر گئے اور مولوی الیاس گھمن کی فضول اور

لایعنی گفتگو جسکا اصل مناظرے سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا اس کو سن کر عوام تنگ آ گئے تو اس تمام صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے فریق مخالف کے مولوی عبدالرحمن آف لکسیان نے فریقین کے باہمی مشورے سے مناظرہ ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

لعنت اللہ علی الکاذبین: جھوٹ بولنے کی کوئی حد بھی ہوتی ہے قارئین کرام حضرت مولانا عبدالرحمن زندہ ہیں آپ براہ راست ان سے رابطہ کر کے حقیقت حال معلوم کر سکتے ہیں۔ اگر بذریعہ خط رابطہ کرنا چاہیں تو پتہ ہے۔ مولانا عبدالرحمن جامعہ قاسمیہ لکسیاں پل ضلع سرگودھا بذریعہ فون رابطہ کے لئے نمبر **0333-6785900** آپ ان سے رابطہ کر کے پوچھیں کیا انہوں نے اعلان کیا تھا؟ یہ مولانا پر بھی الزام ہے اور اشتہار میں لکھا جانے والا ایک جھوٹ ہے۔ انھوں نے مناظرہ ختم ہونے کا اعلان نہ مسجد میں کیا نہ کسی دوسرے اجتماع میں کیا۔

جھوٹ نمبر 9:۔ فریق مخالف نے اس گفتگو میں ہونیوالی اپنی شکست کی خفت مٹانے کے لئے ایک اشتہار شائع کر دیا اس اشتہار میں شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور خوف خدا سے عاری ہو کر جھوٹ اور غلط بیانی سے وہ کام لیا کہ جس پر سوا لعنت اللہ علی الکاذبین کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ العیاذ باللہ اہل حق نے مناظرے کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اس اشتہار کو شائع کیا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ عقیدہ لکھنے سے جان تم نے چھڑائے رکھی میدان مناظرے سے دوڑنے والے مماتی تھے اور شکست کی خفت ہمیں مٹانی پڑی؟ بہت خوب۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

یعنی عقیدہ اپنا تم نے نہ لکھا میدان مناظرہ سے فرار تم ہوئے اور شکست کی خفت ہمیں

مٹانی پڑی۔ اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

جھوٹ نمبر 10: ۔ اشتہار میں یہ بات تحریر کی گئی کہ اشاعت التوحید والسنہ کے علماء نے اپنا عقیدہ لکھنے سے انکار کر دیا۔ اس مناظرہ کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ موجود ہیں اگر وہ یہ بات ثابت کر دیں کہ ہم نے عقیدہ لکھنے سے انکار کیا ہو تو ہم انکا مسلک قبول کر لیں گے۔

یہ بات تو ثابت ہو جائے گی لیکن آپ نے مسلک قبول نہیں کرنا جو آدمی قرآن پاک کی آیت پڑھ کر احادیث اور اجماع چودہ سو سال سے امت کا اجماعی عقیدہ پڑھ کر بھی مسلک قبول نہیں کرتا وہ آڈیو، ویڈیو کیسٹوں سے بات ثابت ہو جانے پر اہل حق کے مسلک کو کیسے قبول کرے گا یہ بات جھوٹ ہے تم مسلک قبول نہیں کرو گے البتہ یہ بات واضح ہے کہ تم نے عقیدہ لکھنے سے انکار کر دیا تھا۔ عقیدہ لکھنے سے انکار کرنے کا مطلب صرف یہ نہیں ہوتا کہ زبانی انکار کرے یہ بات آڈیو، ویڈیو کیسٹوں میں موجود ہے کہ میں بار بار کہتا رہا کہ یہ میرا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہے آپ اس پر اس عقیدے کا انکار لکھ دیں لیکن وہ اس عقیدے کا انکار لکھنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور اپنا عقیدہ لکھ دیں۔ میں بار بار کہتا رہا میں نے یاسر عباس کو کہا کیا تو اس عقیدے کو مانتا ہے وہ کہتا رہا میں نہیں مانتا میں نے کہا اس کو لکھ دو لیکن انکار لکھنے کے لئے نہ یاسر عباس تیار ہوئے نہ مولانا امیر عبداللہ نہ مولانا عبدالقدوس نہ مولانا عبدالکریم ایک شخص بھی آپ میں سے ہمارے عقیدے کا انکار اور اپنا عقیدہ لکھنے کیلئے تیار نہیں ہوا عقیدہ لکھنے سے انکار اور کس کو کہتے ہیں؟

جھوٹ نمبر 11: ہم اس سلسلہ میں صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن یا

مولوی عبدالرحمن آف لکھیاں کلما کی طلاق اٹھا کر یہ کہہ دیں کہ مناظرہ ختم ہونے کے بعد مقام مناظرہ یعنی مسجد کو چھوڑ کر جانے والے پہلے اشاعت التوحید والسنہ کے علماء تھے ہم انکے مسلک کو قبول کرلیں گے۔ دیکھیں میں کلما کی طلاق کی قسم اٹھا کر کہہ رہا ہوں مناظرہ ختم نہیں ہوا تھا ابھی تو نماز کا وقفہ ہوا تھا وقفہ نماز کے بعد وہ لوگ دوڑ گئے اور ہم مسجد میں پھر موجود تھے تو یہ بات جھوٹ ہے کہ مناظرہ ختم ہونے کے بعد مقام مناظرہ کو چھوڑ کر جانے والے اشاعت التوحید والسنہ کے علماء بعد میں تھے اور ہم پہلے نکلے۔ مناظرہ ختم نہیں ہوا ابھی تو وقفہ نماز ہوا، نماز پڑھی اور کھانا کھانے کے بعد ہم مسجد میں آگئے اور تم کتابیں اٹھا کر دوڑ گئے اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ پہلے دوڑے اور ہم مقام مناظرہ پر مسجد میں بیٹھے رہے مناظرہ ختم نہیں ہوا تھا دوران مناظرہ نماز ہوئی تھی اور نماز کے لئے بھی شور کرنے والے ہم نہیں تھے آپ کیسٹیں سن لیں شور کرنے والے مماتی تھے جو بار بار کہتے تھے نماز کا وقت ہوگیا۔ نماز کا وقت ہوگیا نماز پڑھو، میں نے کہا تھا ابھی وقت باقی ہے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر بار بار کے اصرار پر نماز کا وقفہ ہوا آپ نے اس وقت کو غنیمت جانتے ہوئے مسجد سے باہر بیٹھک میں آئے اور دوبارہ مسجد میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوئے آپ حضرات کا یہ لکھنا کہ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جب مناظرہ ختم ہوا تو سب سے پہلے فریق مخالف کے علماء مسجد کو چھوڑ کر قریبی بیٹھک میں چلے گئے۔ یہ جھوٹ ہے کیونکہ ابھی تو نماز اور کھانے کا وقفہ تھا مناظرہ تو ختم ہوا ہی نہیں تھا پھر یہ کہنا بھی غلط ہے کہ پہلے ہم گئے اور اشاعت التوحید والے علماء بعد میں گئے درست یہ ہے کہ فریقین کے حضرات مسجد سے بیٹھک کی طرف چلے گئے۔ پھر آپ کا یہ لکھنا کہ

مولوی الیاس گھمن نے مولانا عبدالکریم صاحب سے کہا کہ میں نے اپنے علماء کو مسجد سے باہر بھیج دیا ہے۔ بات یہ نہیں تھی جو لکھی گئی بات یہ تھی کہ دورانِ مناظرہ مولانا عبدالکریم اور مولانا عبدالقدوس مجھے اپنی نشست پر لے کر آئے ویڈیو کے اندر یہ سارا منظر دیکھا جا سکتا ہے وہاں بیٹھ کر مولانا عبدالقدوس صاحب منتیں کرتے رہے۔ گزشتہ جہادی زندگی کے حوالے دیتے رہے اور یہ کہا کہ مولانا امیر عبداللہ صاحب جمعیت المجاہدین کے مرکزی ذمہ دار ہیں مولانا آپ نے جو جیل سے خط لکھا تھا میرے پاس محفوظ ہے میرا آپ کا جہادی تعلق ہے ہمارا آپکا بھائیوں والا پیار محبت ہے۔ عوام کو نہیں پتہ آپ شفقت فرمائیں اور مناظرہ ختم کرنے کی کوئی ترتیب بنالیں اگر یہ بات میں غلط کہہ رہا ہوں تو میں آپ حضرات کو دعوت دیتا ہوں آپ ویڈو دیکھیں کہ میں انکی نشست پر بیٹھا ہوں یا نہیں میرے دائیں طرف امیر عبداللہ ہیں۔ سامنے مولانا عبدالقدوس ہیں انکے ساتھ مولانا عبدالکریم ہیں اور انکے ساتھ مولانا شمس الدین قائد آبادی ہیں اور میرے متصل حضرت مولانا عبداللہ عابد امیر اتحاد اہل سنت والجماعت پنجاب موجود ہیں تو آپ دوران مناظرہ منتیں کرتے رہے کہ بڑا مشکل ہے مناظرہ نہیں ہو رہا پھر میں نے کہا کہ مولانا اگر آپ مناظرہ نہیں کرنا چاہتے تو تمام لوگ کھانا کھا رہے ہیں ہمارے مناظر بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ اسوقت آپ آسانی کے ساتھ جا سکتے ہیں بہترین موقعہ ہے اور آپ نے اس بہترین موقعہ کو بہترین موقعہ سمجھتے ہوئے دوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ مسجد کے متصل بیٹھک میں مولانا عبدالقدوس مولانا امیر عبداللہ اور مولانا عبدالکریم تینوں موجود تھے مجھے مولانا عبدالقدوس نے خود کمرے میں بلایا اور کہا کہ مولانا ہماری کتابیں مسجد میں موجود ہیں

آپ کے ساتھی ہمیں کتابیں اٹھانے نہیں دیتے آپ مہربانی فرما کر ہماری کتابیں اٹھوادو میں مسجد میں گیا اور آپ کے ساتھی کو کہا کہ آپکے علماء کتابیں منگوار ہے ہیں اس نے کہا کہ مجھے میرے علماء کہیں تو مانوں گا پھر آپ نے بطور دلیل اور گواہ ایک اور ساتھی کو میرے ساتھ بھیجا پھر وہ کتابیں اٹھا کر نکلا تو عوام نے انکے پیچھے عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور یہ ساری باتیں ویڈیو کیسٹ کے اندر موجود ہیں آپ حضرات دوڑ رہے تھے کتابیں اٹھا کر جا رہے تھے اور عوام پیچھے عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد کے نعرے لگا رہی تھی۔ بیٹھک سے باہر نکلے تو میں مولانا عبدالقدوس صاحب آپ کو کلما کی قسم کھانے کا نہیں کہتا آپ بغیر قسم اٹھائے ہی ذرا بتادو کیا یہ بات میں نے آپ سے نہیں پوچھی تھی کہ آپ نے کھانا کھایا ہے اور آپ نے کہا تھا کہ نہیں ہماری آگے کسی اور گاؤں میں دعوت ہے ہم نے وہاں جا کر کھانا کھانا ہے خود مجھے امیر عبداللہ نے کہا یار کھانا تو کھلا دو میں نے کہا حضرت ہم تو کھلانا چاہتے ہیں مگر آپ کے ساتھی مولانا عبدالقدوس صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری آگے کسی گاؤں میں دعوت ہے ہم نے وہاں جا کر کھانا کھانا ہے جب جانے لگے تو میں نے پوچھا آپ کے پاس گاڑیاں موجود ہیں تو آپ نے کہا گاڑی ہمیں چھوڑنے آئی تھی اور چھوڑ کر چلی گئی ہے لیکن ہمارے پاس موٹر سائیکل موجود ہے میں نے کہا تھا ہمارے پاس گاڑی کا بندوبست ہے آپ جہاں جانا چاہیں میں گاڑی بھیج دیتا ہوں وہ آپ کو چھوڑ آئے گی آپ نے کہا نہیں جی ہم چلے جائیں گے کیا یہ بات غلط ہے کہ مولانا شمس الدین قائد آبادی آپ نے مجھے دعوت دی کہ مولانا آپ جب قائد آباد تشریف لائیں تو ہمارے مدرسہ میں ضرور تشریف لائیں کیا یہ بات غلط ہے کہ مولانا

عبدالقدوس آپ نے مجھے کہا جب کبھی میانوالی تشریف لائیں تو مجھے خدمت کا موقعہ دیں آپ کلما کی قسم بھی نہ اٹھائیں آپ ویسے ہی کہہ دیں کیا یہ باتیں میں غلط کہہ رہا ہوں پھر یہ بات غلط ہے کہ میں نے کہا مولانا آپ جانا چاہتے ہیں تو تشریف لے جائیں تو آپ نے کہا کہ نہیں باہر گلی میں عوام کھڑی ہے کہیں وہ بدتمیزی نہ کریں آپ ہمیں گلی سے باہر چھوڑ کر آؤ تو میں تمہیں مسجد والی گلی سے گزار کر گلی کے آخر تک چھوڑ آیا تھا پھر میں نے آپ کی موجودگی میں کہا تھا کہ عوام یوں کو نہیں ہو رہی میں مولانا محمد اسماعیل محمدی کا بیان مسجد میں شروع کرواتا ہوں لوگ ادھر جائیں گے تو آپ چلے جائیں تو آپ خوش ہوئے تھے کہ یار آپ کی ترتیب بہت اچھی ہے۔ مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب مسجد میں گئے میں نے اعلان کروایا عوام مولانا کا نام سن کر مسجد میں جمع ہوگئی اور آپ وہاں سے روانہ ہوگئے تو اگر یہ باتیں غلط ہیں تو بغیر قسم اٹھائے آپ بتا دیں یہ باتیں غلط ہیں اب اگر جھوٹے ہم ہیں تو آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہماری طرف لوٹے گی اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو اسکا رخ آپ کی طرف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ بولنے سے محفوظ رکھے۔

جھوٹ نمبر 12 اشتہار میں یہ بات تحریر کی گئی کہ جامعہ ضیاء العلوم کے ایک طالب علم شہباز معاویہ نے مناظرہ کے بعد ہمارا مسلک قبول کرلیا ہے اور جامعہ ضیاء العلوم کو چھوڑ کر کسی اور ادارہ میں داخلہ لے لیا ہے۔ شائد اس جھوٹ کو سن کر شیطان نے بھی اپنا سر پیٹ لیا ہوگا۔ ”اللہ اکبر“ بات تو ٹھیک ہے لیکن شیطان نے سر پیٹ لیا ہوگا آپکا جھوٹ لکھا ہوا دیکھ کر بالکل درست ہے“۔ اس لیے کہ ہمارے اشتہار میں یہ عبارت ہرگز نہیں جو یہاں نقل کی گئی ہے ہم نے یہ لکھا ہے کہ معروف مدرسہ جامعہ ضیا

العلوم سرگودھا کے طالب علم شہباز معاویہ نے اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے ہوئے کہا الحمد اللہ آج مجھے یہ بات سمجھ آگئی کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ سچا اور اہل حق کا عقیدہ ہے لہذا میں مدرسہ ضیاء العلوم کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر عقیدہ حیات النبی ﷺ رکھنے والے کسی مدرسہ میں داخلہ لوں گا۔ مجھے اس بات پر حیرانگی ہو رہی ہے کہ لوں گا'' اور لے لیا ہے'' ان دونوں جملوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟۔ پھر حوالہ تو دیا گیا ہے بیان ریکارڈ کروانے کا کہ مذکور طالب علم نے بیان ریکارڈ کرواتے ہوئے یہ کہا ہے چاہیے تھا کہ یوں لکھتے کہ شہباز معاویہ نے ایسا کوئی بیان ریکارڈ نہیں کروایا جبکہ اسکا ریکارڈ شدہ بیان کیسٹوں کے اندر اب بھی محفوظ ہے۔

واقعی اشاعت التوحید کے مہربانوں کا یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جس پر شیطان نے بھی سر پیٹ لیا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ ایسا جھوٹ تو شیطان ہونے کے باوجود میں بھی نہیں بول سکا جو کالووال کے کارکنان اشاعت التوحید والسنہ نے بول دیا ہے۔ آپ حضرات کیسٹیں لیں کان کھول کر سنیں کہ شہباز معاویہ نے یہ بیان ریکارڈ کروایا ہے یا نہیں کروایا۔ اگر شہباز معاویہ نے اپنا یہ بیان جو ہم نے لکھا ہے ریکارڈ کرایا ہو تو آپ جھوٹے اگر یہ بیان ریکارڈ نہ کروایا ہو تو میں جھوٹا۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ اس نے اعلان کیا ہے کہ میں مدرسہ ضیاء العلوم چھوڑ دوں گا اور عقیدہ حیات النبی ﷺ رکھنے والے مدرسہ میں داخلہ لے لوں گا۔ اب اگر وہ سامان اٹھانے کے لئے گیا اور آپ نے اسے سامان نہیں اٹھانے دیا تو قصور ہمارا نہیں تمہارے جبر کا ہے اور کیا اس نے گھر فون کر کے یہ نہیں کہا کہ اب 2 ماہ تک کے لئے میں گھر نہیں آسکتا؟ اس وقت بھی ہمارے مدرسہ مرکز اہل سنت والجماعت 87 جنوبی میں 40 روزہ صراط مستقیم کورس

میں شہباز معاویہ کا کزن سلمان موجود ہے اور مجھے سلمان نے خود بتایا کہ اس کورس میں شریک ہونے کے لئے مجھے شہباز معاویہ نے بھیجا اگر شہباز معاویہ کو ہمارا عقیدہ سمجھ میں نہیں آیا تھا تو جب اسے پتہ ہے کہ ہم اپنے صراط مستقیم کورس میں عقائد پڑھاتے ہیں تو اس نے اپنے کزن سلمان کو ہمارے پاس پڑھنے کے لئے کیوں بھیجا اسکا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارا عقیدہ سمجھتا ہے اور اب اسی چک سے سلیمان حرید دو نوجوان کورس میں پڑھنے کے لئے لے کر آیا ہے یہ ہمارا عقیدہ قبول کرنے کی نشانی ہے یا چھوڑ دینے کی نشانی ہے اس لئے یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ جھوٹ نمبر 13 نوٹ میں لکھا ہے کہ مناظرہ کی آڈیو ویڈیو کیسٹیں مکتبہ توحید وسنت بلاک نمبر 18 سے حاصل کی جاسکتی ہے ہم نے کئی بار وہاں سے کیسٹس حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ہمیں نہیں ملیں: (راقم عرض کرتا ہے کہ بندہ بذات خود مکتبہ توحید وسنت بلاک 18 میں گیا جب ان سے مناظرہ چھنی تاجہ ریحان کی کیسٹوں کا پوچھا تو مکتبہ والے نے اول ہمیں شکی نگاہوں سے دیکھا تو بندہ نے پنجابی زبان میں ایسا انداز اختیار کیا جس سے اسکا شک ختم ہوگیا اس نے کہا ہاں کیسٹیں ہیں میں نے کہا ہمیں چاہیے۔ اس نے دو کیسٹیں دکھا دیں بندہ نے اسکی منہ مانگی قیمت نکال کر دی تو پیسوں کی بجائے اس نے کیسٹس میرے ہاتھ سے لے لیں کہ یہ ماسٹر پیس ہیں میں نے کہا کوئی بات نہیں آپ ریکارڈ کر دیں اس نے کہا کہ وقت لگے گا۔ ہم نے کہا بے شک جتنا وقت لگ جائے تم کیسٹیں ریکارڈ کر دو پھر ہم نے پوچھا ویڈیو بھی ہے اس نے کہا نہیں ہم نے کہا یار مہربانی کرو ادھر ادھر کہیں سے دیکھو ہمیں تو لوگ بڑا تنگ کر رہے ہیں اس نے کہا کہ ہے تو سہی مگر میں دے نہیں سکتا ہم نے کہا آپ ہمیں ریکارڈنگ کروانے کے لئے

فریقین کی تحریر کے عکس پر حضرت گھمن صاحب کا اظہارِ خیال

21 مئی بروز اتوار چھنی تاجہ ریحان نزد سیال موڑ ضلع سرگودھا میں اہل السنت والجماعت دیوبند اور اشاعت توحید کے درمیان عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مناظرہ ہوا، اس مناظرہ کی جو تحریر مماتی امام مسجد حافظ جاوید نے لکھی اس میں کچھ اس طرح کی غلطیاں کی گئی ہیں جن کی بنیاد پر یہ تحریر موضوع مناظرہ بالکل نہیں بن سکتی، کیونکہ اس تحریر میں باقاعدہ نمبر لگا کر عبارت کے دو جز بنائے گئے ہیں۔ نمبر 1 کے بعد بھی عبارت ہے اور نمبر 2 کے بعد بھی عبارت لکھی ہوئی ہے، نمبر 2 کے بعد درج شدہ عبارت کو موضوع مناظرہ قرار دینا واضح جہالت ہے۔

قارئین کرام نمبر 2 کے بعد درج شدہ عبارت ملاحظہ فرما سکتے ہیں، وہ عبارت یہ ہے۔

قرآن مجید کی غیر محتمل آیات، احادیث متواترہ اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اور فقہاً سے ثابت کرنا ہوگا، اس عبارت کے بعد محمد خان اور دوسرے فریق کے رہنما اعجاز کے دستخط ہیں، دستخطوں کے بعد وضاحت بھی کی گئی ہے کہ پہلے سوال نمبر 1 پر بحث ہوگی اس کے فیصلے کے بعد پھر دوسرے مسئلے پر بات ہوگی اور اس کا فیصلہ ہوگا، فریقین کی اس عبارت سے پوری طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عبارت تحریر کرنے والا نمبر 2 کی عبارت کو بھی ایک قابل بحث مسئلہ اور موضوع مناظرہ سمجھتا ہے جس پر بحث کر کے اسے درست یا غلط قرار دیا جا سکے، حالانکہ اس عبارت کو پڑھنے والا کوئی ان پڑھ آدمی بھی ہو تو وہ اسے قابل بحث مسئلہ قرار نہیں دے سکتا جس کو حافظ جاوید نے قابل بحث مسئلہ قرار دے کر اس پر بات کرنا ضروری سمجھا ہے۔

لہٰذا ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ حافظ جاوید نے جو عبارت لکھی ہے اور نمبر لگانے کے بعد آخر میں مزید وضاحت کی ہے کہ پہلے سوال نمبر 1 پر بحث ہوگی اس کے فیصلے کے بعد دوسرے مسئلہ پر بات

ہو گی جب یہ مسئلہ نہیں تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ عبارت غلط لکھی گئی ہے میں پوری گفتگو مناظرہ میں بار بار یہی کہتا رہا کہ دو نمبر والی عبارت جسکو آپ نے موضوع مناظرہ بنایا ہے یہ تحریر قابل اصلاح ہے اور اب آپ نے اشتہار میں خود لکھ کر دے دیا اب کون عقل مند آدمی نمبر 2 کی عبارت کو موضوع مناظرہ اور مسئلہ قرار دے گا۔ یہ مسئلہ نہیں بلکہ دلائل لکھے ہیں جو موضوع مناظرہ کا جزو نہیں ہوتے اس لئے میں نے کہا تھا کہ حافظ جاوید سے موضوع مناظرہ لکھتے ہوئے غلطی ہو گئی ہے لہذا آپ اپنا عقیدہ لکھ دو میں اپنا عقیدہ لکھتا ہوں میں نے اپنا عقیدہ لکھا اس پر دستخط کیئے اور میرے عقیدے کا جو منکر ہو میں نے اسکا حکم لکھا اور مماتی حضرات کو بار بار دعوت دیتا رہا کہ آپ اپنا عقیدہ لکھ دیں نیچے اپنے دستخط کر دیں اور جو آپکے عقیدے کا منکر ہو آپ اسکا حکم لکھ دیں مگر پوری گفتگو کے دوران وہ اپنا عقیدہ نہیں لکھ سکے۔

ہم آج بھی اپنے اس عقیدے پر قائم ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا دنیا والا جسم مبارک دنیاوی وفات کے بعد مدینہ منورہ ریاض الجنہ والی قبر مبارک میں زندہ ہے اور روضہ شریف پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کا صلوٰۃ وسلام دنیا والے جسم مبارک کے کانوں سے سنتے ہیں اور دور سے پڑھنے والوں کا سلام ملائکہ آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ پر اجمالی طور پر امت کے اعمال پیش کیئے جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر استشفاء جائز ہے کوئی آدمی اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے سفارش کروائے تو اہل سنت والجماعت جمہور کا عقیدہ ہے کہ یہ جائز ہے ہم اس پر آج بھی قائم ہیں۔

آخری بات

یہ عموماً بات چلتی ہے کہ دیوبندی کون ہیں جیسے اس اشتہار میں لکھا گیا کہ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ مسلک دیوبند اور نام نہاد دیوبندیوں کے درمیان الخ

''اسی طرح مولانا نیلوی صاحب نے اپنی کتاب ندائے حق میں بار بار یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ بناسپتی دیوبندی = عقیدہ حیات النبی ﷺ رکھنے والوں کو کہتے ہیں بناسپتی دیوبندی۔ میرا مماتیوں کو چیلنج ہے اگر آپ دیوبندی کہلاتے ہیں اور دیوبندی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور علمائے دیوبند کو حق سمجھتے ہیں تو علمائے دیوبند کی تحریرات پر مناظرہ کرلیں اگر علمائے دیوبند کی تحریروں میں عقیدہ حیات النبی ﷺ والا ہو تو ہمارا مسلک سچا اور اگر علمائے دیوبند کی تحریریں تمہارے عقیدے کو ثابت کریں تو تم سچے اور اگر یہ بات قابل قبول نہ ہو تو ابھی الحمدللہ دارالعلوم دیوبند قائم ودائم ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی صبح تک قائم ودائم رکھے۔ آمین

وہاں ہم اس مسئلہ پر استفتاء بھیجتے ہیں اگر وہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر جواب دیں تو ہم سچے اور ہم دیوبندی اور اگر وہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے علاوہ اس عقیدہ کو درست قرار دیں جو تمہارے اسٹیج سے بیان کیا جاتا ہے تو تم اصلی دیوبندی اور سچے بھی تم ہو۔ اسی سلسلے میں عرض ہے کہ 5 جولائی کو گوجرانوالہ کے قریب جاگوالہ نزد نوشہرہ ورکاں میں بیان کے لئے گیا تو چند مماتی حضرات گفتگو کے لئے تشریف لے آئے انھوں نے کہا ہم نے آپ سے گفتگو کرنی ہے ان آنے والوں میں سے مولوی لیاقت، مولانا محمد اسلم، شہاب الدین خالدی، طارق عزیز اور مولوی ارشاد اللہ وٹو یہ پانچ تو مجھے یاد ہیں یہ علماء وہاں مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے آئے میں نے ان کے سامنے

ایک ہی بات رکھی کہ تم دیو بندی ہو یا نہیں ہو انہوں نے کہا کہ ہم دیو بندی ہیں تو میں نے کہا پھر اس عقیدے کا فیصلہ علمائے دیو بند سے کروا لو تو وہ کہنے لگے ہم علمائے دیو بند سے فیصلہ نہیں کرواتے میں نے کہا اپنی نسبت علمائے دیو بند سے ختم کر کے خود کو دیو بندی کہنا چھوڑ دو۔ قارئین کتاب میں جاگوالہ ضلع گوجرانوالہ میں ہونے والی گفتگو ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ اصلی دیو بندی کون ہے اور نقلی دیو بندی کون ہے۔ درست بات یہ ہے کہ جو علمائے دیو بند کے عقائد کو مانتا ہے وہ دیو بندی ہے اور جو عقائد میں علمائے دیو بند کے فیصلہ کو نہیں مانتا وہ نقلی اور جعلی دیو بندی ہے۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر اہلسنت والجماعت کا موقف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ آنحضرت ﷺ کی جیسی موت اللہ تعالیٰ کو منظور تھی وہ آئی، قرآن پاک میں اس موت کا وعدہ تو ہے لیکن آپ ﷺ کے وفات پا جانے کا ذکر نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے وفات پا جانے کا ذکر خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (بخاری ص ۵۱۷ ج ۱) میں ہے۔ لہٰذا ان آیات و احادیث کو پیش کرنا جن میں نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر دی گئی ہے خارج عن البحث اور وقت کو ضائع کرنا ہوگا۔

۲ ہم اہلسنت والجماعت نبی کریم ﷺ کو وفات کے بعد دنیا والے جسم مبارک کے ساتھ برزخ یعنی قبر مبارک میں زندہ مانتے ہیں۔

۳ اور قبر مبارک میں نبی کریم ﷺ کو دنیوی جسد مبارک کے ساتھ زندہ نہ ماننے والے کو اہل السنت والجماعت سے خارج اور گمراہ سمجھتے ہیں۔

مناظرین کی گفتگو کا خلاصہ

21 مئی 2006 بروز اتوار چھنی تاجہ ریحان میں مناظرین کے درمیان ہونے والی گفتگو کا خلاصہ لکھا جاتا ہے اصل ریکارڈنگ ویڈیو اور آڈیو سی ڈی اور کیسٹوں میں محفوظ ہے تسلی کے لئے ان کیسٹوں کو سنا جا سکتا ہے۔ ہم نے من وعن گفتگو نقل کرنے کی بجائے خلاصہ اس لئے لکھنا مناسب سمجھا کہ دونوں طرف سے ایک ہی طرح کے سوال و جواب تکرار کے ساتھ بار بار آئے ہیں لہذا ایک ہی بات کو کئی بار لکھنا کتاب کو لمبا کرنے کے علاوہ پڑھنے والے کے لئے بھی تنگی کا باعث ہوگا۔

مناظرہ کی گفتگو سے پہلے یہ جان لیں کہ دونوں طرف سے علماء مناظرین اور سامعین موجود تھے اور طے یہ ہوا تھا کہ دونوں طرف سے کسی ایک ایک صاحب کو مقرر کر دیا جائے جو آپس میں بات کریں تا کہ مناظرہ کے ابتدائی معلومات و موضوع و شرائط وغیرہ۔ خوشگوار ماحول میں طے کئے جا سکیں چنانچہ علمائے اہل سنت والجماعت دیو بند کی طرف سے مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی طرف سے حضرت مولانا امیر عبداللہ صاحب متکلم طے ہوئے مگر دوران گفتگو جیسا کہ آپ کیسٹوں میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی طرف سے کبھی مولانا امیر عبداللہ کبھی مولانا عبدالقدوس کبھی مولانا عبدالکریم کبھی یاسر عباس زور گفتگو زور سے کرتے رہے جبکہ حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب اوّل تا آخر اکیلے عالم ہیں جو اہل سنت والجماعت کی طرف سے بات کرتے رہے۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب: مناظرہ کی جگہ جامع مسجد چھنی تاجہ ریحان تھی یہ پہلی شرط تھی اس جگہ پر ہم پہنچ چکے ہیں شرط نمبر (۲) فریقین میں سے ہر فریق کے

15 آدمی بمع مناظرین ہوں گے۔ مولنا گھمن اس عبارت کا مطلب ہے صدر مناظر، معاونین اور مناظرین سمیت 15 آدمی ہوں گے آپ گن لیں یہ 15 ہی ہیں اور باقی رہی بات سامعین کی تو ان کا اس شرط میں کوئی تذکرہ نہیں وہ جتنے چاہے بیٹھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لوگ عقیدہ سننے اور سمجھنے آئے ہیں قرآن وحدیث سننے آئے ہیں لہذا جس قدر لوگ زیادہ ہوں گے اسی قدر فائدہ زیادہ ہوگا۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب: ٹائم 9 بجے تھا آپ وقت پر نہیں آئے۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: ہمارے حضرات پہلے سے آکے بیٹھے ہوئے تھے کون کہتا ہے کہ ہم پہلے نہیں آئے یہ حضرات پہلے آکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ درمیان میں ویڈیو کی کچھ بات ہوئی پھر مولانا گھمن صاحب نے فرمایا آپ مناظر اور صدر مناظر کے نام دے دیں گے۔ مولانا امیر عبداللہ صاحب نے فرمایا آپ مدعی ہیں آپ نام دے دیں پھر ہم دے دیں گے گھمن صاحب نے فرمایا کہاں لکھا ہوا ہے کہ ہم مدعی ہیں مجھے جو آپ نے ورقہ دیا ہے میرے پاس موجود ہے اسمیں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ہم مدعی ہیں۔ دوسری جانب سے بہت سارے حضرات نے گفتگو شروع کر دی مولانا گھمن صاحب نے فرمایا ایک ایک بولو یاسر اور باقی کچھ حضرات محمد خان سے بات کرنے کا مطالبہ کرنے لگے گھمن صاحب نے فرمایا یاسر تم نے مجھے شرائط مناظرہ دی ہیں مناظرے میں 3 چیزیں ہوتی ہیں ایک ہے موضوع مناظرہ نمبر 2 شرائط مناظرہ نمبر 3 افراد مناظرہ یعنی مناظرین۔ پہلی بات موضوع مناظرہ کی ہے اگر آپ کے پاس لکھا ہوا موجود ہے تو مجھے دے دو نہیں لکھا ہوا تو ابھی طے کر لیتے ہیں ساری دنیا جانتی ہے ہمارا اور آپکا اختلاف ہے میرا بھی عقیدہ ہے آپ کا بھی عقیدہ ہے آپ

اپنا عقیدہ لکھ دیں میں اپنا عقیدہ لکھ دیتا ہوں پھر مناظرہ شروع کر دیتے ہیں۔

یاسر عباس: ہم نے کوئی نیا عقیدہ نہیں لکھنا ہم پہلے لکھ کر دے چکے ہیں جس پر دونوں فریقوں کے سائن موجود ہیں آپ اپنا عقیدہ ثابت کرنے آئے ہیں یا ہمارا عقیدہ پوچھنے آئے ہیں ان دونوں حضرات میں عقیدہ پر سوال و جواب ہوئے۔ مولانا امیر عبداللہ صاحب میری بات سنیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ میرے پاس جو کاغذ پر موضوع مناظرہ لکھا ہوا ہے میں وہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کا آپ کے جسم کے ساتھ ایسا تعلق کہ امتی اگر قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود شریف پڑھے تو اسی جسم کے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور کوئی دور سے درود و سلام پڑھے تو فرشتے اس کو پہنچاتے ہیں نیز مردہ کو عذاب دنیاوی قبر میں ہوتا ہے اور بدن اسکو محسوس کرتا ہے قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہؓ اور فقہاء سے ثابت کرنا ہوگا۔ اب محمد خان ہم سے بات کرے جس نے لکھ کر دیا ہے۔ محمد خان کو لاؤ ہماری آپ سے کوئی بات نہیں آپکی کوئی حیثیت نہیں آپ قیامت تک دلیل نہیں لا سکتے"

مولنا محسن صاحب نے فرمایا بات تو ہم کرنے آئے ہیں ہم سے کیوں بات نہیں کرتے مجھے تحریر مناظرہ دو۔ تحریر تو وہ مانگے گا جس نے مناظرہ کرنا ہے محمد خاں نے تو مناظرہ نہیں کرنا اگر اس نے مناظرہ کرنا ہوتا تو وہ سالوں سے تمہارے پاس ہے اس سے مناظرہ کرلیا ہوتا۔

مولانا عبدالقدوس: ایک بات عرض کرنے لگا ہوں توجہ سے سماعت فرمائیں "مناظرہ تو علماء نے کرنا ہے لیکن اس سے پہلے کیا کچھ ہوا جن لوگوں نے طے کیا آپس میں وہ

ذرا گفتگو کریں آپ بھی دیکھیں میں بھی دیکھوں ادھر سے یاسر ہیں ادھر سے محمد خان ہیں دونوں نے مناظرہ تو نہیں کرنا۔ مناظرہ تو ہمارا ہی ہوگا مگر ہم ذرا ان کی بات سنیں کہ کیا حقیقت ہے کون سا موضوع ہے ادھر سے یاسر سامنے آگیا ہے ادھر سے محمد خان سامنے آئیں۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب:۔ بات سنیں یہ شرائط مناظرہ پر بات مولانا کر رہے تھے؟

عبدالقدوس صاحب:۔ ادھر سے بات آپ کر رہے تھے اگر ادھر سے محمد خان ہوتا تو پھر ادھر سے یاسر عباس بات کرتا۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب:۔ تو بات طے ہوگئی ناں کہ اگر ادھر سے محمد خان بات کرے گا تو اس کے مقابلے میں بات یاسر عباس کرے گا لیکن اگر ادھر سے میں بات کروں گا تو آپ کی طرف سے آپ بات کریں گے لہذا لاؤ تحریر۔ مناظرے اصولوں سے ہوتے ہیں اصولوں سے بات کرو۔

(مولانا عبدالقدوس کہتے رہے میری بات کا آپ غلط مطلب لے رہے ہیں آپ بھاگنے کے لئے غلط بیانی کر رہے ہیں محمد خان کو لاؤ۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب:۔ مولانا عبدالقدوس میری بات سنیں جس رات ہم نے شرائط طے کیں یہ موضوع انہوں نے پہلے طے کیا ہوا تھا رات جو دوسری شرائط ہم نے لکھی ہیں اس پر دستخط کئے ہیں اس وقت ان حضرات کے ذمہ لگا تھا کہ یہ فوٹو سٹیٹ کروا کر موضوع ہمارے پاس بھیجیں گے یہ دوسرا کاغذ جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ عبارت میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں یہ تم نے کیا لکھ رکھا ہے اس وقت میں نے کیا

عرض کیا تھا؟ میں نے عرض کیا تھا جناب مہربانی کر کے یہ ہمیں دے دو ہم فوٹوسٹیٹ کرا کر تمہیں دے دیں گے یا پھر تم صبح فوٹوسٹیٹ کرا کر ہمیں بھیج دینا لیکن آپ نے وہ فوٹوسٹیٹ کروا کر ہمیں کیوں نہیں بھیجا۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہو کیا یہی وعدہ وفا ہے۔ آپ نے وہ فوٹوسٹیٹ کروا کر کاغذ ہمیں کیوں نہیں بھیجا جس پر موضوع مناظرہ لکھا ہوا تھا۔ حضرت بار بار اسکو دہراتے رہے کہ شرائط آپکی رات میرے ساتھ طے ہوئیں تھیں میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپکا موضوع مناظرہ میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں پہلے اب تک میں نے نہیں دیکھا آپ نے اسوقت کہا تھا کہ ہم صبح فوٹوسٹیٹ کروا کر وہ کاغذ ہم تمہیں دیں گے۔ لیکن آپ نے اب تک وہ کاغذ ہمیں نہیں دیا (یاسر نے کہا ہمارے ساتھ مناظرہ طے کیا تھا سیکرٹری صاحب نے) انہوں نے فرمایا آپ نے سیکرٹری صاحب کو وہ کاغذ دیا؟ یاسر نے اشرف کا نام لیا کہ اسکے ہاتھ فوٹوسٹیٹ بھیجی تھی تو اشرف نے انکار کر دیا مولانا نے فرمایا تمہارے جھوٹے ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم:

مجھے خوشی ہے کہ تھوڑی سی بات چل پڑی ہے اب انشاء اللہ بات کسی طرف لگ جائے گی مولانا میں آپ سے ایک دو سوال کرنے لگا۔ اس تحریر میں عقیدہ ہمارا ہے یا آپ کا؟ دوسری طرف سے جواب دینے کی بجائے کہا گیا کہ محمد خان بات کرے۔ مولنا گھمن صاحب نے فرمایا۔

محمد خان نے مناظرہ کرنا ہے؟ بھئی مناظرہ تو ہم کرنے آئے ہیں مجھ سے بات کرو اگر محمد خاں سے مناظرہ کرنا تھا تو وہ سالوں سے تمہارے پاس موجود ہے اس سے مناظرہ

کرلیتے ہمیں کس لئے بلایا تھا تم نے" کچھ دیر مولانا عبدالقدوس اور یاسر عباس نے سوال و جواب کے بعد مولانا محسن صاحب نے جو کچھ فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے ان حضرات نے مناظرہ طے کیا موضوع مناظرہ پر دستخط کرنے والے محمد خان اور یاسر عباس ہیں۔ میں دو تین باتیں پوچھنے لگا ہوں۔ مناظرہ میں تین باتیں ہوتی ہیں نمبر 1 موضوع مناظرہ نمبر 2 شرائط مناظرہ نمبر 3 مناظرین اب ایک ایک بات حل کرتے جائیں تو بات آسان ہو جائے گی۔ نمبر 1 مناظرے کا موضوع کیا ہے؟ یہ مناظرے کا موضوع لکھا موجود ہے اس عبارت کو پڑھ لیں اس پوری عبارت کو کوئی آدمی موضوع مناظرہ نہیں کہہ سکتا بلکہ اس عبارت میں کچھ حصہ ایسا بھی داخل کر دیا گیا ہے جو موضوع کا حصہ نہیں لہذا موضوع مناظرہ لکھنے والوں سے غلطی ہوئی ہے اور اگر عوام سے کہیں غلطی ہو جائے تو اس کی اصلاح علماء کرام کو کر دینی چاہیے کیونکہ عوام سے دینی امور میں غلطی ہو جاتی ہے کہ وہ دین کا زیادہ علم نہیں رکھتے جیسے مثال کے طور پر ویڈیو کی شرط آپ کے ساتھیوں نے طے کی تھی مگر آپ حضرات نے کہا کہ عوام تھے مسائل سے واقفیت نہیں تھی وہ غلطی کر بیٹھے ہیں ویڈیو کا بنانا تو جائز نہیں لہذا ویڈیو نہ بنانے دی جائے ہم نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ ویڈیو بنانا بند کر دی گئی اس لئے کہ یہ شرط طے کرنے والے علماء نہیں عوام تھے اور ان سے غلطی ہو جاتی ہے اسی طرح موضوع مناظرہ لکھنے والے علماء نہیں عوام تھے اور ان سے غلطی ہو گئی عبارت میں ایسی باتیں لکھ دیں جو موضوع کا حصہ نہیں بن سکتی تو علماء کو چاہیے کہ وہ اس غلطی کو صاف کر دیں۔ مناظرہ جب شروع ہو گا سو ہو گا اس سے پہلے آپس میں بات طے کرنے کے لئے مناسب ہے کہ ہم دونوں طرف سے ایک ایک آدمی کو مقرر کر لیں جو جواب دے ورنہ

آپ تین حضرات گفتگو کریں ادھر سے بھی تین باتیں کرنے لگ جائیں تو یہ اداب مجلس کے بھی خلاف ہے اور بات بھی کسی طرف نہ لگ سکے گی لہذا ہماری طرف سے میرے سوا کوئی بات نہیں کرے گا آپ بھی اپنی طرف سے کسی ایک صاحب کو متکلم مقرر فرمالیں۔

مولانا امیر عبداللہ نے فرمایا میں جواب دوں گا۔ محسن صاحب نے فرمایا ماشاء اللہ اب بات صاف ہوئی اب مولانا میں دو تین باتیں پوچھنے لگا ہوں آپ انکا جواب ارشاد فرمادیں تاکہ مناظرہ شروع ہو سکے ایک عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں ہمارا موقف ہے اور ایک عقیدہ اسکے مقابلہ آپکا۔ تحریر مناظرہ پر بابے محمد خان نے اپنا عقیدہ لکھ دیا مگر آپ کے ساتھی یاسر عباس نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا۔ آخر کیوں؟ عقیدے تو دونوں کے ہونے چاہیے تھے ناں' مگر ایک فریق کا عقیدہ لکھا ہوا ہے اور دوسرے کا نہیں لہذا میرا سوال یہ ہے کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا عقیدہ لکھ دوں کیونکہ میں عالم ہوں اپنے مسلک کا ترجمان ہوں اور آپ اپنا عقیدہ لکھ دیں مولانا امیر عبداللہ صاحب اپنے مسلک کے ترجمان ہیں کیونکہ عقیدے کی وضاحت جو عالم کرسکتا ہے وہ جاہل نہیں کرسکتا آپ بھی عالم ہیں اور میں بھی عالم ہوں ہم دونوں عقیدہ لکھ کر اپنے اپنے نیچے دستخط کردیتے ہیں پھر بات شروع کردیتے ہیں۔

حضرت مولانا امیر عبداللہ صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: حضرت نے سب سے پہلے محسن صاحب کا نام پوچھا پھر فرمایا آپ اور ہم دونوں فریق ان کی اس تحریر پر جمع ہوئے ہیں جو تحریر ان دونوں نے لکھی ہے آپ کے ساتھی محمد خان نے اسکا چیلنج کیا اور ہمارے ساتھیوں نے اسے

قبول کیا لہذا موضوع مناظرہ لکھا جا چکا کون کہتا ہے کہ یہ موضوع مناظرہ نہیں ہو سکتا یہ موضوع مناظرہ ہے اس کے لئے ہم دونوں فریق جمع ہوئے ہیں یہ بات آپ کو طے کرنا ہو گی یا آپ لکھ دیں کہ ہمارا اس عقیدے سے کوئی تعلق نہیں پھر ہم دوسری بات لکھیں گے۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: دیکھیں میں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ محمد خان نے جو عقیدہ لکھا ہے وہ میرا عقیدہ نہیں۔ میرا وہی عقیدہ ہے جو محمد خان نے لکھ دیا۔ میرا سوال تو یہ تھا کہ حضرت جب محمد خان نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے تو ہمت کر کے آپ بھی اپنا عقیدہ لکھ دیں۔

مولانا امیر عبداللہ: جو عقیدہ آپ نے لکھا ہے ہم اسکی تردید کرتے ہیں کہ یہ غلط عقیدہ ہے قرآن وحدیث کے خلاف ہے بس یہ ثابت نہیں ہوتا:

حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب: میں نے ان سے سوال کچھ کیا اور جواب کچھ دیتے ہیں میں کہہ رہا ہوں جب ہمارے ساتھیوں نے عقیدہ لکھدیا تو آپ بھی ہمت کریں اپنا عقیدہ لکھ دیں۔

امیر عبداللہ صاحب:۔ آپ ہمت کر کے کہہ دیں کہ اس پر بات نہیں کر سکتے ہم لکھ دیں گے آپ وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں آپ نے جو لکھا ہے غلط ہے آپ یہ کہہ دیں اسکے بعد میں لکھوں گا اور بات کریں گے اسکے علاوہ بات بالکل نہیں مانی جائے گی آپ کو بھاگنے نہیں دیا جائیگا اس کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو گا بعد میں دوسری بات ہو گی۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب:۔ ہم بات کریں گے! کیوں نہیں بات ہو گی

اور یہ بھی پتہ چل جائیگا کہ کون بھاگتا ہے دیکھیں اصول مناظرہ میں عموماً ایسے ہوتا ہے کہ ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے دوسرا جواب دعویٰ پیش کرتا ہے۔ ہمارے ساتھی نے یہ لکھا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے اصولاً ان کو چاہیے تھا کہ یہ بھی اپنا عقیدہ لکھ کر دیتے کہ ہمارا آپ کے عقیدہ کے جواب میں یہ عقیدہ ہے جب آپ اپنا عقیدہ اسٹیج پر بیان کرتے ہو عوام کو سناتے ہو تو ہمیں اپنا عقیدہ لکھ کر کیوں نہیں دیتے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ آپ حضرات زبانی کہہ دیں کہ ہم نہیں مانتے بھائی کچھ تو تم بھی مانتے ہو ناں، جو کچھ تم اس عقیدہ حیات النبی ﷺ کے مقابلے میں مانتے ہو وہ لکھ دو۔

امیر عبداللہ صاحب: ٹھیک ہے اسپر دستخط کر دیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہم ابھی جواب عقیدہ لکھ دیتے ہیں اس کے جواب میں ہمارے ساتھی نے دستخط کیے ہوئے ہیں اسکو آپ ثابت کریں گے اگر آپ ثابت کر گئے تو خود بخود سچے ہو جائیں گے اور ہم خود بخود جھوٹے ہو جائیں گے۔ اگر آپ ثابت نہ کر سکے تو آپ کائنات کے سب سے بڑے جھوٹے ہوں گے۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: اب ماشاءاللہ تھوڑی سی بات چل پڑی ہے مجھے خوشی ہے کہ حضرت کو بھی تھوڑا سا جوش آیا ہے۔ اب امید ہے حضرت جوش میں آ کر عقیدہ بھی لکھیں گے اور اسکو ثابت کرنے کے لئے دلائل بھی دیں گے انشاءاللہ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ مولانا اگر مجھے کہیں کہ میں نے عقیدہ لکھنا ہے تو میں بحیثیت عالم اپنا عقیدہ لکھ دیتا ہوں اور آپ بحیثیت عالم اپنا عقیدہ لکھ دیں۔ حضرت مولانا امیر عبداللہ صاحب یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بھاگنا چاہتے ہیں۔

گھمن صاحب:۔ حضرت یہ تو سارے دیکھ رہے ہیں کہ عقیدہ لکھنے سے کون بھاگ

لکھ دو کہ اس قبر اطہر میں نبی اکرم ﷺ کا جسد اطہر زندہ نہیں بلکہ حضور ﷺ کی صرف روح مبارک زندہ ہے جو اعلیٰ علیین میں ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ ہمت فرما کر آپ ذرا اپنا عقیدہ لکھ دوناں تاکہ ہم بات کرلیں کہ حضور کی روح علیین میں کیسے زندہ ہے۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب:۔ مولانا جس مقصد کے لئے ہم جمع ہوئے ہیں وہ تحریریں لکھی جا چکی ہیں مزید تحریر لکھوانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ مناظرے سے بھاگنا چاہتے ہیں آپ اسی پر تحریر کرلیں اگر آپ اسکو تسلیم نہیں کرتے تو کھل کر آپ کہہ دیں پھر ہم لکھتے ہیں آپ کہہ دو کہ ہم ہار گئے اس پر ہم بات نہیں کر سکتے اگر آپ نہیں کرتے تو اس کے علاوہ بات چھیڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ فلاں بات اسطرح ہے فلاں بات اسی طرح ہے میں وعدہ کرتا ہوں کیسٹیں بھری جا رہی ہیں ہم بالکل لکھ کر دیں گے آپ پہلے یہ تحریر کرو کہ یہ غلط ہے یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے اسکی تردید کردیں پھر ہم لکھ دیتے ہیں۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب:۔ بھئی دیکھیں میں کتنی آسان سی بات کہہ رہا ہوں کہ یہ اپنا عقیدہ اسٹیجوں پر تو بیان کرتے ہیں تو آج لوگوں کے سامنے بیان کیوں نہیں کرتے (درمیان میں مختصر سوال و جواب کہ لوگ مناظرہ سننے آئے ہیں تمہاری تقریر سننے نہیں آئے وغیرہ) مولانا نے بڑی اچھی بات ارشاد فرمائی کہ لوگ مناظرہ سننے آئے ہیں۔ آپ ایمانداری سے بتاؤ یہ تحریر آپ میں سے کسی نے پڑھی ہے؟ (نہیں) آپ تحریر کی وجہ سے تو نہیں آئے آپ کیوں آئے؟ اس لئے آئے ہو کہ انکا اور ہمارا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کو قبر انور میں زندہ مانتے ہیں اور یہ قبر

انور میں زندہ نہیں مانتے یہ کہتے ہیں کہ ہم تم سے اعلیٰ حیات مانتے ہیں جو جنت میں ہے اور روح کی حیات ہے جسم مثالی ملتا ہے وغیرہ ہم کہتے ہیں اصولی اور آسان بات یہ ہے کہ جیسے میں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ قبر اطہر میں اسی جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں نبی کریم ﷺ کے روضہ پر درود وسلام پڑھیں تو سنتے ہیں دور سے پڑھیں تو ملائکہ پہنچاتے ہیں جو آدمی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اسی طرح حضرت بھی اپنا عقیدہ لکھ دیں اور جو انکے عقیدے کو نہ مانے اسکا حکم کیا ہے وہ بھی لکھ دیں میں نے اپنا عقیدہ سنا دیا ہے میری بات کیسٹوں نے ریکارڈ بھی کر لی ہے مجھے کہیں تو میں لکھ بھی دیتا ہوں اب اتنی آسان سی بات ہے جس کو الجھایا جا رہا ہے مولانا بات الجھائیں مت، ایسی بات کریں جو عوام کو سمجھ میں آئے اور موضوع پر بات چلے۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب:۔ انہیں کی طرف سے یہ عقیدہ پہلے سے لکھا جا چکا ہے اب دوبارہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس تحریر سے جان چھڑانا چاہتے ہیں عوام کو یہ سب پتہ ہے تحریر یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کا آپ کے جسم کے ساتھ ایسا تعلق کہ امتی اگر قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھے تو اسی جسم کے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور کوئی دور سے درود وسلام پڑھے تو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ اس پر جو دلائل دیتے ہیں وہ یہ ہے ”قرآن مجید کی غیر محتمل آیات (درمیان سے محسن صاحب نے روکا کہ آپ عبارت غلط پڑھ رہے ہیں“ اس پر جو دلائل دیتے ہیں ”یہ الفاظ آپ اپنی طرف سے ملا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ میں تشریح کر رہا ہوں انہوں نے کہا آپ عبارت میں کمی زیادتی نہ کریں) قرآن مجید کی

غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہؓ اور فقہاء سے ثابت کرتا ہو گا یہ دلیل موضوع کا حصہ نہیں تو اور کیا ہوتا ہے یہ آپ ثابت نہیں کر سکتے عاجز ہیں اس عقیدے سے تو نئی تحریر شروع کرتے ہیں اس سے پہلے نئی تحریر شروع نہیں کریں گے۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب:۔ مولانا صاحب نے عبارت پڑھی ہے غور فرمائیں میں وہ عبارت پڑھتا ہوں اوپر یہ لکھا ہے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' مولانا امیر عبداللہ صاحب یہ موضوع مناظرہ ہے ٹھیک ہے ناں۔ عبارت یہ ہے نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کا آپ کے جسم کے ساتھ ایسا تعلق کہ اگر امتی قبر پر کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھے تو اسی جسم کے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور کوئی دور سے درود سلام پڑھے تو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں نیز مردوں کو عذاب دنیاوی قبر میں ہوتا ہے اور بدن اس کو محسوس کرتا ہے قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہؓ اور فقہاء سے ثابت کرنا ہو گا۔ یہ سارا موضوع ہے ناں؟ (مولانا صاحب ہاں) میں آپ سے پوچھتا ہوں اس پوری عبارت کا نام موضوع ہے؟ ہاں موضوع ہے) یہ جو عبارت ہے قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ یہ تمام عبارت موضوع ہے؟ ایک دعویٰ ہوتا ہے ایک اسکی دلیل ہوتی ہے۔ دعویٰ کو موضوع کہتے ہیں۔ دلیل کو موضوع نہیں کہتے اس عبارت میں دلیل کا تذکرہ بھی موجود ہے تو پھر یہ موضوع نہ ہوا ناں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ موضوع مناظرہ لکھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے لہذا ہمیں موضوع مناظرہ پھر سے لکھ لینا چاہیے۔ ذرا غور فرمائیں حضرت ان دونوں نے موضوع مناظرہ لکھا آخری عبارت قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہ اور فقہاء سے ثابت کرنا ہو گا لکھی اور نیچے ہے دستخط فریقین تو پھر یہ

ثابت کس نے کرنا ہے؟ یہاں پر تو کسی کے بارے میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ فلاں نے اس کو ثابت کرنا ہے کون مدعی ہے اور کون مدعا علیہ ہے اس میں یہ بھی نہیں لکھا ہوا کہ یہ عقیدہ ہمارا ہے یا انکا" صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ ثابت کرنا ہوگا دستخط فریقین اسکا مطلب ہے کہ دونوں مل کر اسی کو ثابت کریں گے۔ تو جیسے فریق اول کے دستخط ہیں دوسرے کے بھی ویسے ہی ہیں پھر جیسے ہم اسکو ثابت کریں گے آپ بھی اس کو ثابت کریں ورنہ اپنا عقیدہ لکھ دیں۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب:۔ یہ جو ان حضرت نے تحریر لکھی ہے انہوں نے اسکے دو حصے رکھے ہیں۔ نمبر 1 اور نمبر 2 نیچے انہوں نے دستخط کیے ہیں اور اس پر انہوں نے اپنے علماء کو بلایا ہے۔ اب موضوع کی جو بات ہے تو موضوع میں اسکے دلائل شامل ہوتے ہیں قضایا کے ساتھ اسکے مقدمات ہوتے ہیں جو اس سے باہر نہیں ہوتے آپ صرف موضوع کے دو لفظ بول کر باقی چیزوں کو خارج کر دیں اسطرح نہیں ہوتا یہ بات انہوں نے طے کر لی ہے کہ بات کس موضوع پر کرنی ہے۔ پھر موضوع کو ثابت کس نے کرنا ہے اس نے یا اس نے تو دونوں حضرات بیٹھے ہیں جو اس دعوے کو مان لے وہ دلائل سے ثابت کرے گا اور جو انکار کرے تو دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے مدعا علیہ پر دلیل نہیں ہوتی یہ متواتر حدیث سے ثابت ہے۔ البینہ للمدعی والیمین علی من انکر۔ آپکا محمد خان مدعی ہے اگر وہ مدعی نہیں تو خود وضاحت کرے ہم یہ کہتے ہیں اور ہمارا ساتھی بھی یہ کہتا ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے اگر آپ کا دعویٰ نہیں تو جان چھوٹی آپکی اور دعویٰ ہے تو قطعاً جان نہیں چھوٹے گی جب تک آپ دلائل نہیں دیں گے۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: ماشاء اللہ۔ اللہ خوش رکھے حضرت نے

بڑی اچھی باتیں کہیں اب مجھ سے وضاحت سن لیں حضرت نے دو باتیں بڑی اچھی فرمائی ہیں ''عوام کو مخاطب کرتے ہوئے'' میں نے پہلے آپ کو کہا تھا آپ عالم نہیں باتیں آپ نہیں سمجھتے ہم سمجھتے ہیں وہ حضرات اسی لیے بار بار محمد خان کو لا رہے تھے کہ کہیں مولوی بات شروع نہ کردے اس حربے کو میں سمجھتا ہوں دیکھیں یہ تحریر میرے پاس ہے اسکا نام ہے موضوع مناظرہ میں نے کہا تھا ایک دعوی ہوتا ہے ایک دلیل ہوتی ہے یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کا جزو اور حصہ نہیں اور عبارت میں قرآن پاک کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ الخ سے ثابت کرنا ہوگا یہ دلیل تو ہے دعوی نہیں اور دلیل دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے موضوع کا جزو اور حصہ نہیں ہوتی مولانا کسی دلیل سے یہ مجھے ثابت کردکھائیں کہ دلیل موضوع کا حصہ ہوتی ہے؟ میں نے جو سوال کیے آپ ان کا جواب دیں میں نے عرض کیا ہے کہ موضوع کی یہ عبارت درست نہیں ہے اسمیں دلیل کو موضوع کے اندر گھسیٹرا ہے اور دلیل موضوع کا حصہ نہیں ہوتی بلکہ موضوع کو ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مولانا فرماتے ہیں قضایا کے ساتھ مقدمات ہوتے ہیں تو کیا آپ دلیل کو مقدمہ کہتے ہیں اور دعویٰ کو آپ قضایا کہتے ہیں اگر آپ کا مقصد یہی ہے تو آپ اسی کی وضاحت کریں اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت آپ اپنی بات پوری کریں قرآن پاک کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ الخ موضوع کا حصہ نہیں ہوتی اور عوام سے موضوع مناظرہ لکھتے ہوئے عبارت میں غلطی ہوگئی ہے کیونکہ لکھنے والے عوام تھے علما نہیں تھے اس لئے میں بھی عالم ہوں آپ بھی عالم ہیں آپ اپنے مسلک کے ترجمان ہیں میں اپنے مسلک کا ترجمان ہوں (مولانا امیر عبداللہ کے کھڑے ہو جانے کی وجہ

ہے بات درمیان میں چھوڑ دی)

حضرت مولانا امیر عبداللہ:۔ آپ جتنی زیادہ باتیں کریں گے وقت کو ضائع کریں گے زیادہ باتیں کر کے وقت ضائع نہ کریں اس میں تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں موضوع بھی لکھا ہوا ہے اور نمبر 2 کے ساتھ اسکے دلائل لکھے ہوئے ہیں جو موضوع کے ساتھ متعلق ہیں خارج نہیں آپ اتنا تنگ ظرف کیوں ہو رہے ہیں آپ دو لفظوں میں کہہ دیں یہ دونوں باتیں غلط ہیں اگر آپ قرآن شریف کی غیر محتمل آیات اور احادیث متواترہ نہیں پڑھ سکتے تو ان کو چھوڑ دیں اور اگر آپ پہلا دعویٰ ثابت نہیں کر سکتے تو اس کو چھوڑ دیں یہ عوام ہماری دوسری باتیں سننے کے لئے نہیں آئے لہذا جس تحریر پر ہم دونوں جمع ہوئے ہیں اس سے قطعاً ادھر ادھر نہیں ہونے دیا جائیگا اس پر اگر آپ بات کر سکتے ہیں تو کریں نہیں تو ماشاء اللہ چلے جائیں۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: بات آپ نہ کریں چلے ہم جائیں سبحان اللہ (درمیان میں مولانا عبدالقدوس کھڑے ہوئے تو ان دونوں حضرات کی آپس میں شیر سرحد اور چھوٹا شیر بڑا شیر پر بات ہوتی رہی) میں ایک گزارش بار بار کر رہا ہوں کہ آپ ایک متکلم پکا کر لیں متکلم باتیں کرے باقی حضرات خاموش رہیں اگر آپ ایسی کوئی بات مولانا کو بتانا چاہتے ہیں جو مولانا کے ذہن میں نہ آرہی ہو تو آپ ان کو بتا دیں یا لکھ کر دے دیں لیکن بات صرف ایک متکلم کرے۔ دیکھیں انسان بھول سکتا ہے میں اگر بھول جاؤں یا کوئی بات کہنا چاہوں مگر نہ کہہ سکوں تو میرے ساتھی مجھے بتا دیں میں کہہ دوں اگر مولانا کے ذہن میں کوئی بات نہ آئے یا آپ سمجھیں کہ جو بات کہنی چاہیے تھی وہ نہیں فرما رہے تو آپ ان کو وہ بات بتا دیں۔ وہ مائیک پر کہہ دیں

لیکن کبے صرف متکلم اگر دو تین حضرات باتیں کرنے لگ جائیں گے تو بات خلط ملط ہو گی گڑ بڑ ہو گی اور کسی کو سمجھ نہیں آئے گی اور بالفرض اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ بہتر متکلم ہیں تو مولانا امیر عبداللہ کو خاموش کر دیں اور آپ شروع کر دیں۔ ہماری طرف سے کوئی مسئلہ نہیں لا باس۔ کوئی حرج نہیں۔ میں نے دو تین باتیں کیں ہیں مگر ابھی تک مجھے انکا جواب نہیں ملا اب مولانا امیر عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ بات موضوع تو نہیں لیکن موضوع کا متعلقہ ہے تو یہ بات طے ہو گئی ناں کہ یہ موضوع نہیں ہے۔ آپ جس بستی میں ہیں اسکا نام ہو گا۔ ساتھ ڈیرے ہوں گے آپ کہتے ہیں یہ بستی میں تو نہیں رہتے لیکن بستی کے قریب قریب رہتے ہیں۔ تو بستی میں تو نہیں رہتے ناں: اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ مان لیا کہ یہ موضوع کا حصہ نہیں ہے۔ دوسری بات میں نے مولانا سے کی کہ اسمیں لکھا ہوا ہے دستخط فریقین۔ اسمیں یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ دعوی ان میں سے کس کا ہے۔ مدعی ہم ہیں یا وہ ہیں دلائل دینا کس کے ذمہ ہو گا ظاہر ہے کہ یہ دونوں غلطیاں ایسی ہیں جو اس عبارت میں پائی جاتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ عبارت درست نہیں میں نے اس لیے اسکا آسان سا حل یہ نکالا کہ حضرت بہترین صورت یہ ہے کہ ان سے عبارت لکھنے میں غلطی ہو گئی ہے انہوں نے موضوع میں ایسی باتیں شامل کر دی ہیں جو موضوع کا حصہ نہیں بنتی لہذا عوام کو سمجھانے کے لئے اور بات کو آسان اور مکمل کرنے کیلئے میں اپنا عقیدہ لکھ دیتا ہوں اور حضرت اپنا عقیدہ لکھ دیں میں اپنے عقیدے پر دلائل دیتا ہوں حضرت میرے عقیدے کا رد کر دیں۔ وہ اپنے عقیدے پر دلائل دیں میں اسکو رد کر دوں گا میرا اصول یہ ہے کہ آپ عقیدہ لکھتے کیوں نہیں آخر اس میں چھپانے کی کون سی بات ہے؟

حضرت مولانا امیر عبداللہ صاحب: نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم مولانا کیسٹیں موجود ہیں میں نے یہ نہیں کہا کہ دلائل دعوی سے خارج ہیں میں نے کہا وہ دعوی کے ساتھ اسکا حصہ ہوتے ہیں۔ دعویٰ سے خارج کے لفظ میں نے نہیں کہے۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ کو اس عقیدے پر اعتماد نہیں جو آپ کے ساتھی نے لکھ کر دیا ہے تو نیا عقیدہ لکھیں اس پر پھر بات ہو گی لیکن آپ کو یہ لکھنا پڑے گا کہ ہمارا عقیدہ اس تحریر پر نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ کس نے دلیل دینی ہے اس آدمی نے دینی ہے جو اس عقیدے کو مانے گا وہ دلیل دے گا جو نہیں مانے گا وہ چپ رہے گا کیونکہ دلیل ہوتی ہے مدعی کیلئے مدعی دلیل دیتا ہے وہ اسکا حق بنتا ہے دلیل دینے کیلئے اور جو مدعا علیہ ہوتا ہے اس کو دلائل نہیں دیئے جاتے کہ وہ دلائل لوگوں کو دے کہ دلیل مدعی دیتا ہے اگر آپ مدعی نہیں ہیں تو ماشاء اللہ آپ کہہ دیں کہ اس پر ہمارا اعتماد نہیں ہے یہ تحریر کر دیں پھر نیا عقیدہ میں بھی لکھتا ہوں آپ بھی لکھیں اور پھر مناظرہ کریں۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: ماشاء اللہ اب میری بھی سنیں ماشاء اللہ ادھر بھی ہو گی دیکھیں مولانا نے پھر یہ بات کہہ دی ہے کہ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ موضوع کا حصہ نہیں موضوع کا متعلقہ ہے مان لیا ناں موضوع کا حصہ نہیں؟ تو میں یہی بات کہہ رہا تھا کہ ان لوگوں نے موضوع لکھنے میں غلطی کی ہے۔ ایک منٹ میری بات سنیں ایک بات تو مولانا نے مان لی کہ موضوع نہیں موضوع کا متعلقہ ہے ایک بات الحمد للہ دوسری بات مولانا یہ فرماتے ہیں کہ یہ مدعی ہیں اور یہ مدعا علیہ ہیں۔ میں کہتا کہ اس میں قطعاً یہ نہیں لکھا ہوا کہ مدعی کون ہے مدعا علیہ کون ہے اس پر فریقین نے دستخط کیے ہیں اور لکھا گیا ہے قرآن مجید کی غیر محتمل آیات اور احادیث متواترہ اجماع

صحابہ فقہاء سے ثابت کرنا ہوگا دستخط فریق اوّل دستخط فریق ثانی یہ نہیں لکھا ہوا کہ انہوں نے ثابت کرنا ہوگا اور انہوں نے انکار کرنا ہوگا دوسری بات حضرت دو باتیں میری اب نوٹ فرمالیں آپ نے باتوں کا ترتیب وار جواب دینا ہے تیسری بات مولانا فرماتے ہیں یہ مدعی ہیں ہم مدعا علیہ ہیں۔ مدعا علیہ کہتے ہیں منکر کو ایک آدمی کہتا ہے سورج چڑھا ہوا ہے حضرت کہتے ہیں نہیں چڑھا ہوا تو میں مدعی ہوں اور یہ منکر ہوئے کہتے ہیں اصول یہ ہے کہ مدعی کے ذمہ دلیل ہوتی ہے اور منکر کے ذمہ دلیل نہیں ہوتی میں حضرت سے پوچھتا ہوں کہ اگر منکر بالدلیل ہو تو من وجہ مدعی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا دیکھیں منکر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک ہوتا ہے منکر بغیر دلیل کے انکار کرنے والا کہ میں نے نہیں مانتا سورج چڑھا ہے۔ یہ منکر کون ہے؟ یہ منکر بلا دلیل ہے اور جو آدمی منکر بلا دلیل نہ ہو بلکہ منکر بالدلیل ہو۔ وہ من وجہ مدعی ہوا کرتا ہے اور دلیل وہ بھی دیا کرتا ہے تو صرف مدعی کے ذمہ دلیلیں نہیں دلیلیں منکر کے ذمہ بھی ہوتی ہیں تو پہلے میری ان 3 باتوں کا جواب دے دیں پھر آگے چلیں۔

مولانا امیر عبداللہ: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: مولانا دلیل موضوع سے متعلقہ ہوتی ہے جو متعلقہ چیزیں ہوتی ہیں وہ چیز سے خارج نہیں ہوتی اس میں شامل ہوتی ہیں آپ بار بار ایک بات کو کیوں دہرا رہے ہیں اور دوسری بات اس میں تحریر ہے اسپر نمبر 1 لکھا ہوا ہے اور نمبر 2 لکھا ہوا ہے۔ جو نمبر 1 ہے وہ دعویٰ ہے آپکا جس آدمی نے دستخط کئے ہیں وہ اسی بات کا انکار کر دے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے تو بیشک آپ چھوٹے ہوئے ہیں آپ کسی قسم کے دلائل نہ دیں آپ نیا عقیدہ لکھیں جو آپ کا اور ہمارا اختلاف ہے ہم بات کریں گے دونوں دوستوں نے لکھا ہے اس میں ایک کا عقیدہ

ہے دوسرا اسکا انکاری ہے جو عقیدہ رکھنے والا ہے وہ کہہ دے کہ میرا عقیدہ نہیں ہے بس پھر جھگڑا ہی نہیں ہے وہ کہہ دے کہ اس پر ہمارا اعتماد نہیں ہے آپ کہہ دیں سارے علماء بیٹھے ہیں کہہ دیں کہ اسپر اتفاق نہیں ہے ہم نہیں مانتے اس تحریر کے مطابق ہمارا عقیدہ نہیں ہے ہم تو کھل کر کہہ رہے ہیں کہ اس تحریر کے مطابق ہمارا عقیدہ نہیں ہے آپ کہہ دیں کے ہمارا بھی نہیں ہے بس ٹھیک ہے پھر ہم دلائل بھی نہیں مانگتے اور دوسری بات جو کہہ رہے ہیں یہ جو منکر بالدلیل ہوتی ہے یہ آپ منکر بالدلیل تو تب ہوں کہ ہم نے انکار کی کوئی وضاحت کی ہو آپ کو پتہ ہی نہیں کہ ہم کس طرح سے انکار کر رہے ہیں تو منکر کے لئے قرآن و حدیث، حدیث متواتر میں نے پڑھی ہے البینہ للمدعی والیمین علی من انکر کہ منکر کے لئے دلیل نہیں ہوتی۔ یہ قرآن حدیث کا آپ کیوں انکار کھلی حدیث کا کر رہے ہیں

مولانا الیاس گھمن صاحب ماشاء اللہ حضرت کا علم شروع ہو گیا حضرت نے فرمایا البینہ للمدعی ولیمین علی من انکر، یہ عبارت دکھادیں کس کتاب میں ہے (خوشی سے داد دیتے ہوئے واہ واہ کی صدائیں) عبارت دکھادیں (البینة للمدعی والیمین علی من انکر) ٹھہرو ٹھہرو بات یہ ہے

مولانا محمد الیاس گھمن مجھے بات کر لینے دو بار امیر عبداللہ (درمیان میں مسلسل بولتے اور عبارت درست کرنے کی کوشش کرتے ہوئے البینہ: کئی مرتبہ پڑھا پھر بھی زبان پر الفاظ نہ چڑھے جس پر مجمع میں زوردار آوازیں) البینہ علی المدعی یہ لفظ ہیں حدیث میں اگر اس میں کوئی لفظ آگے پیچھے ہو گیا ہے تو اتنی بات نہیں ہے آپ کھل کر انکار کر دیں کہ حدیث نہیں ہے

مولانا محمد الیاس گھمن: ایک منٹ توجہ کریں مولانا نے ایک بات مان لی کہ یہ حدیث ہے، میں شیر سرحد سے پوچھ رہا تھا کہ حدیث کے یہ الفاظ کہاں لکھے ہوئے ہیں مجھے دکھادیں

امیر عبداللہ صاحب: بات یہ ہے کہ آپ ہمیں کسی اور طرف لے جانا چاہتے ہیں قطعاً اس وقت تک ہم اور طرف نہیں جائیں گے یہ میں حدیث دکھادوں گا آپ پہلے اس پر بات کریں ایک بات چھڑے گی دوسری اس پر تیسری اس پر اس کو ختم کردیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ حدیث دکھاؤں گا

مولانا محمد الیاس گھمن: دیکھیں صاحب مولانا سبحان اللہ آئے گی باری میرا ایچہ ضد دا علاج نہیں باقی گل تے دلیل نال چلے گی۔ مولانا فرما رہے ہیں جو حدیث میں نے پڑھی ہے الفاظ میں دکھادوں گا مولانا اس کتاب کا نام لے کر بتادیں کہ جسمیں یہ الفاظ ہیں کتاب کا نام اور وقت مجھے بتادیں کہ اتنے دنوں میں ان الفاظ کے ساتھ فلاں کتاب سے میں دکھادوں گا مولانا امیر عبداللہ صاحب ٹھیک ہے مولانا محمد الیاس گھمن لکھو میں کہتا ہوں لکھ دو

امیر عبداللہ صاحب: ناں ناں قطعاً نہیں میں یہ اسوقت تک کوئی تحریر نہیں دوں گا جب تک آپ اس پر فیصلہ نہ کرلیں یہ بات غلط ہے

مولانا محمد الیاس گھمن: ہنستے ہوئے حضرت حدیثیں غلط ناں پڑہیں۔

امیر عبداللہ صاحب: میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا۔

مولانا محمد الیاس گھمن: نہیں جاناں تو آپ نے کدھر ہے اب جائیں گے کدھر جائیں گے تو اب انشاءاللہ کسی بات سے ہی میں عرض کر رہا تھا کتنی آسان سی بات ہے

جو آپ نے حدیث پڑھی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں آپ بتا دیں کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے اور اتنے دن بعد میں حوالہ بھیج دوں گا لکھ کے بھجوا دوں گا۔ یہ بات آسان ہے ناں مشکل تو نہیں ہے۔ آپ فرما دیں میں نے حدیث پڑھی ہے فلاں کتاب میں ہے۔ فلاں الفاظ کے ساتھ موجود ہے میں اتنے دنوں میں بھجوا دوں گا ہم وقت دے دیتے ہیں۔ ایک بات میں نے کہہ دی اب دوسری سنو میں نے عرض کیا تھا کہ یہ جو موضوع مناظرہ انہوں نے لکھا ہے اس موضوع مناظرہ میں اگلی عبارت جو دو لائنوں پر مشتمل ہے اسکا موضوع مناظرہ سے کوئی تعلق نہیں اور مولانا نے مان لیا جس بات کا تعلق موضوع مناظرہ سے ہے ہی نہیں تو اسپر مناظرہ تو نہیں ہو گا میں نے سوال کیا تھا مولانا امیر عبداللہ اب میرے سوالوں کا جواب نہیں دے رہے میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جو تحریر لکھی ہے اس میں فریقین نے دستخط کیے ہیں اس میں کوئی بات نہیں کہ مدعی کون ہے مدعا علیہ کون ہے کچھ موجود نہیں۔ تحریر لکھنے والے آدمی کا نام کیا ہے جس آدمی نے یہ تحریر لکھی ہے اس آدمی کا مجھے نام بتائیں اسکا نام کیا ہے۔

امیر عبداللہ صاحب: بھائی بات یہ ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ وہ حدیث آپ کتاب سے دکھا دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں اسوقت تک اس جگہ سے نہیں جاؤں گا جب تک وہ حدیث ان کو نہ دکھا دوں لیکن بات یہ ہے کہ آپ بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ میں موضوع سے باہر نکال رہا ہوں میں موضوع کا متعلقہ قرار دے رہا ہوں یہ دوسری عبارت کا موضوع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ مولانا آپ غلط بیانی کر رہے ہیں میں ایسی بات نہیں کہتا کہ کوئی تعلق نہیں اسکا اس کے ساتھ متعلقہ ہے اور اسوقت تک آپ کی جان نہیں چھوٹے گی جب تک آپ اسکی تائید یا تردید میں کوئی بات نہیں کریں گے

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: دیکھیں یہ میرے پاس مسلم شریف موجود ہے مشکوۃ بھی موجود ہے۔ صفحہ ۳۲۱ پر موجود ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ۔ میری بات آپ سمجھیں مولانا نے البینۃ للمدعی پڑھا حالانکہ علی المدعی ہے ابھی مناظرہ شروع نہیں ہوا ابھی سے حدیثیں غلط شروع ہوگئی ناں (اب مجھے بات کر لینے دو شیر سرحد بات تو کر لینے دو) اگلی بات سنو مولانا بار بار یہ فرما رہے ہیں کہ یہ موضوع کا متعلقہ ہے موضوع سے متعلقہ ہے، بھائی میں یہ کہتا ہوں کہ موضوع کا نام ہے دعویٰ پر دلائل دینے ہوتے ہیں اگر یہ موضوع کا حصہ ہے تو اسکا مطلب یہ دعویٰ ہے یعنی قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہ فقہاء سے ثابت کرنا ہوگا پھر یہ دعویٰ ہوا ناں پھر اس دعویٰ پر ہم نے دلیلیں دینی ہیں؟ حضرت اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جو بات آپ فرما رہے ہیں قرآن مجید کی غیر محتمل آیات یہ موضوع کا حصہ نہیں۔ موضوع سے متعلقہ آپ فرماتے رہیں جو بات موضوع نہ ہو اس پر مناظرہ نہیں ہوتا ایک بات دوسری بات میں نے آپ سے بار بار کہا کہ اس میں فریقین نے دستخط کیے ہیں اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ عقیدہ باباجی کا ہے یا یہ عقیدہ یاسر کا ہے اس کا مطلب ہے دونوں کا یہ عقیدہ ہوا دونوں نے ثابت کرنا ہوگا۔ چاہیے تھا اس عبارت کے نیچے لکھتے محمد خاں اور آگے ہوتا ''میں اس بات کو نہیں مانتا'' یاسر عباس پھر میں مانتا کہ یہ مدعی ہیں اور وہ منکر ہے تو دستخط دونوں نے کیے مدعی تو دونوں ہوئے پھر جس طرح بابا محمد خان مدعی ہے ایسے ہی یاسر عباس بیٹا تو بھی تو مدعی ہے دستخط دونوں نے کیے ہیں تو ثابت پھر آپ بھی کرلو یہ معقول سوال ہے مگر امیر عبداللہ صاحب آپ میرے کسی سوال کا جواب نہیں دے رہے میں

نے البینہ علی المدعی حدیث پر کلام کی تو مولانا نے کیا بات فرمائی اب مولانا فرماتے ہیں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تو میں نے تصحیح کر لی آپ غلطی کریں تصحیح ہو سکتی ہے عوام غلطی کرے تو تصحیح نہیں ہو سکتی میں کہتا ہوں موضوع لکھنے میں عوام سے غلطی ہوئی ہے (مجھے بات کر لینے دو شیر سرحد بات کر لینے دو) میں کہہ رہا ہوں موضوع مناظرہ لکھنے میں عوام سے غلطی ہوئی ہے میں کہتا ہوں اگر عالم غلطی کرے تو وہ کہہ دے میں نے تصحیح کر دی تو ٹھیک ہے اور عوام غلطی کر گزرے تو اسکی تصحیح نہیں ہو سکتی؟ عوام نے ویڈیو والی غلطی کی تو مولانا نے فرمایا جی غلطی ہے تو ہم نے مان لی ناں تو یہ غلطی عوام کرے تو کیوں نہیں مانتے اور میرا سوال ابھی تک قائم ہے کہ جس آدمی نے تحریر لکھی ہے مجھے اس آدمی کا نام کیوں نہیں بتاتے آپ بتاؤ اور جس آدمی نے تحریر لکھی ہے وہ آدمی حیاتی ہے یا مماتی۔ تحریر تم لکھو دستخط تم کرو دلائل ہم مانگو سبحان اللہ۔ یہ بتاؤ تحریر کس نے لکھی ہے۔

امیر عبداللہ صاحب: صحیح ہے صحیح ہے ٹھیک ہے شور نہ کریں مولانا جو بات کہہ رہے ہیں ہماری بات سمجھیں مولانا نے اب مان لیا ہے کہ یہ تحریر غلط ہے یہی ہم منوانے آئے ہیں یہی منوانے آئے ہیں یہ تحریر غلط ہے۔ جس نے لکھی ہے وہ غلط ہے جو اسکی تائید کرتا ہے وہ غلط ہے آپ کی جرءت نہیں ہے کہ اس عقیدے کے مطابق اصل تحریر کے مطابق آپ دلائل دے سکیں قیامت قائم ہو جائے گی۔ آپ دلائل نہیں دے سکیں گے۔

مولانا محمد الیاس گھمن: ماشاءاللہ میں خوش ہوں کہ الحمدللہ آپ کو تھوڑا جوش آیا ہے میں نے سوال کیا کہ تحریر لکھنے والا کون ہے مولانا نے نام نہیں بتایا؟ امیر عبداللہ میری بات سن لیں آپ نے جواب دینا ہے مولانا عبدالکریم صاحب آپ نے جواب نہیں

دینا انہیں سننے دیں! جس نے جواب دینا ہے اس کو سننے دو! مرنے کے بعد سننے پر حضرت گھمن صاحب کی ان حضرات سے بات شروع ہوئی گھمن صاحب نے کہا ہماری قوت سماعت بڑی مضبوط ہے ہم یہاں بھی سنتے ہیں وہاں بھی سنتے ہیں تمہارا نبی نہیں سنتا ہمارا نبی وہاں بھی سنتا ہے۔ (نعرے) مولانا عبدالقدوس صبر حضرت صبر درمیان میں بولتے ہوئے مولانا عبدالقدوس موضوع کی بات تو یہ کریں گے غیر موضوع کی بات کا جواب دینے لگا ہوں کہتے ہیں کہ ہم اب بھی سنتے ہیں وہاں بھی سنتے ہیں یعنی قبروں میں اب بھی موجود ہیں ابھی سے قبروں میں پہنچ گئے ابھی تو مناظرہ نہیں ہوا پہلے موت آگئی آپ پر واہ واہ اگر زبان میں لکنت کی وجہ سے کوئی بات آگے پیچھے ہو جائے تو یہ گرفت کریں کتابیں نکال لیں تو ہم گرفت نہ کریں مان چکے ہیں کہ ہم قبروں میں وہاں بھی سنتے ہیں تم کہاں قبروں میں موجود ہو تم تو سامنے ہو کیوں جلدی جان چھڑاتے ہو قبروں میں پہنچنا چاہتے ہو پہلے دلائل ہوں گے اور اسکے جوابات ہم دیں گے اگر ہمت ہے اور ہمت کیا ہے وہ مان چکے ہیں کہ یہ تحریر غلط ہے۔ (کافی دیر تک شور)

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: میں نے کئی سوال کیئے میرے سوالوں کا ابھی تک جواب نہیں آرہا۔ میں نے سوال کیا کہ اس تحریر کا لکھنے والا کون ہے؟ اسکا نام بتائیں: ابھی تک نام نہیں بتایا البتہ تحریر لکھنے والے کے بارے میں مولانا نے فرمادیا کہ جس نے وہ تحریر لکھی وہ تحریر لکھنے والا غلط تھا۔ ”آپ چاہیں تو کیسٹ بیک کر کے سن لیں، کیسٹ میں موجود ہے کہ آپ نے کہا وہ تحریر لکھنے والا غلط تھا“۔ (ویڈیو کے آنے سے مماتیوں نے شور کرنا شروع کر دیا کہ ویڈیو آگئی) یہ لوگ ویڈیو کے آنے سے ایسے

ڈرتے رہے جیسے ملک الموت کے آنے سے منکر عذاب وثواب قبر ڈرتا ہے۔

امیر عبداللہ صاحب: آپ بار بار فرما رہے ہیں کہ کس نے لکھی یہ تحریر'' اس پر دونوں کے دستخط ہیں آپ اپنے ساتھی سے پوچھ لیں کہ اس پر دستخط کیوں کیے ہیں دستخط کے بعد اب آپ مناظرہ کریں۔ آپ کے ایک سوال کا میں جواب دیتا ہوں۔ آپ نے کہا ہم مرنے کے بعد بھی سنتے ہیں'' یہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتی کا انکار کیا گیا ہے: آپ دیوبندی نہیں ہیں قطعاً دیوبندی نہیں ہیں۔

مولانا الیاس گھمن صاحب: مجھے بڑی خوشی ہے کہ حضرت نے ماشاء اللہ کتابوں کو ہاتھ لگانا شروع کر دیا ہے: جب انہوں نے حدیث غلط پڑھی تھی اور میں نے مطالبہ کیا تھا کہ حدیث نبوی ﷺ دکھاؤ تو اس وقت کتابوں کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اس کا مطلب ہے تم حدیثوں کو نہیں مانتے ''بزرگوں پر آگئے ناں: آج تک تم لوگوں کو کہتے تھے قرآن حدیث قرآن حدیث پہلی بات بزرگوں سے شروع ہوئی (عبدالکریم بات کاٹ کر چونکہ تم قرآن کو نہیں مانتے اس لئے بزرگوں سے شروع کی ہے کچھ وقفہ سے مولانا عبدالقدوس کھڑے ہوئے کہ قرآن کی آیت پڑھتے تو تم نہ مانتے فتوی میں قرآن شریف کا لفظ تو ہے ''سماع موتی کا انکار اور قرآن'' کافی دیر تک مختصر باتیں مولانا عبدالقدوس کی جوش میں باتیں، شیر سرحد اور شیر پنجاب پر جھگڑا مولانا عبدالکریم سے گفتگو'' ویڈیو بند کرو کی آوازیں:) دیکھیں میں بار بار کہہ رہا ہوں ایک آدمی باتیں کرے تو بات ٹھکانے لگ جائے گی آپ جس کو چاہیں متکلم طے کر لیں میں نے شروع کرتے وقت کہا تھا کہ نہ آپ کی طرف سے سارے بولیں نہ ہماری

طرف سے سارے آدمی بولیں۔ آپ ایک متکلم رکھ لیں جس کو آپ اچھا متکلم سمجھتے ہیں آپ اسی کو متکلم مقرر کر لیں دیکھیں میں نے مولانا امیر عبداللہ کا نام نہیں لیا۔ آپ نے نام لیا ہے جب آپ نے انکا نام لیا اور ان پر اعتماد کیا ہے تو ان کو بات کرنے دو اگر آپ انکو لقمے دینا چاہیں تو لکھ لکھ کر دو سپیکر پر کھڑے ہو کر نہ دو میں پھر کہہ رہا ہوں مولوی عبدالقدوس میری طرف توجہ کرو۔ مولانا امیر عبداللہ کو بات کرنے دو اور اگر آپ نے بات کرنی ہے تو مجھے پھر بھی انکار نہیں ہے۔ بے شک آپ بات کریں لیکن متکلم ایک آدمی کو طے کریں وہی متکلم سپیکر پر بات کرے بس (عبدالقدوس نے کھڑے ہو کر کہا بات نہیں کرتا آپکی بات کا جواب دیتا ہوں۔ مولانا عبدالقدوس کے ساتھ مولانا عبدالکریم ایک ساتھ کھڑے ہو گئے آپس میں باتیں مختصر سوال و جواب کافی دیر تک) مولنا محسن صاحب نے کہا خاموش ہو جاؤ توجہ کرو میں نے شروع میں ایک بات کی تھی کہ ایک متکلم آپ رکھ لیں اور ایک متکلم ادھر سے ہو جائے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کتنا وقت ہو گیا ہماری طرف سے میرے سوا کوئی مائیک پر نہیں آیا اور ادھر سے کبھی مولانا عبدالقدوس کبھی مولانا عبدالکریم کبھی کوئی اٹھتا ہے کبھی کوئی اٹھتا ہے اسطرح بات کو الجھاتے ہیں۔ چار چار آدمی خود شروع ہو جاتے ہیں اور وقت تھوڑے ہونے کا بھی مجھے طعنہ دیتے ہیں"۔ میں نے موضوع مناظرہ پر تین چار اعتراضات کیے مگر میرے کسی اعتراض کا جواب نہیں آیا۔ نمبر 1 میں نے کہا کہ موضوع مناظرہ کی تحریر لکھنے میں بعض غلطیاں ہو گئی ہیں ایسی چیزیں موضوع میں شامل کر دی گئی ہیں جو کہ موضوع نہیں ہے میں نے یہ نہیں کہا کہ اس میں جو عقیدہ لکھا ہے وہ غلط ہے یا میرا وہ عقیدہ نہیں ہے۔ یہ مجھ پر الزام دھرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے اس

عقیدے کا انکار کر دیا ہے موضوع غلط لکھا ہوا ہے! میں نے ان باتوں کی نشاندہی کی تھی جنکا موضوع مناظرہ سے تعلق نہیں بلکہ وہ موضوع کے علاوہ اور چیزیں ہیں۔ اگلی بات نمبر 2 میں نے یہ کہی تھی کہ اس میں فریقین نے دستخط کیے ہیں۔ اس میں یہ وضاحت نہیں تھی کہ مدعی کون ہے اور مدعی علیہ کون ہے پھر نمبر 3 تحریر لکھنے والا مماتی ہے حیاتی نہیں۔ یعنی عبارت آپ نے لکھی اور دستخط خود بھی کیے ساتھ ہمارے بھی کروائے یہ آپ نے نہیں لکھا کہ مدعی ہم ہیں اور موضوع مناظرہ میں ہمیشہ یہ بات طے ہوتی ہے کہ ایک فریق دعوی کرتا ہے اور دوسرا جواب دعوی لکھتا ہے اب دیکھیں عبارت ایک ہے اور دستخط دونوں کے ہیں کوئی معلوم نہیں کہ اس میں سے ان کا عقیدہ کون سا ہے اور دوسرے فریق کا عقیدہ کون سا ہے حالانکہ تحریر میں یہ وضاحت آنی چاہیے تھی یہ حضرات ہمیں بار بار یہ بات فرما رہے ہیں کہ جو بات لکھی ہے اس پر مناظرہ ہوگا اور جو بات نہیں لکھی اس پر مناظرہ نہیں ہوگا۔ میں کہتا ہوں اسمیں یہ نہیں لکھا ہوا کہ مدعی بابا محمد خان ہے اور یاسر منکر ہے بلکہ دستخط دونوں کے ہیں تو پھر کیا دونوں اس عقیدہ کو ثابت کریں گے؟ مولانا آپ میرے تین چار سوال پھر نوٹ فرما لیں اور ان کے نمبروار جواب دے دیں تا کہ بات شروع کریں میں نے پہلا اعتراض یہ کیا کہ موضوع مناظرہ کے آخر میں جو دو سطروں کی عبارت ہے اسکا موضوع مناظرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی صاحب علم شخص اس آخر والی عبارت کو موضوع مناظرہ نہیں کہتا، آپ کوئی ایسی عبارت لائیں جس میں کسی نے ایسی عبارت کو موضوع مناظرہ کا حصہ کہا ہو دوسرا اعتراض یہ کیا تھا کہ اس تحریر کا لکھنے والا مماتی ہے مولانا نے یہ فرمایا کہ تحریر لکھنے والا غلط ہے یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ

مولانا نے فرمایا تحریر لکھنے والا غلط ہے اگر تحریر لکھنے والا مماتی ہے تو اس مماتی کو غلط اسکے اپنے مناظر نے کہا میں نے صرف اتنا مطالبہ کیا تھا کہ تحریر لکھنے والے آدمی کا نام بتا دیں مولانا نے اضافہ فرمایا کہ تحریر لکھنے والا غلط ہے تو غلط ہونے کا یہ فتوٰی میں نے نہیں حضرت آپ نے لگایا ہے۔ تیسرا اعتراض میں نے یہ عرض کیا تھا کہ عبارت میں مدعی اور مدعا علیہ کا تعین نہیں ہے کہ مدعی کون ہے اور مدعا علیہ کون ہے۔ آپ ایک عقیدہ عوام کے سامنے بیان کرتے ہو آپ کو چاہیے کہ وہ عقیدہ آج یہاں بھی بیان فرمائیں اسکے لئے آپ تیار نہیں ہیں۔ میں نے اپنا عقیدہ بیان کیا۔ میں نے مولانا امیر عبداللہ صاحب کو کہا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو عقیدہ آپ کا ہے وہ عقیدہ آپ لکھ دیں تاکہ مناظرہ کی بات شروع ہو میں نے عقیدہ لکھا۔ عقیدے کے منکر کا حکم بیان کیا آپ اپنا عقیدہ لکھیں اور جو آپ کے عقیدے کو نہ مانے اس کا حکم آپ تھوڑا سا لکھیں تو سہی تاکہ پتہ چلے آپ کا عقیدہ کون سا ہے تاکہ بات شروع کریں۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب:۔ (بات شروع کرنے لگے تو عوام کی طرف سے بار بار اصرار کہ عقیدہ لکھ کر دو چار گھنٹے ہو گئے کیا ڈرامہ کیا ہوا ہے عقیدہ لکھ کر نہیں دے رہے مولانا عبدالکریم صاحب کہتے رہے عوام کو پتہ چل گیا ہے کہ کون بھاگ رہے ہیں وغیرہ محسن صاحب لوگوں کو بٹھاتے رہے) بات یہ ہے کہ ہم دونوں فریق اس تحریر پر جمع ہوئے ہیں اگر آپ اس تحریر پر مناظرہ نہیں کر سکتے تو لکھ دیں کہ ہم اس عقیدے پر بات نہیں کر سکتے پھر آپ اپنا عقیدہ لکھیں ہم اپنا عقیدہ لکھیں گے۔ اس تحریر کے سوا ہم آپ سے اور کوئی بات نہیں کریں گے باقی رہی یہ بات کہ آپ نے کہا کہ یہ مماتی نے

لکھا ہے آپ اس کی تردید کر دیں کہ یہ غلط ہے مماتی نے لکھی ہے۔ جب تک آپ اس تحریر کے مطابق مناظرہ نہیں کریں گے بات نہیں کریں گے۔ مزید ہم کوئی چیز لکھ کر نہیں دیتے۔ پہلے اس پر بات ہوگی پھر لکھ دیں گے ہم یہ وعدہ کرتے ہیں مسجد میں کھڑے ہیں لکھ دیں گے پہلے اس پر بات کریں۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: دیکھیں اب بات چل پڑی ہے مگر ابھی تک میرے اعتراض کا جواب نہیں آیا میں نے کہا تھا موضوع مناظرہ ان لوگوں نے لکھا ہے جو عالم نہیں ہیں موضوع مناظرہ لکھنے میں ان سے بعض غلطیاں ہوئی ہیں میں نے یہ نہیں کہا کہ عقیدہ غلط لکھا ہوا ہے میرا عقیدہ ہے کہ قبر اطہر میں آپ ﷺ زندہ ہیں میرا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ درود وسلام قبر مبارک پر پڑھیں تو سنتے ہیں یہاں سے پڑھیں تو فرشتے پہنچاتے ہیں۔ یہ میرا عقیدہ ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اس میں عقیدہ غلط لکھا ہوا ہے بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ موضوع مناظرہ میں بعض باتیں ایسی لکھی ہیں جو موضوع مناظرہ نہیں بن سکتی یہ کتنا بڑا الزام ہے کہ مولانا کہہ رہے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ عقیدہ غلط لکھا ہوا ہے میں کہہ رہا ہوں جو عقیدہ محمد خان کی طرف سے لکھا ہوا ہے میرا یہی عقیدہ ہے مگر بعض ایسی باتیں آخر میں درج کر دی ہیں جو موضوع کا حصہ نہیں لہذا اس تحریر میں غلطی ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ بھی عالم ہیں اور میں بھی عالم ہوں میں اپنا عقیدہ پڑھ کر سناتا ہوں اس عقیدے پر دستخط کر دیتا ہوں مولانا اپنا عقیدہ پڑھ کر سنا دیں اپنے عقیدے پر دستخط کر دیں میں مناظرہ شروع کر دیتا ہوں۔

میں نے عرض کی تھی کہ موضوع مناظرہ لکھا گیا اس پر چار اعتراض کئے تھے کسی کا جواب نہیں آیا دیکھیں یہ کیسی بات ہے عقیدہ میرا اور لکھیں مولانا غلط ہے ناں؟ عقیدہ مولانا

کا ہو لکھوں میں یہ غلط ہے ناں؟ میں کہتا ہوں جب عقیدہ ہمارا ہے تو ایک ایسے شخص کو لکھنے کا کیا حق حاصل ہے جس کا یہ عقیدہ ہے ہی نہیں میں یہی کہہ رہا ہوں یہ عقیدہ اس شخص نے لکھا ہے جو خود اس عقیدے کا منکر ہے اور خود اس نے دستخط نہیں کیے۔ اس تحریر کو لکھنے والے کا نام کیا ہے یاسر عباس بھائی؟ یاسر میری باتیں سنیں محمد خان کی مرضی سے لکھا اسکے کہنے سے لکھا محمد خان کی منشاء سے لکھا میں نے پوچھا ہے کہ اس تحریر کے لکھنے والے کا نام کیا ہے۔ آپ اس کا نام بتائیں۔

یاسر عباس: ہم نے انکو کہا اپنا عقیدہ لکھیں انہوں نے کہا کہ آپ لکھیں انہوں نے یہ تحریر خود نہیں لکھی ہم سے لکھوائی کہ نبی پاک ﷺ درود وسلام سنتے ہیں پھر دلائل کہاں سے دینے ہیں؟ قرآن کی غیر محتمل آیات اسکے بعد احادیث متواترہ جنکا قول رسول ہونا قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو۔ اجماع صحابہ، شیعوں اور مجبوریوں کی روایات نہیں پڑھنی۔ آپ نے یہ دلائل دینے ہیں محمد خان کی طرف سے: محمد خان لکھوانے والے تھے حافظ جاوید لکھنے والے تھے اور خود انہوں نے سائن کیے ہیں ہم اس چیلنج پر آگئے ہیں کہ آپ غیر محتمل آیات اجماع صحابہ احادیث متواترہ پیش کر دیں تو ہم برملا اپنی شکست کا اعلان کریں گے اور آپکا عقیدہ مان لیں گے۔ آپ کے عقیدے کے ہم انکاری ہیں اور قیامت کی صبح تک آپ خدا کی قسم یہ دلائل نہیں دے سکتے۔

مقابلے کی جو ضد ٹھہری تو آؤ فیصلہ کر لیں
ہم نے کئی بار زمانے کے بھرم توڑے ہیں
نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مولانا عبدالکریم صاحب: پہلے لکھے ہوئے کو ثابت کریں۔ کئی بار یہ جملہ دھرایا یاسر مسلسل زور زور سے گفتگو کرتا رہا۔ جب کہ عوام میں سے بعضوں نے کہا تو اپنا عقیدہ کیوں نہیں لکھ کر دیتا تم شیعہ ہو،، مرزائی ہو، عقیدہ لکھ کر کیوں نہیں دیتے۔ یاسر مسلسل کہتا رہا قرآن پاک کی غیر محتمل آیات لاؤ احادیث متواترہ لاؤ وغیرہ۔ کافی دیر تک آپس میں باتیں ہوتی رہیں۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اب مناظرہ شروع ہوگا میری بات سنیں میں نے کہا تھا کہ مناظرہ میں ۳ باتیں ہوتی ہیں (۱) موضوع مناظرہ (۲) شرائط مناظرہ (۳) افراد مناظرہ کہ مناظرہ کون کریں گے۔ موضوع مناظرہ کی انہوں نے تحریر پیش کی میں نے اس پر چار اعتراضات کیے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا الجھیں گے مگر جواب نہیں دیں گے۔ میں نے آخری بات یہ کہی تھی کہ اس تحریر کے لکھنے والے کا نام کیا ہے بات یہاں سے چلی تھی ناں: وہاں سے بات چلی پھر آدھہ گھنٹہ لگ گیا۔ حالانکہ اسکا آسان سا جواب یہ تھا کہ یاسر عباس بھائی آپ یہ فرمادیتے اس تحریر کو لکھنے والے کا نام حافظ جاوید ہے میرا سوال پورا ہوگیا تھا میں بات کو شارٹ کرتا ہوں۔ آپ پھر بات کو الجھادیتے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جو موضوع مناظرہ آپ نے پیش کیا ہے اسکے لکھنے والے کا نام حافظ جاوید ہے اور وہ قبر انور میں حضور ﷺ کی حیات کا جو عقیدہ ہمارا ہے اس عقیدے کو ماننے والا نہیں پھر میں نے موضوع مناظرہ پر چند اعتراضات کیے ہیں جسکا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے بار بار یہ بات کہی کہ اگر آپ کی طرف سے امیر عبداللہ صاحب مناظرہ کرے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مولانا عبدالقدوس کرے ہمیں کوئی اعتراض

نہیں یا کوئی اور مناظرہ کرے ہمیں کوئی اعتراض نہیں جو چاہیں آپ اپنا مناظر مقرر کر لیں لیکن ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ مسئلہ عوام نے سمجھنا ہے آپ نے یا میں نے نہیں اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں میرے عقیدے پر میرے پاس دلائل ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے پاس دلائل ہیں مسئلہ تو عوام کا ہے میرا نظریہ ہے کہ میرا عقیدہ ٹھیک ہے آپ کا نظریہ ہے کہ آپکا عقیدہ ٹھیک ہے۔ ہم نے بحث اس لیے کرنی ہے کہ عوام کو بات سمجھ آئے کہ درست عقیدہ کون سا ہے اگر ہم الجھنے والا یہ طریقہ اختیار کریں گے تو عوام کو کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ آخری بات سنیں تا کہ مناظرہ شروع ہو میں نے اپنا عقیدہ بیان کیا ہے اپنے عقیدے کے نیچے دستخط کر دیتا ہوں حضرت اپنا عقیدہ بیان کر کے اسکے نیچے دستخط کر دیں تا کہ بات شروع ہو (درمیان میں باتیں ۵/۵ منٹ طے کرنے پر گفتگو دوبارہ خطبہ)۔ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اسکے نیچے دستخط کر دیے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی جیسی موت اللہ تعالی کو منظور تھی وہ آئی یعنی نبی پاک ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے قرآن پاک میں اس موت کا وعدہ تو ہے لیکن آپ ﷺ کے وفات پا جانے کا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ میرے الفاظ سن لیں نبی پاک ﷺ کی وفات کا وعدہ قرآن کریم میں ہے لیکن قرآن کریم میں نبی پاک ﷺ کے فوت ہو جانے کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے وفات پا جانے کا ذکر خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ص ۵۱۷ پر موجود ہے لہذا ان آیات واحادیث کو پیش کرنا جن میں نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر دی گئی ہو خارج عن البحث اور وقت کو ضائع کرنا ہو گا۔ اسلئے کہ ہم مانتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پر وفات آ گئی۔ لہذا ایسی آیتیں پیش کرنا کہ حضور ﷺ فوت ہوئے یہ ہمارے خلاف نہیں۔ اگلی بات

ہم اہل سنت والجماعت نبی کریم ﷺ کو وفات کے بعد دنیا والے جسم مبارک کے ساتھ برزخ یعنی قبر مبارک میں زندہ مانتے ہیں۔ تو ہمارا عقیدہ یہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں نبی پاک ﷺ زندہ ہیں لہذا ایسی آیتیں پیش کرنا جن سے یہ ثابت ہو کہ حضور ﷺ پر موت آئے گی اور خطبہ صدیق اکبر میں حضور اکرم ﷺ کی خبر دی گئی کہ آپ پر موت آگئی اسکا تو ہم نے انکار نہیں کیا ناں اب مسئلہ یہ ہے کہ قبر انور میں اب زندہ ہیں یا زندہ نہیں میں نے عرض کیا کہ نبی اکرم ﷺ اہل سنت والجماعت کے نزدیک وفات کے بعد دنیا والے جسم مبارک کے ساتھ برزخ یعنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر مبارک میں نبی اکرم ﷺ کو دنیاوی جسم کے ساتھ زندہ نہ ماننے والے کو اہل سنت والجماعت سے خارج اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ نیچے میں نے اپنے دستخط کر دے ہیں میری تحریر یہ لے لیں اور اس تحریر کے آگے اپنا عقیدہ لکھ کر مولانا دستخط فرما دیں پھر مناظرہ شروع کر دیتے ہیں۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب: نحمدہ نصلی وسلم علی رسول الکریم بھائی اتنے تک تو میں بھی مولانا کی تائید کرتا ہوں کہ مناظرہ شروع ہو جانا چاہیے یہ بات تو صحیح ہے۔ مولانا نے اب اپنا ایک اور عقیدہ لکھ دیا اسکا مطلب یہ ہے کہ جو تحریر انہوں نے پہلے لکھی تھی یہ غلط ہے اگر یہ فرما دیں وہ تحریر غلط ہے وہ میرا عقیدہ نہیں ہے تو نئی تحریر لکھ دیتے ہیں ہم اسی تحریر پر جمع ہوئے ہیں یاسر نے ہمیں بلایا ہے آپ محمد خان کے حکم سے اسکی طرف سے آئے ہیں اگر آپ اس سے عاجز ہیں اس تحریر پر مناظرہ نہیں کر سکتے تو پھر ٹھیک ہے نئی تحریر پر مناظرہ کریں گے ہم اپنا عقیدہ لکھ دیں گے بات یہ ہے کہ جس چیز پر ہم جمع ہوئے ہیں اس چیز پر آپ مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں اس لئے

نئی تحریر دیتے ہیں اور آپ کو جو بات زیادہ چبھ رہی ہے جس کو آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ موضوع کا حصہ نہیں وہ یہ ہے کہ اس عقیدے پر آپ قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ اجماع صحابہ اور فقہاء سے ثابت کرنا ہے جو مولانا آپ کا کام نہیں ہے اس لیے جان چھڑانے کیلئے ایک اور تحریر آپ نے دے دی ہے کہ اس پر مناظرہ ہو جانا چاہیے۔ تاکہ اس تحریر سے جان چھوٹ جائے میں واضح الفاظ میں یہی کہوں گا کہ جب تک اس تحریر سے آپ دست بردار نہیں ہونگے کہ میرا اس تحریر کے مطابق کوئی عقیدہ نہیں ہے اس وقت تک ہم آپ کی کسی دوسری تحریر پر مناظرہ کرنے کے لئے قطعا تیار نہیں ہیں۔ یہ دونوں فریقین کے اس پر دستخط ہیں آپکی طرف سے محمد خاں کے دستخط ہیں ہماری طرف سے یاسر کے دستخط ہیں اس پر موضوع بھی لکھا ہوا ہے اور اسکے متعلقہ دلائل کہ وہ کس پر دینے ہیں وہ بھی لکھے ہوئے ہیں آپ اگر اس کی تردید کرتے ہیں تو بیشک آپ دلائل نہ دیں۔ آپ اگر اسکی تائید کرتے ہیں تو آپ کو دلائل دینے پڑیں گے۔ اسکے علاوہ ہم اسوقت بات کریں گے جب اس پر فیصلہ ہوگا اس سے پہلے قطعا کسی صورت میں نہیں کریں گے۔ آپ اس سے بھاگنا چاہتے ہیں کہ اس تحریر پر مناظرہ کسی صورت پر نہ ہو اب تک تین گھنٹے دو گھنٹے جتنا وقت گزر گیا آپ نے اس پر ضائع کیا ہے کہ اس میں فلاں بات ہے۔ فلاں بات ہے بھائی یہ دونوں نے لکھا دیا ہے آپ اپنے ساتھی کی تردید کردیں کہ وہ غلط لکھا گیا ہے میرا عقیدہ نہیں ہے۔ جان چھوٹ جائے گی آپ کی جب تک آپ اس تحریر کے مطابق مناظرہ شروع نہیں کریں گے قطعا ہم کسی دوسری تحریر پر مناظرہ کرنے کیلئے تیار نہیں۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: — نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم:

مولانا کا اعتراض سمجھیں مولانا نے کہا کہ تحریر پہلے سے موجود تھی تو دوسری تحریر کیوں دی ہے۔ جواب سنیں پہلے موضوع مناظرہ علماء نے طے نہیں کیا تھا بلکہ تحریر عوام کی تھی اور عوامی تحریر پر میں نے چار اعتراض کیے۔ میرے اعتراضات کے جوابات آپ نے اب تک نہیں دیے میں نے اسکا آسان حل یہ پیش کیا کہ مولانا اپنا عقیدہ میں بھی لکھ دیتا ہوں اسکے نیچے دستخط کر دیے۔ آپ بھی اپنا عقیدہ لکھ کر اس کے نیچے دستخط کردیں۔ مگر مولانا بات کو الجھا رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ پہلے جو عقیدہ لکھا ہوا ہے اس پر دستخط دونوں کے ہیں۔ یاسر عباس نے بھی نیچے دستخط کیے ہیں اور محمد خان نے بھی دستخط کیے ہیں۔ اب میں نے جو عبارت لکھی ہے اس پر دستخط مجھ اکیلے کے ہیں اسکا مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ میرا ہے اور اگر اس پر دستخط آپ بھی کردیں تو عقیدہ دونوں کا ہوگا ناں: پہلی عبارت پر دستخط دونوں نے کیے ہیں پھر آپ یہ کہ دیں کہ دونوں کا یہی عقیدہ ہے اگر وہ عقیدہ دونوں کا نہیں ہے تو اسکا مطلب ہے کہ آپ کو اس عقیدہ حیات النبی ﷺ سے اتفاق نہیں تھا۔ جب اس عقیدے سے اتفاق نہیں تھا تو پھر آپ نے اس پر دستخط کیوں کیے؟ مناظرہ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ میں اپنا عقیدہ لکھ کر دستخط کروں آپ اپنا عقیدہ لکھ کر دستخط کریں آپ اپنے عقیدے پر دلائل دیں اسکا رد میں کروں گا۔ میں اپنے عقیدے پر دلائل دوں آپ رد کریں گے۔ مگر یہاں موضوع مناظرہ میں دونوں فریقوں کے دستخط موجود ہیں جسکا واضح مطلب ہے کہ فریقین سے اصول کے مطابق تحریر لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ جسکی اصلاح کردینی چاہیے۔ میں انشاء اللہ عقیدے پر قرآن کریم کی آیت بھی

پیش کروں گا۔ احادیث بھی لاؤں گا مگر پہلے موضوع متعین ہو جانا چاہیے جو موضوع مناظرہ آپ نے پیش کیا تھا اس پر دستخط فریقین کے تھے اور ایک ہی دعوے پر فریقین دستخط کریں تو وہ دونوں کا شمار ہوتا ہے جب ایک بات پر دو آدمی دستخط کریں تو وہ دونوں کی متفقہ تحریر شمار ہوتی ہے۔ پھر جب آپ کی یہ متفقہ تحریر نہیں ہے آپکا عقیدہ الگ ہے ہمارا عقیدہ الگ ہے تو اس عقیدے پر دونوں نے دستخطوں کئے یہ جہالت ہے اور گڑبڑ کی ہے۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے عقیدہ لکھ کر اپنے دستخط کر دیئے ہیں اس پر امیر عبداللہ صاحب آپ کے دستخط موجود نہیں اگر آپ اس عقیدے کے نیچے دستخط کر دیں تو یہ عقیدہ آپ کا بھی شمار ہوگا ناں! اور اگر یہ کہیں کہ میں اس پر دستخط نہیں کرتا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکا عقیدہ نہیں ہے لہذا ان کو چاہیے کہ یہ اپنا عقیدہ لکھیں میری بات کو سمجھیں میں پھر دھرا رہا ہوں کہ پہلے جو تحریر لکھی گئی تھی اس تحریر پر ہر فریقین کے دستخط تھے اس پر دستخط یاسر عباس کے بھی تھے اور اسپر دستخط محمد خان کے بھی تھے تو دونوں نے متفقہ دستخط کیے تھے اس لئے معلوم ہوتا ہے عقیدہ وہی محمد خان کا ہے اور وہی یاسر عباس کا ہے۔ اگر یاسر کا عقیدہ یہ نہیں تھا تو اس کو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ محمد خان کا عقیدہ میں نہیں مانتا پھر نیچے دستخط کرتا تو ایک عقیدے پر دونوں کے دستخط کرنے اس بات کی دلیل ہیں کہ عقیدہ دونوں کا ہے اور اگر آپکا عقیدہ وہ نہیں تھا تو پھر آپ نے انکار کیوں نہ لکھا جو میں نے تحریر لکھی اپنے دستخط کئے آپ اپنا عقیدہ لکھیں اور اپنے دستخط کر دیں جب تک آپ اپنا عقیدہ لکھ کر مولانا دستخط نہیں کریں گے میں مناظرہ شروع نہیں ہونے دوں گا۔

مولانا امیر عبداللہ صاحب: مولانا میں نے آپ کو نہیں بلایا نہ آپ نے مجھے بلایا ہے

آپ کو محمد خان نے بلایا ہے اور ہمیں یاسر نے بلوایا ہے اس تحریر کے لئے بلایا ہے اس تحریر پر مناظرہ ہوگا یا نئی تحریر پر مناظرہ ہوگا یہ یاسر ہے یاسر بھی آپ بتائیں ناں۔

یاسر عباس: آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ دونوں فریقوں نے ایک تحریر پر سائن کیئے ہیں تو میں نے قاری صاحب کے سامنے اسی گاؤں میں آ کر وضاحت کی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمارا دعویٰ ہے غیر محتمل آیات، احادیث متواتر، اجماع صحابہ کا دعویٰ ہمارا ہے۔ تمہارا دعویٰ کیا ہے تو میں نے کہا کہ آپ کے پاس نہ غیر محتمل آیات نہ حدیث متواترہ نہ اجماع صحابہ آپ ان کے متعلق دلائل نہیں دے سکتے نہ قیامت تک دلائل دے سکیں گے اس بات پر ہمارا مناظرہ طے ہوگیا ہے۔ ہم دونوں فریقین آ چکے ہیں۔ قاری صاحب کہہ رہے تھے کہ انہوں نے ہمیں مجبور کیا ہوا ہے نہیں بھائی محمد خاں ہمارے گاؤں میں آئے تھے ہمیں چیلنج کرنے کے لئے پھر چیلنج کو ختم کرنے کے لئے قاری صاحب دوبارہ آئے کہ مناظرہ ختم کیا جائے ہم نے انکی یہ بات نہیں مانی ہم نے کہا اپنی شکست لکھ دیں اور لکھ دیں کہ ہم نے اپنا چیلنج واپس لیا تو انہوں نے اپنا چیلنج واپس نہیں لیا آپ کا چیلنج ہے غیر محتمل آیات آپ پیش کریں گے حدیث متواتر اجماع صحابہ پیش کریں گے یہ دعویٰ ہے تمہارا قیامت تک آپ پیش نہیں کر سکیں گے اس پر آپ بڑے سے بڑا مناظر لیکر آ جائیں۔ (یاسر مسلسل محمد خان کو سامنے لائیں وغیرہ کہتا رہا گھمن صاحب، امیر عبداللہ اور یاسر وغیرہ کے آپس سوال و جواب)

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: میں نے عرض کیا تھا ہم سمجھتے ہیں ہمارے پاس دلائل ہیں ہم سچے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سچے ہیں انکے پاس دلائل ہیں۔ ایک

ہماری رائے ہے ایک ان کی رائے ہے۔ مسئلہ تھا عوام کا عوام کہتے ہیں کہ ہمیں مسئلہ سمجھ نہیں آ رہا کیسے کریں میں کہہ رہا ہوں کہ جب عوام کو مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا تو عوام کو مسئلہ سمجھانا علماء کا کام ہے۔ اس کے لئے میں نے آپ حضرات سے گزارش کی تھی کہ ایک ہوتی ہے تقریر خطاب جلسہ ایک ہوتا ہے مناظرہ، مناظرہ کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔ اور تقریر کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔ تقریر اور بیان میں ایک آدمی بیان کرتا ہے باقی سارے سنتے ہیں اور مناظرے میں دو آدمی گفتگو کرتے ہیں اور باقی سنتے ہیں اور عام طور پر ثالث مقرر نہیں ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ثالث مقرر کرلیں تو بھی ٹھیک ہے نہ ثالث مقرر کریں تو عوام سن کر کوئی فیصلہ تو کر سکتے ہیں ناں میں نے مختصری گزارش کی تھی مولانا نے فرمایا تھا کہ ایک تحریر پہلے سے موجود تھی جس پر مناظرہ ہوگا میں نے مولانا سے گزارش کی جس پر میں نے چار اعتراض کیئے ہیں آپ حضرات بات سمجھیں اور لڑائی جھگڑا کر کے بات ختم نہ کریں بات صرف اتنی تھی کہ موضوع مناظرہ لکھا ہوا تھا میں نے اس تحریر پر چار اعتراض کیئے میرے کسی اعتراض کا جواب نہیں آیا۔ آپ کے سامنے ہے میں نے ایک اصولی بات اس تحریر پر کی تھی کہ اس تحریر میں باتیں ایسی ہیں جو موضوع مناظرہ کا حصہ نہیں میری بات کو سمجھیں نہ میں دھوکہ دیتا ہوں اور نہ دھوکہ قبول کرتا ہوں میں دو باتیں کہہ رہا ہوں ان کو سمجھیں امیر عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ کس نے اس عقیدے کو غلط کہا جو محمد خان اور یاسر نے لکھا ہے میں نے غلط کہا؟ میں کہتا ہوں جو اس نے تحریر لکھی ہے میرا وہ عقیدہ ہے میرا وہی عقیدہ ہے میں اس سے دوڑ تو نہیں رہا وہ عقیدہ ٹھیک لکھا ہے میں نے گزارش یہ کی تھی کہ جو تحریر ہمارے موضوع مناظرہ کا حصہ ہے وہ دلائل ہیں موضوع نہیں ہے یہ اصولی بات ہے دلائل کی

بات ہے مناظرہ کی بات ہے جب مناظرہ کریں گے مناظرے کے اصولوں سے کریں گے اور جب تقریر کریں گے تو تقریر کے اصولوں سے کریں گے ہم آج آپ حضرات کے سامنے مناظرہ کرنے کے لئے آئے ہیں تقریر اور بیان کرنے کے لئے نہیں آئے مناظرہ جو ہوگا تو مناظرے کے اصولوں سے ہوگا ناں۔ بھئی موضوع پر مناظرہ تب ہوگا جب موضوع بنتا ہو اگر موضوع بنے ہی ناں اس پر مناظرہ کیسے ہوگا میں نے اس کے لئے گزارش کی تھی کہ اس تحریر میں دو اعتراضات بنیادی ہیں۔ اعتراضات تو اور بھی ہیں میں نے بنیادی ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ اس تحریر کے آخر میں 2 سطریں ایسی ہیں جو موضوع کا حصہ نہیں ہیں تو انہوں نے لکھنے میں غلطی کی ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ اس تحریر میں جو عقیدہ لکھا ہوا تھا وہ عقیدہ غلط ہے اور میرا عقیدہ نہیں ہے میں نے ان سے برات کا اظہار تو نہیں کیا۔ دوسرا میں نے اعتراض یہ کیا تھا کہ اس تحریر پر جو لکھی گئی ہے اس تحریر پر یاسر عباس کے بھی دستخط ہیں اور محمد خان کے بھی دستخط ہیں دونوں کے دستخط ہیں ناں جب ایک تحریر پر دونوں کے دستخط ہوں آپ ایمان کے ساتھ بتاؤ وہ تحریر دونوں کی طرف سے شمار نہیں ہوتی؟ میری بات سمجھیں میں کہتا ہوں یہ ایسے لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کا آپ کے جسم کے ساتھ ایسا تعلق کہ امتی اگر قبر شریف پر کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھے تو اسی جسم کے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور کوئی دور سے درود وسلام پڑھے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ نیز مردہ کو عذاب دنیاوی قبر میں ہوتا ہے اور بدن اس کو محسوس کرتا ہے قرآن مجید کی غیر محتمل آیات احادیث متواترہ، اجماع صحابہ اور فقہاء سے ثابت

کرنا ہوگا دستخط ہیں یاسر عباس کے اور دستخط ہیں محمد خان کے اسکا مطلب ہے دونوں اسی کے مدعی ہیں چاہیے تھا کہ دستخط محمد خان کے کرادیتے اور یاسر عباس کہتا کہ میں اسکو نہیں مانتا تو بات صاف ہو جاتی اب جس طرح ثابت کرنا محمد خان کے ذمہ ہے ایسے ہی اس عقیدے کو ثابت کرنا یاسر کے ذمہ ہوا ایک کے ذمہ تو نہ ہوا اس لئے میں نے کہا تھا کہ اس تحریر کو عوام نے لکھا ہے ان سے تحریر صحیح نہیں لکھی گئی ایک عقیدہ میں اپنا صاف صاف لکھتا ہوں اس پر میں دستخط کرتا ہوں اور ایک عقیدے پر حضرت مولانا امیر عبداللہ دستخط فرمادیں عقیدہ لکھ دیں دستخط کر دیں تاکہ ہر قسم کا اعتراض ختم ہو جائے اب یہ اس میں جو عقیدہ لکھا ہوا ہے اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ عقیدہ ہمارا ہے یاسر عباس کا عقیدہ کون سے ہے وہ اس میں موجود ہے؟ اس کو بھی اپنا عقیدہ لکھنا چاہیے ناں بات تو صرف اتنی ہے میں نے کہا مولانا آپ نے اسمیں یک طرفہ عقیدہ لکھا ہے دو طرفہ عقیدہ نہیں لکھا یہ تحریر میں نے لکھی ہے کہ میرا عقیدہ ہے اس پر صرف میرے دستخط ہیں آپ کے دستخط موجود نہیں لہذا آپ اس کے نیچے لکھ دیں امیر عبداللہ لکھ دیں کہ میں یہ عقیدہ نہیں مانتا میرا عقیدہ یہ ہے مناظرہ شروع کر دیں گے صاف بات ہے ناں لیکن جب تک آپ میرے لکھے ہوئے عقیدے کی تردید نہ کریں اور اپنا عقیدہ بھی نہ لکھیں تو مناظرہ کیسے ہوگا یہ جو تحریر موجود ہے پہلے اس تحری میں فریقین کے دستخط تو ہیں لیکن کسی بھی فریق نے اس عقیدے کا انکار کیا ہے جب کہ یاسر عباس کا یہ عقیدہ نہیں ہے جب اسکا یہ عقیدہ نہیں تو اسے تحریر میں یہ لکھا چاہیے تھا کہ میں اس عقیدے کو نہیں مانتا مولانا میں آپ کو وقت دوں گا آپ جتنی چاہیں بات کریں میری بات سن لیں میں کہتا ہوں جب یہ تحریر لکھی ہے تو یاسر عباس کو لکھنا چاہیے تھا کہ میں اس

عقیدے کو نہیں مانتا میرا عقیدہ یہ ہے ٹھیک ہے میں اس پر مناظرہ کر لیتا لیکن اس تحریر پر اسکا عقیدہ موجود نہیں اس لئے میں نے ایسی تحریر لکھی کہ جس میں میرا عقیدہ وضاحت سے موجود ہے میرے اس پر دستخط بھی ہیں اور آج کی تاریخ بھی لکھی دی ہے کہ میں آج کی تاریخ میں اس عقیدے پر دستخط کر رہا ہوں اب مولانا کو چاہیے کہ اس تحریر کو لے لیں اور اسکے آگے لکھ دیں میں اس عقیدے کو نہیں مانتا اور میرا عقیدہ یہ ہے۔ اور جو میرے عقیدے کا انکار کرے اسکو میں یہ سمجھتا ہوں نیچے دستخط کر دیں اب دیکھو میرا عقیدہ میں نے لکھا ہے حضرت کی جیسی موت اللہ تعالیٰ کو منظور تھی وہ آئی یعنی نبی پاک ﷺ فوت ہوئے ہیں ہم مانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فوت ہوئے قرآن پاک میں اس موت کا وعدہ تو ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر موت آئے گی لیکن قران میں یہ موجود نہیں کہ نبی پر موت آگئی ہے آپ ﷺ کے وفات پا جانے کا ذکر خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بخاری جلد 1 صفحہ نمبر 517 پر موجود ہے۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ وفات پا گئے ہیں لہذا ان آیات و احادیث کو پیش کرنا جن میں نبی پاک ﷺ کی وفات کی خبر دی گئی خارج عن البحث اور وقت کو ضائع کرنا ہوگا اب میں بات صاف کر رہا ہوں مولانا جتنی بھی آئتیں پڑھیں جتنی بھی حدیثیں پیش کریں اور اس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی پر موت آگئی یہ میرے خلاف ہے؟ وہ تو میں مانتا ہوں کہ موت آئی مان لیا اگلا مسئلہ یہ ہے کہ موت آنے کے بعد اب قبر مبارک میں حضور ﷺ زندہ موجود ہیں یا زندہ موجود نہیں حضرت آپ پوری وضاحت کریں میں پورا وقت دونگا۔ اب اختلاف کس میں ہے نبی اکرم ﷺ کے فوت ہونے میں اختلاف ہے؟ وہ تو سب مانتے ہیں ناں اس لئے صحابہؓ نے دفن بھی کر دیا کہ فوت ہو

گئے ہیں اگلا مسئلہ یہ ہے کہ اسوقت نبی اکرم ﷺ قبر انور میں وفات پا جانے کے بعد اب قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔ میں نے لکھا زندہ ہیں ہم اہلسنت والجماعت نبی اکرم ﷺ کو وفات کے بعد دنیا والے جسم مبارک کے ساتھ برزخ یعنی قبر مبارک میں زندہ مانتے ہیں تو میں نے دو باتیں مانیں نمبر 1 حضور ﷺ اس دنیا سے فوت ہو گئے مان لیا ناں میں نے۔ اب ایسی حدیثیں اور آئتیں پڑھنا جس سے یہ ثابت ہو کہ ہمارے نبی ﷺ پر موت آئیگی یہ ہمارے خلاف نہیں اگلا میں نے عقیدہ یہ بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ وفات پا جانے کے بعد اب قبر مبارک میں زندہ ہیں اب ایسی آیت یا حدیث آپ پیش کریں جس میں یہ بات ہو کہ نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں یہ پیش کرینگے اور یہی ہمارا اختلاف ہے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کو کہ دیکھو جی قرآن میں آیا ہے ہر کسی نے فوت ہو جانا ہے صحابہؓ نے حضور ﷺ کو دفن کر دیا نبی ﷺ سے صحابہؓ مسئلے کیوں نہیں پوچھتے جب زندہ ہیں ہم نے تو مان لیا کہ حضور فوت ہوئے ہیں جب فوت ہو گئے ہیں تو دفن کرنا تھا مسئلہ یہ ہے کہ اب حضور ﷺ قبر انور میں زندہ ہیں یا نہیں ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ قبر انور میں زندہ ہیں اگر یہ کہتے ہیں کہ زندہ نہیں اب ان کو اپنا عقیدہ لکھنا چاہیے ناں اگلی بات میں نے اسکا حکم بیان کیا ہے کہ قبر میں نبی کریم ﷺ کو دنیاوی جسد مبارک کے ساتھ یہی جسم جو دنیا تھا اس جسم کے ساتھ زندہ ماننے والے کو اہلسنت والجماعت سے خارج اور گمراہ سمجھتے ہیں میں نے عقیدہ لکھ دیا ناں اب میں کہتا ہوں اصولی طور پر یہ چاہیے کہ مولانا امیر عبداللہ صاحب میری تحریر لے کر اس کے آگے یا اپنی تحریر کے آگے یہ لکھ دیں کہ نبی اکرم ﷺ اب قبر اطہر میں زندہ ہیں یا زندہ نہیں ٹھیک ہے اگر یہ لکھ دیں کہ حضور انور ﷺ قبر اطہر

میں زندہ ہیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو گیا اگر یہ لکھ دیں کہ آپ ﷺ قبر اطہر میں زندہ نہیں یہ انکا دعویٰ ہوا جو آدمی قبر اطہر میں زندہ مانے وہ کون ہے ان کو اس کا حکم بتانا چاہیے میں کہتا ہوں جب آپ سٹیج پر عوام کو یہ باتیں کہتے ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ قبر اطہر میں زندہ نہیں جو اللہ کے نبی کو قبر میں زندہ مانے وہ یوں ہے جب یہ کہتے ہیں تو ہمارے سامنے بھی کہہ دیں تا کہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ آپکا عقیدہ کیا ہے اور جو آپکے عقیدہ کو نہ مانے تو جو حکم آپ سٹیج پر لگاتے ہیں وہ یہاں بھی لگا دیں پھر انشاء اللہ اپنے موضوع پر ہم دلائل شروع کر دینگے میرے دلائل آپ رد کرتے جائیں آپکے دلائل آپ میں رد کرتا جاؤنگا جب ایک عقیدہ صاف ہو جائیگا پھر آپکے عقیدہ پر بات شروع کر دینگے۔ یہ بات صاف ہے ناں اس لئے مولانا میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ اپنا عقیدہ لکھ دیں جو آپ کے عقیدے کو نہیں مانتا اس پر حکم بھی لکھ دیں اس کے بعد مناظرہ شروع کر دیں اور جبتک اپنا عقیدہ مولانا نہیں لکھیں گے اس وقت تک بات شروع کیسے ہو گی؟ دیکھیں مولانا ایک منٹ مجھے بیٹھنے دیں میں آپکو پورا وقت دونگا آپ جتنی چاہیں بات کریں میں نے کہا بات تسلی سے کرنا آپ حضرات نہ بولیں وقت کافی ہو گیا ہے بات بالکل واضح ہے جب میں اپنا عقیدہ لکھتے ہوئے جھجک محسوس نہیں کرتا اور جو میرا عقیدہ نہیں مانتا اس پر حکم لگاتے ہوئے میں جھجک محسوس نہیں کرتا تو مولانا کو بھی اپنا عقیدہ لکھنا چاہیے ناں؟ اپنا عقیدہ لکھ دیں اور جو اس عقیدے کو نہیں مانتا اس کا حکم بھی لکھ دیں اب اگر عقیدہ بھی نہ لکھیں اور حکم بھی نہ لکھیں اور کہیں کہ مناظرہ اسی پر ہوگا بھائی اسپر نہ تو آپ نے انکار کیا کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ نے انکار کیا ہے؟ انکار تھوڑا لکھا ہے کہتے ہیں ہم اسپر انکار لکھ دیتے ہیں میں نے کہا جب اس پر

لکھتے ہیں تو میری تحریر پہ لکھ دیں انکار لکھ دیں اور اپنا عقیدہ لکھ دیں پھر بات شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت آپ شروع فرمائیں

مولانا امیر عبداللہ صاحب: نحمدہ ونصلی وسلم علی رسول الکریم: محترم حضرات کافی دیر ہوئی ہے ہماری آپس میں بات چیت چل رہی ہے بات کسی طرف پہنچتی نظر نہیں آ رہی اس لئے کہ جہاں سے بات شروع کی تھی مولانا اس سے جان کترا رہے ہیں اس لیے بات کبھی پوری نہیں ہوگی کہ جب ایک بات طے ہوگئی فریقین کے اس پر دستخط ہو گئے اس پر مولانا فرماتے ہیں کہ یہ موضوع مناظرہ نہیں ہے اس پر مجھے اعتراض ہے اگر آپکو اعتراض ہے تو آپ محمد خان پر کریں جو آپ کے مسلک کا آدمی ہے ہم پر اعتراض کرنے کی آپ کو کیا ضرورت ہے آپکے مسلک کا آدمی اس نے اتنی بڑی غلط بات لکھ دی ہے تو آپ اس پر کس لئے آئے ہیں مناظرے کے لئے اس تحریر پر آئے ہیں نئی تحریر پر مناظرہ کے لئے آپ تشریف نہیں لائے آپ بھی اور آپ کے دوسرے علماء کرام اسی سابقہ تحریر پر آئے ہیں تو اس سے جان کترانا مناظرے سے بھاگنے کی بہترین شکل ہے اور یہ کہنا کہ یہ غلط ہے غلط بھی نہیں ہے اصل مولانا کی مجبوری ہے جو اعتراض کر رہے ہیں آخری لائنوں تک تو دعوے کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ صحیح ہے آخری لائنوں میں یہ ہے کہ آیات غیر محتمل احادیث متواترہ اجماع صحابہ اور فقہاء سے یہ بات ثابت کرنی ہے تو یہ بیچارے مجبور ہیں کہ اوپر والے عقیدے کے لئے نیچے والے یہ دلائل نہیں دے سکتے اس لئے کہ کوئی آیت ایسی نہیں جس پر کئی معنی محتمل نہ ہو سکتے ہوں نہ اس پر کوئی احادیث ہیں اور نہ اس پر اجماع صحابہ اور نہ فقہاء کے اقوال ہیں جس سے اوپر والی بات ثابت کر سکتے ہیں تو مولانا کی مجبوری ہے اس لئے وہ نئی تحریر

دینے پر بار بار کہتے ہیں۔ ۳ گھنٹے جو بھی ہو گئے یہی کہہ رہے ہیں کہ میرا عقیدہ یہ ہے میرا عقیدہ یہ ہے ٹھیک ہے آپکا جو بھی عقیدہ ہو پہلے آپ کے ساتھی کا کوئی اور عقیدہ تھا اب آپ کا کوئی اور عقیدہ بن گیا ہے ہم تو آپ کے عقیدے پر بات کرنے کے لئے نہیں آئے محمد خان کے عقیدے پر بات کرنے کے لئے آئے ہیں اسکی تائید کے لئے آپ آئے ہیں تو ماشاء اللہ دلیل دیں اگر دلیل سے عاجز ہیں تو پھر انکار کر کے چلے جائیں اپنے وقت کو فارغ کریں کیوں تنگ کرتے ہیں دوسری یہ بات کہ اس پر دونوں کے دستخط ہیں یہ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون سا مدعی ہے اور کون مخالف ہے مولانا اگر کھیلنے والوں میں اختلاف نہ ہو تو اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی ہم ابھی پوچھ لیتے ہیں دونوں بیٹھے ہیں کہ کس کو اس کے ساتھ حمایت حاصل ہے اور کون اسکی تردید کرتا ہے اگر دونوں اتفاق کرتے ہیں ایک بات پر تو پھر ہم مناظرے کے لئے کیوں آئے ہیں پھر مناظرہ ختم اگر ایک اس کی تائید کرتا ہے اور دوسرا آدمی اسکی تردید کرتا ہے۔ تو جو حضرات علمائے کرام تردید والے ہیں وہ دلائل دیں گے ہم جواب دیں گے باقی رہی یہ بات کہ موضوع مناظرے میں دعویٰ میں دلیل کا کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ اتنی جہالت کی بات ہے کہ اہل علم کی زبان سے یہ کہنا بڑی مشکل ہے بہت ہی مجھے حیرانی آتی ہے کہ وہ آخر ایسا کونسا دعویٰ ہے جس میں دلائل نہ ہو کون سا دنیا میں ایسا دعویٰ ہے جس کی دنیا میں دلیل نہ ہو دعویٰ بلا دلیل تو دعویٰ ہی نہیں ہوتا وہ تو باطل ہوتا ہے انہوں نے اپنا اوپر دعویٰ جو لکھا ہے اس کے متعلقہ دلائل لکھے ہیں کہ کیا دلائل دیے جائیں گے اس کے لئے دلائل قرآن ہے اسکے لئے دلائل حدیث ہے اس کے لئے دلائل اجماع صحابہ ہے جب آپ کے پاس قرآن و حدیث کے دلائل وافر ہیں تو

کیوں جان کتراتے ہو اسوقت تک ہم قطعاً کسی دوسری تحریر پر مناظرہ کرنے کیلئے تیار نہیں جب تک آپ اسی تحریر پر مناظرہ نہ کریں یا لکھ دیں کہ یہ غلط تحریر ہے اس تحریر کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ہم نئے سرے سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں اور زیادہ بات یہی ہے کہ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ اسکا حامی کون ہے اور مخالف کون ہے تو آپ اگر حامی ہیں تو حمایت میں دلائل دیں اگر مخالف ہیں تو مخالفت پر دلائل دے دیں وہ یاسر تبلیغ دیتا ہے (وضاحت کرتا ہے) کہ میں اسکو نہیں مانتا اتنی بات ہے یہ مجبوری ہے ناں آپ کی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون ہے جو اس میں مدعی ہے اور کون مدعا علیہ کس نے دعویٰ دینا ہے کس نے دلائل دینے ہیں اور کس نے دعویٰ کا ثبوت کرنا ہے کس نے نہیں کرنا تو وہ دونوں حضرات موجود بیٹھے ہیں اس لئے مولانا میں درخواست کرتا ہوں کسی کا وقت ضائع نہ کریں ہمیں جو آپ نے تحریر دی ہے ہمارا عقیدہ وہ نہیں ہے ہم کھل کر کہہ رہے ہیں پھر اب لکھنے کی کیا ضرورت ہے کہتے ہیں تو نیچے لکھ دیتا ہوں کہ وہ عقیدہ ہمارا نہیں ہے آپ دلائل شروع کریں دلائل ہم بھی دیں گے آپ بھی دیں گے جو آپ کی مرضی ہے اسکے علاوہ ہم قطعاً کسی دوسری تحریر پر قطعاً اسوقت تک مناظرہ نہیں کریں گے۔

مولانا محمد الیاس گھمن نحمدہ ونصلی نسلم علی رسولہ الکریم: مولانا نے مختصر تقریر میں چار باتیں کی ہیں میں ٹو دی پوائنٹ بات کرتا ہوں لکھ لکھ کر جواب دیتا ہوں میں کہتا ہوں میری باتیں لکھتے جائیں جواب دیتے جائیں پہلی بات مولانا نے یہ فرمائی کہ یہ بات محمد خان نے لکھی ہے اگر غلط ہے تو محمد خان سے کہو میں کہتا ہوں یہ بات

محمد خان نے نہیں لکھی حافظ جاوید نے لکھی ہے جو کہ مماتی ہے (امیر عبداللہ صاحب نے کہا اس دستخط نہیں کیے) مولانا محمد الیاس گھمن آپکی باری آئے گی آپ جواب دیں کوئی بات نہیں باری آئے تو جواب دے دیں۔ میں یہ بات کہہ رہا ہوں توجہ ادھر آپ رکھیں بھئی میری بات سنیں مولانا نے یہ بات فرمائی کہ یہ بات محمد خان نے لکھی ہے میں کہتا ہوں محمد خان نے نہیں لکھی حافظ جاوید نے لکھی ہے جو کہ مماتی ہے تو یہ بات مولانا کی غلط ہے کہ محمد خان نے لکھی ہے دوسری بات مولانا فرماتے ہیں کہ اس تحریر میں عقیدہ لکھا ہوا ہے یہ محمد خان کا ہے یاسر عباس کا نہیں میں کہتا ہوں جب دستخط محمد خان نے کیے تو محمد خان کا ہوا تو یاسر عباس نے دستخط کیے کس کا ہوا جب دستخط دونوں نے کیے تو عقیدہ دونوں کا ہوا اگر یاسر کا یہ عقیدہ نہیں تھا تو یہ دستخط نہ کرتا ناں تحریر لکھی حافظ جاوید نے محمد خان نے نہیں لکھی دستخط کیے دونوں نے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہمارا عقیدہ نہیں دستخط یاسر عباس نے بھی کیے اور محمد خان نے بھی کیے تو اسکا مطلب ہے کہ تحریر لکھنے والا حافظ جاوید تھا عقیدہ جس طرح محمد خان کا ہے اسی طرح یاسر عباس کا ہوا ٹھیک ہے تیسری بات سنیں مولانا یہ فرمارہے ہیں کہ اچھا بھائی دستخط دونوں نے کیے تو دونوں سے پوچھ لیں اگر محمد خان کہتا ہے میرا عقیدہ ہے تو اس کا ہوا یاسر کہتا ہے تو اس کا ہوا جو انکار کرتا ہے تو اس کا نہ ہوا میں کہتا ہوں کہ جب یاسر عباس انکار زبانی کرتا ہے تو تحریر لکھ کر کیوں نہیں دیتا (بولنے والے کو فرمایا یہ مولانا جواب دیں گے آپ مولانا کو بتائیں میں کہتا ہوں آپ مولانا کو بتائیں) مجھے نہ بتائیں میں کہہ رہا ہوں کہ یاسر عباس اب کہتا ہے ناں کہ میں انکار کرتا ہوں سنو سنو جب یاسر عباس بھائی آپ اسکا انکار کرتے تھے تو آپ نے لکھا کیوں نہیں تھا میری بات سنو

میں نے آخر میں نتیجہ نکالنا ہے اتنی جلدی کیوں گھبراتے ہو آپ باتیں کرتے ہو ہم کیسے تسلی سے سنتے ہیں ہمت رکھو یا تھوڑا سا دل بڑا رکھو۔ اچھا میں نے آپ سے یہ بات کی (ادھر بھائی باہر کو چھوڑو ہم اندر بیٹھے ہیں اندر والا کام کریں باہر والے جو مرضی کریں توجہ کرو) میں کہتا ہوں جب یاسر عباس اب اس کا انکار زبانی کرتا ہے تو تحریری انکار کرنا چاہیے تھا ناں ایک یاسر عباس کو چاہیے انکار بھی تحریراً کرتا اور اپنا عقیدہ بھی تحریراً لکھ کر دیتا جب ہمارے عقیدے کا انکار کرتا ہے تو کوئی ایک عقیدہ تو انکا بھی ہوگا چوتھی بات حضرت نے پھر یہ فرمائی کہ دلیل دعویٰ کا حصہ ہوتی ہے میں کہتا ہوں دلیل دعویٰ کا حصہ نہیں ہوتی دیکھیں آپ کہتے ہیں کہ یہاں سے لاہور کتنے کلومیٹر ہے ایک آدمی کہتا ہے 100 کلومیٹر ہے دوسرا کہتا ہے 150 کلومیٹر ہے یہ اختلاف ہو گیا ناں اب ایک نے دعویٰ کیا 100 کا ایک نے دعویٰ کیا 150 کا اب پوچھیں گے کہ جب آپ نے کہا 100 ہے تو آپ کے پاس دلیل کیا ہے جو کہتا ہے کہ 150 ہے تیرے پاس دلیل کیا ہے یہ بات ہی غلط ہے کہ دلیل دعویٰ کا حصہ ہوتی ہے۔ دعویٰ ایک ہوتا ہے اور دلیل دوسری چیز ہوتی ہے دلیل کبھی دعویٰ کا حصہ نہیں ہوتی اس لئے میں عرض کرتا ہوں آپ نے اس میں دعویٰ رکھا ہے ساتھ جو دلیل کا ذکر کیا ہے موضوع دعویٰ بنتا ہے موضوع دلیل کبھی بھی؟ نہیں بنتی یہ میری بات آپ ذہن میں رکھ لیں کہ موضوع دعویٰ بنتا ہے موضوع کبھی بھی دلیل نہیں بنتی میں ضمناً ایک بات عرض کرتا ہوں کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں دو پرندوں کا مناظرہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھیجا ایک پرندے کو کہ فلاں کو بلا کر لاؤ وہ بلانے کے لئے گیا واپس آیا کہ وہاں تو دو پرندوں کا مناظرہ ہو رہا ہے۔

فرمایا بھائی اسے بلاؤ میری بات سنے اس نے واپس جواب آکر سنایا کہ وہ کہتا ہے میں ثالث بن کر بیٹھا ہوں میں پہلے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ انصاف سے کروں گا اور پھر اس کے بعد اللہ کے نبی علیہ السلام کی بات سنوں گا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بھائی مناظرہ کس بات پر ہو رہا ہے اس نے کہا مناظرہ اس بات پر ہو رہا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ انسان کا کسی بھی ذی روح کا منہ افضل ہوتا ہے اور ایک کہتا ہے کہ پیٹھ افضل ہوتی ہے۔ یہ کیا تھا؟ موضوع تھا ناں یہ موضوع ہے اب حضرت سلیمان نے پوچھا بھائی دلیلیں کیا تھیں اگر دلیل موضوع کا حصہ تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دلیل پوچھنے کی ضرورت تھی؟ ان میں سے نے کہا کہ دلیلیں دے رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا منہ افضل ہے دلیل کیا ہے؟ کہتا اس لئے کہ منہ اوپر اور پیٹھ نیچے ہے اور جو چیز اوپر ہو وہ افضل ہوتی ہے اس لئے منہ افضل ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بھئی دوسرے نے بھی کوئی دلیل دی تھی اس نے عرض کیا جی دلیل تو دی تھی وہ کہہ رہا تھا جو نیچے ہے متواضع ہے جو اوپر ہے متکبر ہے اور متواضع متکبر سے اعلی ہوتا، سلیمان علیہ السلام ہنسے کہ مناظر تو بڑا تاپ کا ہے کچھ نہ کچھ تو یہ بھی کہتا ہے ناں سلیمان علیہ السلام نے پوچھا پھر اس نے کیا جواب دیا اس نے کہا کہ پہلا کھڑا ہوا اس نے کہا یار تجھے موٹی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی دیکھو منہ سے اللہ کا نام نکلتا ہے نبیوں کا نام نکلتا ہے ولیوں کا نام نکلتا ہے اچھی باتیں نکلتی ہیں اور پیٹھ سے انسان کی نجاست نکلتی ہے تو جس حصے سے اللہ کا نام لیا جائے وہ اس حصے سے بہتر ہے جس سے نجاست نکلتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کوئی اسکا جواب بھی تھا کہا جی بالکل تھا۔ وہ کون سا؟ انہوں نے کہا وہ اٹھ کر کہنے لگا دیکھو جو نجاست پیٹھ

سے باہر نکلتی ہے ایک لوٹا پانی کا بہادیں تو صاف ہوتی ہے اور جو منہ سے کفر وشرک کی نجاست نکلتی ہے سمندر کا پانی بہادیں تب بھی صاف نہیں ہوتی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یار بات تو بڑی مزے دار ہے اتنی دیر میں ثالث بھی آ گیا ثالث سے پوچھا بھئی تو سنا ہے ثالث تھا اس نے کہا جی حضرت۔ انہوں نے کہا تو نے فیصلہ کیا کیا اس نے کہا کہ جی فیصلہ تو میں نے دیا اب حضرت سلیمانؑ بڑے خوش ہوئے کہ اس کا فیصلہ سنیں کیا کہتا ہے اس نے کہا حضرت میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں ایک بے ادب ہیں اور دوسرے باادب ہیں۔ بے ادب کی پیٹھ افضل ہے اور باادب کا منہ افضل ہے کیوں؟ باادب کی نجاست نکلی ہے مگر منہ سے نہیں اور بے ادب کی نجاست نکلی ہے مگر منہ سے تو پیٹھ سے صاف ہو جاتی ہے اور یہ کبھی بھی صاف (نہیں ہوسکتی) میں مثال دیگر یہ بات کہہ رہا ہوں اب دیکھیں موضوع اور تھا اور دلیلیں اور تھیں ناں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ ہوا نمرود کہتا تھا کہ میں مارتا ہوں اور میں زندہ کرتا ہوں ابراہیم علیہ السلام کیا کہتے تھے اللہ مارتا ہے اللہ؟ (زندہ کرتا ہے) تو ایک دعوئ نمرود کا اور ایک دعوئ ابراہیم علیہ السلام کا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نمرود نے پوچھا دلیل دے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا ربی الذی یحیی ویمیت۔ میرا رب مارتا اور زندہ کرتا ہے اس نے کہا یہ تو میں بھی کرتا ہوں اب دیکھیں دعوئ اور تھا دلیل اور تھی غیر مقلد سے آپ کا مناظرہ ہوگا غیر مقلد کہتا ہے تقلید کرنا شرک ہے ہم کہتے ہیں تقلید کرنا واجب ہے وہ ہمیں مشرک کہتا ہے اور ہم کہتے ہیں تقلید کرنا؟ (واجب ہے) یہ کیا ہے (دعوئ اب غیر مقلد کہے گا میں دلیل دیتا ہوں ہم کہتے ہیں ہم دلیل دیں گے تو دلیلیں اور ہیں اور دعوئ اور ہے یہ بات ہی غلط

ہے کہ دلیل دعویٰ کا حصہ ہوتی ہے حضرت آپ صاحب علم ہیں میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ علماء والی علمی باتیں کریں کم ازکم اسلئے کہ آپ کے مخاطب اس وقت علماء ہیں عوام تو نہیں ہیں آپ باتیں مجھ سے کریں گے میں بات آپ سے کروں گا۔ عوام ہماری بات سن کر خود فیصلہ کرے گی کہ بات غلط کون کہتا ہے اور ٹھیک کون کہتا ہے میں نے اس لئے دیکھیں چار اعتراض اور دھر دیئے ہیں اب میرے چار اعتراض کو صاف کرنا مولانا کے ذمے ہے تو اسلئے حضرت میں نے گزارش کی تھی کہ اسمیں تحریر پر دستخط دونوں نے کئے ہیں کسی ایک نے بھی اس تحریر کا انکار نہیں کیا تھا اس لئے میں تحریر لکھتا ہوں آپ اس تحریر کا انکار کردیں میں آپ کو منکر سمجھوں گا اور یقین کریں مجھے اس بات پر بڑا ہی تعجب ہے کہ دیکھیں جب میں اپنا عقیدہ کھل کر بیان کرتا ہوں عقیدہ کوئی چھپانے والی چیز ہوتی ہے یہ کوئی چوری کا مال تو نہیں کہ آدمی چھپالے کوئی ڈکیتی کا مال تو نہیں جو آدمی چھپالے۔ اپنا مال حلال آتا ہے آدمی وہ تو نہیں چھپاتا میں اس لئے گزارش کرتا ہوں چھپانے کی بات نہیں میں نے عقیدہ لکھ کر دیا آپ عقیدہ لکھ کردیں میرے عقیدے کو جو نہ مانے میں نے حکم لکھ کردیا جو آپ کا عقیدہ نہیں مانتا آپ اسکا حکم لکھ دیں عقیدہ آپ کیوں نہیں لکھتے لکھیں عقیدہ جب تک آپ اپنا عقیدہ نہیں لکھیں گے اسوقت تک مناظرہ شروع نہیں ہوگا اور آپ عقیدہ لکھیں گے تو مناظرہ چٹکیوں میں چلے گا انشاءاللہ پھر گھنٹوں کی بات نہیں ہے پھر آپ آئتیں سنیں پھر تفسیریں سنیں پھر حدیثیں سنیں اجماع صحابہ سنیں پھر اکابرین کی عبارتیں سنیں لیکن موضوع تو طے ہو ہم نے بات کرنی کس پر ہے اس لئے میں نے عقیدہ لکھا آپ اپنا عقیدہ لکھیں اس عقیدے کے منکر کا حکم لکھیں پھر میرے دلائل سنیں

مولانا امیر عبداللہ صاحب: نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم مولانا بار بار وہی باتیں دہرا رہے ہیں دلیل جو دعویٰ ہوتا ہے دلیل اسکا متعلقہ چیز ہوتی ہے۔ اس سے باہر نہیں ہوتی اسکے اندر ہوتی ہے آپ نے جتنے دعوے پڑھے ہیں ساتھ دلائل بھی پڑھے ہیں دلیل اس کے متعلقہ ہوتی ہے اوپر تک دو لائنوں تک دعویٰ ہے۔ نیچے اس کے متعلقہ عبارت ہے کوئی اتنی بات نہیں ہے اصل آپ کو جو بات چبھ رہی ہے۔ اور آپ نہیں یہ علمائے کرام بھی وہ دلائل نہیں دے سکتے آپ کی جرات نہیں نہ وہ دے سکتے ہیں نہ کبھی دیں گے کیوں؟ ہیں نہیں۔ جب ہیں نہیں تو کیا دیں گے۔ ان دونوں نے لکھا ہے پتہ نہیں چلتا ابھی یاسر، یاسر بولو جواب دو (مجمع سے باتیں) وہ اسکی تردید لکھ دیتا ہے تو مناظرہ صرف اور صرف اس تحریر پر ہوگا ہم کبھی اس تحریر سے دستبردار آپ کو نہیں ہونے دیں گے آپ جو نیا عقیدہ لکھتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے پرانا عقیدہ آپکا وہ غلط ہے وہ ختم ہوگیا۔ آپ کے ساتھی کا وہ عقیدہ ختم اس پر کیوں نہیں آخر وہ آتے کون سی آپ کو مجبوری ہے کون سے ایسی بات ہے کہ اس پر نہیں آتے وہ اس کی تردید لکھ دیتا ہے میں کہتے ہو تو میں لکھ دیتا ہوں مجھے اگر آپ چاہتے ہیں تو میں لکھ دیتا ہوں۔ دلائل شروع کریں مناظرہ شروع کریں۔ کوئی ایسی لمبی چوڑی بات نہیں ہے باقی رہی کہ آپ کو جو کہہ رہے ہیں کہ جو دلیل ہوتی ہے وہاں کوئی غلط بات نہیں لکھی ہوئی۔ دعوی لکھا ہوا ہے ساتھ اسکے دلائل کا تعین لکھا ہوا ہے۔ کوئی خلاف واقعہ بات نہیں کوئی خلاف شرع تحریر نہیں ہے صحیح تحریر ہے اس کو دونوں حضرات نے اپنا عقیدہ جو سمجھتے ہیں ایک اسکی تائید کرتا ہے دوسرا اسکی تردید کرتا ہے آپ اسکی تائید کیلئے آئے بیٹھے ہیں ہم کو پتہ ہے ہم اسکی تردید کیلئے آئے بیٹھے ہیں آپ وقت ضائع نہ کریں اور

مناظرہ اسی تحریر پر شروع کریں۔

مولانا محمد الیاس گھمن۔ دیکھیں عجیب بات یہ ہے پرندے بھی سمجھتے ہیں کہ دعوی الگ ہوتا ہے دلیل الگ ہوتی ہے حضرت کو سمجھ نہیں آرہی بھئی میں ایک موٹی سی بات کہہ رہا ہوں میری بات سمجھیں یہ کتنی موٹی سی بات ہے میں نے مثالوں پر مثالیں دی ہیں مگر آپکو پھر بھی سمجھ نہیں آرہی میں نے عرض کیا تھا کہ آپ لوگوں کو اپنا عقیدہ بتاتے ہو کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں ان کو جسد مثالی ملتا جو اس جسم کے جیسا ہوتا ہے اور اس میں حیات ملتی ہے اس جسم کو حیات نہیں ملتی یہ بات زبان سے کہہ دیں تحریر سے لکھ دیں میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جو عقیدہ میں نے بیان کیا میں اپنا عقیدہ لکھتا ہوں جب آپ عقیدہ اسٹیج پر بیان کرتے ہیں عوام کے سامنے بیان کرتے ہیں میں اپنے ساتھیوں سے نہیں ان سے گزارش کرتا ہوں جو مولانا کے حامی ہیں۔ وہی مولانا کو کہہ دیں حضرت عقیدہ لکھ دو یہ چھپانے والی بات تھوڑی ہے بھائی میں جب بار بار عقیدہ مانگ رہا ہوں اگر حضرت عقیدہ نہیں بیان کریں گے تو سب کو غلط فہمی ہوگی کہ پتہ نہیں انکا عقیدہ کون سا تھا اب جن حضرات نے بلایا ہے مولانا کو بھی مجھے بھی کچھ ہمیں بلانے والے ہیں کچھ ان حضرات کو بلانے والے ہیں اگر ہمارے ساتھیوں سے کل کسی نے پوچھا تمہارا عقیدہ کیا تھا آپ بتاؤ گے یا نہیں اور اگر انکے ساتھیوں سے پوچھا کہ آپکا عقیدہ مولانا نے کیا بیان کیا تو کیا جواب دیں گے سارے ساتھی یہی کہیں گے کہ ۴ گھنٹے ۵ گھنٹے بات چلتی رہی لیکن مولانا اپنا عقیدہ نہیں لکھ سکے۔ بابا میں سمجھتا ہوں دلائل دیں گے لیکن مولانا فرما رہے ہیں تم دلیل نہیں دے رہے مناظرہ میں دعوی کا نمبر پہلے ہوتا ہے دلیل کا نمبر بعد میں ہوتا ہے مجھ سے دلیل کا مطالبہ خود

دعوی نہیں لکھ رہے عجیب بات ہے مجھ سے دلیل کا مطالبہ خود عقیدہ نہیں لکھ رہے کیا بات ہے بھائی ہمیں اشکال ہے کہ تم دلیل کیوں نہیں دیتے۔ میں کہتا ہوں میں نے تحریر لکھی ہے میں اس عقیدہ پر قرآن کی آیت بھی پیش کروں گا مسلمہ مفسرین کی تفسیریں بھی لاؤنگا احادیث بھی لاؤں گا اجماع صحابہ بھی لاؤنگا عبارات اکابر بھی لاؤں گا لیکن پہلے آپ عقیدہ اپنا تو بتاؤ۔ اس لئے حضرت جب تک آپ عقیدہ اپنا نہیں بیان فرمائیں گے عقیدہ نہیں لکھیں گے عقیدہ کا حکم نہیں لکھیں گے مناظرہ نہیں ہوگا

مولانا امیر عبداللہ صاحب: یہ نئی تحریر دینے کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ پرانی تحریر پر آپکا عقیدہ نہیں ہے۔ اس پر آپ مناظرہ نہیں کر سکتے آپ اس سے عاجز ہیں باقی رہی یہ بات کہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ دعوی اور ہوتا ہے اور دلیل اور ہوتی ہے میں نے کبھی نہیں کہا دعوی اور دلیل ایک ہوتا ہے (عوام میں شور کہ حضرت اب تک تو آپ یہ کہتے رہے دعوی اور دلیل الگ نہیں اور اب کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں کہا کہ دعوی اور دلیل ایک ہوتا ہے اس پر حضرت نے فرمایا نہیں نہیں بھائی سنیں بھائی کیوں شور کرتے ہو میری بات سنیں دلیل دعوی کے متعلقہ ہوتی ہے اس کیخلاف نہیں ہوتی۔ دلیل کے بغیر کوئی دعوی نہیں ہوتا جو بغیر دلیل کے دعوی مانتا ہے وہ اپنی عقل کا علاج کرے دعوی جو ہوتا ہے دعوی کے ساتھ دلیل بھی ہوتی ہے اس طرح جسطرح آپ نے جتنے دعوی ذکر کیے ہیں لوگوں کو دلائل سمجھائے ہیں وہ دلائل باہر نہیں ہوتے دو لڑکوں نے اگر لکھ دیا ہے اور نیچے دلائل لکھ دیا ہے تو کون سا قہر ہوگیا کونسی بات ہوگئی ہے کہتا ہے کہ میں اپنا عقیدہ واضح کرتا ہوں وہ عقیدہ آپکا نہیں ہے۔

اگر وہ عقیدہ آپکا نہیں ہے واضح کردیں کہ اس پر میں عاجز ہوں اس تحریر پر مناظرہ نہیں کرسکتا میں ابھی عقیدہ لکھ دیتا ہوں اور مناظرہ کریں قطعاً کبھی بھی آپ اس تحریر کی مخالفت نہیں کرسکیں گے جب تحریر لکھی ہوئی موجود ہے اس پر بات کیوں نہیں کرتے اس پر بحث کرو۔

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب: میں اس بات پر آج بھی قائم ہوں کہ دعوی اور ہوتا ہے اور دلیل اور ہوتی ہے مناظرہ میں اگر دلیل نہ ہوتو اسکو مناظرہ کوئی نہیں کہتا مناظرہ ہوتا ہی وہ ہے کہ دعوی بھی کرو اور اسکو ثابت کرنے کیلئے پھر دلیل بھی لاؤ لیکن دعوی الگ ہوتا ہے اور دلیل الگ ہوتی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ باتیں کر رہے ہو میں کہتا ہوں یہ ایسے ہی ہے جیسے بکری۔ آپ نے بکری دیکھی ہے ایک ہوتی بکری اور ایک ہوتی ہے دنبی۔ دونوں میں فرق ہوتا ہے (امیر عبداللہ صاحب نے مثال سننے سے انکار کردیا کہ مثال چھوڑو پرانی تحریر پر مناظرہ کرتے ہوتو کرو وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک طرف گھمن صاحب اور دوسری مولانا امیر عبداللہ صاحب دونوں کے درمیان کافی مختصر سوال و جواب ہوتے رہے کہ پرانی تحریر پر مناظرہ کرو۔ گھمن صاحب نے فرمایا پرانی تحریر تو نے خود ختم کی ہے۔ انہوں نے فرمایا پہلے موضوع مناظرہ میں تحریر طے ہوئی تھی اس پر دستخط محمد خاں کے بھی تھے اور یاسر عباس کے بھی تھے لیکن اس تحریر سے انکار کس نے کیا؟ یاسر عباس نے: اب یاسر عباس کہتا ہے کہ میں اس عقیدہ کو نہیں مانتا تو تحریر پھر تم نے ختم کی ناں: میں کہتا ہوں عوام میں سے کوئی آدمی کھڑا ہو جائے وہ میرے مسلک کا نہ ہو مولانا کے مسلک کا ہو وہ عبارت پڑھے عبارت پر دونوں کے دستخط موجود ہیں اب دستخطوں کے بعد اس

دستخط والی تحریر کا انکار تم نے کیا ہے۔ تم نے کہا کہ ہم اس عقیدے کو نہیں مانتے تو اس تحریر سے تم دوڑے۔ یہ تحریر تم نے ختم کی اب نئی تحریر لکھو۔ حضرت میری بات کو سمجھیں ۔ درمیان میں نہ بولیں اب پھر آپ کو کیوں جوش آگیا حضرت کسی اصول پر تو قائم رہو۔ اس موضوع مناظرہ پر دستخط محمد خان اور یاسر عباس کے تھے اب محمد خان کہتا ہے کہ میں اپنے عقیدے پر قائم ہوں۔ یاسر عباس کہتا ہے میں اس عقیدے کو نہیں مانتا تو اب نئی تحریر لکھ۔ پچھلی تو تم نے ختم کی ہے اس سے تو تم نے انکار کر دیا۔ اب اپنا عقیدہ لکھ۔ یاسر ایک منٹ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو بتا یہ جو پہلے تحریر لکھی تھی اس پر تو نے دستخط کیے۔ (یاسر ہاں کیے تھے آپ بیٹھ جائیں۔ سوال و جواب) تو میری بات سن تو نے دستخط کیے تھے اس پر؟ (یاسر کیے ہوئے ہیں) تو اس عقیدے کو مانتا ہے؟ (یاسر میں اس عقیدے کا انکاری ہوں ہم اس عقیدے کے انکاری ہیں ہم نے انکار پر دستخط کیے ہوئے ہیں ہم کل بھی اس عقیدے کے انکاری تھے آج بھی اس عقیدے کے انکاری ہیں کل بھی اس عقیدے کے انکاری رہیں گے۔ بولتا رہا۔ یاسر بیٹھ جاؤ مختلف سوال و جواب) توجہ کرو اس تحریر پر دستخط محمد خان نے کیے؟ ہاں: یاسر عباس نے کیے؟ ہاں: اب یاسر یہ کہتا ہے کہ میں اس عقیدے سے انکاری ہوں تو تحریر سے تو دوڑا یا میں دوڑا اب نئی تحریر لکھ! کئی بار یہ جملہ فرمایا یاسر: پرانی تحریر موجود ہے: وہ کھڑے ہو کر کہیں کہ جب ہم نے سائن کیے تھے اس وقت ہم ایک عقیدے پر تھے؟ محسن صاحب: انکار تو تو نے کیا ہے ناں: یاسر: ہم اس عقیدے کے آج بھی انکاری ہیں: (یاسر کہتا رہا آج ہم دیکھنا چاہتے ہیں آپ کے پاس کون سی آیات ہیں وغیرہ۔ محسن صاحب فرماتے رہے کہ تحریر سے تم بھاگے ہو اب نئی تحریر لکھو۔ عقیدہ لکھو وغیرہ،

آپس میں شور و غل کے سائے کے اندر یہی سوال و جواب چل رہے تھے کہ وقفہ نماز ہوا اور پھر مماتی حضرات ایسے مسجد سے نکلے کہ واپس کی راہ وہ بھول گئے حتی کہ کتابیں لینے بھی نہ تشریف لے جا سکے اور مسجد کے ساتھ متصل بیٹھک سے ہی راہ فرار اختیار کر لی جبکہ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن و دیگر حضرات علمائے اہل سنت والجماعت چھنی تاجہ ریحان میں ساڑھے چار بجے تک موجود رہے علمائے کرام کے بیانات ہوئے اور عوام نے کھلی آنکھوں سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب ہوتے ہوئے دیکھا جو لوگ وہاں پر موجود نہ تھے وہ ویڈیو میں کتابیں کندھے پر رکھ کر مرجھائے چہروں کے ساتھ جانے والوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کر سکتے ہیں، مماتیوں کے چہرے تسود وجوہ اور اہل السنت دیوبند کے چہرے تبیض وجوہ کا عملی نمونہ تھے۔ اشاعت التوحید کا کندھوں پر کتب اٹھا کر دوڑ لگانا اور فرزندانِ حق کا ان کا تعاقب کرتے ہوئے عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد علماء دیوبند زندہ باد کے نعرہ ہائے مستانہ لگانے کا منظر نہایت قابل دید ہے جس کو ویڈیو سی ڈیز پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اختتامی خطاب

بعد از خطبہ: اس وقت بیان کرنا مقصود نہیں صرف آپ حضرات کے سامنے آج کے مناظرے کی حقیقت کو بیان کرنا ہے تا کہ آپ کے سامنے یہ بات رہے کہ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں یہ تو آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ایک عرصے سے اشاعت التوحید کے حضرات اپنا عقیدہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں وہ بیان

کر رہے تھے جس کا تعلق اہل سنت والجماعت سے نہیں تھا۔ آج آپ نے ساری کارگزاری تقریباً ۵ گھنٹے کی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اپنے کانوں سے سنی۔ ساری بات آپ دیکھ رہے تھے میں صرف ۲/۳ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جس کو آپ اپنے ذہن میں بٹھالیں پہلی بات یہ کہ ان حضرات نے تحریر لکھی تھی مناظرہ کرنے کیلئے یہ تحریر تھی۔ ”نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کا آپ ﷺ کے جسم مبارک سے ایسا تعلق کہ امتی اگر قبر مبارک پر کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھے تو اسی جسم کے کانوں سے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کوئی دور سے درود وسلام پڑھے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ نیز مردہ کو عذاب دنیاوی قبر میں ہوتا ہے اور بدن اسکو محسوس کرتا ہے اس پر دستخط محمد خان صاحب نے بھی کیے اور یاسر عباس نے بھی کیے۔ لیکن آپ سب نے دیکھا کہ آج یاسر عباس نے انکار کر دیا اور محمد خان اپنے دعوے پر موجود ہے انہوں نے دستخط کیے اور آج انکار کیا کہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے ہمارا عقیدہ تو اور ہے تو ہم ان سے کہتے رہے جب آپ نے اس دستخط سے انکار کر دیا ہے تو اب ہم دوسری تحریر لکھتے ہیں پھر آپ اس پر دستخط کر لیں کیوں؟ اسلئے کہ اس تحریر پر ہمارا عقیدہ موجود ہے انکا عقیدہ موجود نہیں ہے۔ مناظرہ تب ہی ہوگا جب ہم اپنا عقیدہ لکھیں وہ ہمارے عقیدے کا انکار کریں اور پھر وہ عوام کو بتائیں ۴/۵ گھنٹے میں میں بار بار ان سے مطالبہ کرتا رہا کہ جو عقیدہ آپ اپنی عوام کو بتاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہو کہ جو ہمارے عقیدے کو نہیں مانتا وہ مشرک ہے قرآن کا منکر ہے۔ آج وہ عقیدہ ہمیں بھی سناؤ لیکن آج آپ سب گواہ ہیں کہ انہوں نے ۵ گھنٹے کی نشست میں اپنا عقیدہ لکھ کر نہیں دیا اگر سچے ہوتے تو اپنا عقیدہ ضرور لکھتے میں نے ان سے کہا تھا عقیدہ بھی لکھیں

اور جو عقیدے کو نہیں مانتا اس پر فتوی بھی دیں مگر انہوں نے عقیدہ بھی نہیں لکھا اور فتوی بھی نہیں دیا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ اس پر میں نے ان سے دو چار سوال بھی کیے مگر مولانا جو ہمارے مدمقابل تھے امیر عبداللہ اور ان کے ساتھی مولنا عبد القدوس مولنا عبدالکریم مولنا شمس الرحمن یہ سب حضرات ان باتوں کا جواب نہیں دے سکے۔ آپ سب گواہ ہیں کہ جب ہم نے گفتگو شروع کی مولانا امیر عبداللہ نے حدیث پڑھی۔ البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر تو میں نے ان سے کہا تھا آپ نے حدیث غلط پڑھی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ پر بہتان باندھا ہے لیکن انہوں نے میری اس بات کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے دیکھا میں نے کہا تھا آپ کتاب کا نام بتادیں اور جتنے دن لینا چاہیں آپ لے لیں اسکے بعد حوالہ لکھ کر ہمیں بھیج دیں کہ یہ عبارت فلاں کتاب کے اندر موجود ہے لیکن اسکے لئے بھی وہ تیار نہیں ہوئے جو آدمی اتنے لوگوں کی موجودگی میں مناظرے کے وقت جھوٹی حدیث پڑھ سکتا ہے تو اپنی عوام کے سامنے کتنی جھوٹی حدیثیں پڑھتا ہوگا۔ مناظرے کی جو تحریر تھی یہ ہمارے ساتھی نے نہیں لکھی بلکہ حافظ جاوید نے لکھی اور وہ حیاتی نہیں بلکہ مماتی ہے تحریر اس نے لکھی دیوبندی نہیں اہل سنت والجماعت سے تعلق نہیں بلکہ انکا مسلک و مذہب اور ہے۔

آپ اس گاؤں کے لوگ گواہ ہیں کہ یہاں بھی یہ لوگ کہتے رہے ہم قاسم نوتوی کو نہیں مانتے کیونکہ اسکا عقیدہ اور ہے ہمارا عقیدہ اور ہے۔ آپ کو پتہ ہے وہ کہتے ہیں ہمارا دیوبندیت سے تعلق نہیں کیونکہ ہمارے عقیدے وہ نہیں موضوع مناظرہ پر عقیدہ لکھنے کی بجائے انہوں نے کہا ہم اس تحریر کا انکار کرتے ہیں میں نے کہا جب آپ زبانی تحریر کا انکار کرتے ہو تو لکھ کر انکار کردیں یاسر عباس نے اپنی اس تحریر کا زبانی انکار کیا

لیکن لکھ کر اسکا انکار اس نے نہیں کیا۔ لہذا آپ کے سامنے رہے کہ تحریر کا انکار انہوں نے کیا ہے ہم نے تحریر کا انکار نہیں کیا پھر ہم نے انکو اپنا عقیدہ لکھ کر دیا اور اس عقیدے پر میں نے دستخط بھی کیے میں نے ان سے کہا کہ میں اپنے عقیدے پر دستخط کر دیتا ہوں اپنا عقیدہ آپ لکھ کر دیں میں نے عقیدہ بلا جھجک لکھا اور اپنا عقیدہ کھلے عام بیان کیا۔ میرا عقیدہ موجود ہے اور اس عقیدے پر میرے ہاتھ کے دستخط موجود ہیں لیکن وہ اپنا عقیدہ لکھنے کیلئے تیار نہیں ہوئے؟ کوئی بھی آدمی اپنے باپ کا انکار نہیں کرتا کوئی پوچھے تیرے باپ کا نام کیا ہے تو وہ بتاتا نہیں ہے؟ آپ سے پوچھیں آپکی قوم کیا ہے تو آپ نہیں بتاتے؟ کوئی پوچھے آپکا مسلک کیا ہے تو آپ نہیں بتاتے بتاتے ہیں ناں، مائی مناظرے کے وقت تو آپ کو اپنا عقیدہ بیان کرنا چاہے۔ لیکن وہ عقیدہ لکھ کر بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہوئے اور اپنا عقیدہ زبانی بھی بیان کرنے کے لیے تیار؟ (نہیں ہوئے) سچا آدمی اپنا عقیدہ ضرور بیان کرتا ہے ہم نے عقیدہ لکھ دیا ہے مگر انھوں نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا تو میں نے صرف آپ سے گزارش کی ہمارا عقیدہ موجود ہے میں نے پڑھ کر بھی سنایا تھا اب بھی آپ کے سامنے ہے۔ پانچ گھنٹے کی نشست میں جن کے پانچ علماء مل کر بھی اپنا عقیدہ نہیں بیان کر سکے ہیں کیا وہ اپنے عقیدہ میں سچے ہو سکتے ہیں پھر وہ نکل گئے ہم پھر بھی موجود ہیں ہماری کتابیں دیکھیں دیکھ رہیں کتب میں اس لیے ریکارڈ میں لا رہا ہوں کہ آپ دیکھ لیں ہماری کتب موجود ہیں مناظرین موجود ہیں آپ نے دیکھ لیا اور آپ اس طرف دیکھیں یہ دیکھ رہیں ٹائم دیکھیں سوا چار ہو گئے ان کے مولوی بھی موجود نہیں ان کی کتابیں بھی موجود نہیں وہ خود بھی موجود نہیں مسجد بھی وہی ہے مناظرہ کرنے والے بھی وہی ہیں قوم

بھی وہی ہے ہمارا عقیدہ لکھا ہوا بھی موجود ہے اور ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ؟(نہیں) ہمارے مناظر موجود ہیں اور انکے مناظر موجود نہیں ہم اسی جگہ پر بیٹھے ہیں اور وہ اس جگہ پر موجود نہیں ہماری کتابیں پڑی ہیں اور انکی کتابیں نظر نہیں آتی اگر عقیدہ میں سچے ہوتے تو آج انکو اپنا عقیدہ بیان کرنا چاہیے تھا یا نہیں اسلئے میں آپ سے کہتا ہوں یہ دھوکہ صاف ہو گیا یہ جھوٹے ہیں اور وہ سچے ہیں آج سب نے دیکھ لیا کہ سچا کون اور جھوٹا کون ہے تو میرے دوستو آپ اس بات کو ذہن میں رکھ لیں۔ ہم اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے خدام آئندہ بھی حاضر ہیں کبھی بھی آپ کو کوئی بھی گمراہ شخص چیلنج دے تو انشاء اللہ میدان مناظرہ لگانا آپ کا کام ہے اور اس میدان مناظرہ کو سجانا پھر ہمارا کام ہے۔ آپ نے گھبرانا نہیں ہے۔

مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی کے خطاب کا خلاصہ

تقریباً ۵ گھنٹوں میں مماتی اپنے عقیدے کو بیان نہ کر سکے ایک آدمی اسٹیج پر عقیدہ بیان کرے اور جہاں بیان کرنے کی ضرورت پڑے وہاں عقیدہ بیان نہ کرے یہ بات حیرتناک ہے۔ مماتی اپنا عقیدہ بیان کیوں نہیں کر سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ مماتی حضور ﷺ کو اس جسم مبارک کیساتھ جنت میں نہیں مانتے جس جسم نے دنیا میں ہزاروں تکلیفیں برداشت کیں۔ انکا عقیدہ کہ حضرت محمد ﷺ کے جسم دو ہیں ایک آخرت میں اور ایک جسم دنیا میں ہے دنیا کا جسم جنت میں نہیں ہے۔ جبکہ اہلسنت

والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے جسم مبارک جیسا کائنات میں اور کوئی جسم بنایا ہی نہیں گیا۔

حضور ﷺ فرما گئے مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنه بخاری شریف میں ۴ مرتبہ یہ حدیث موجود ہے گویا حضور ﷺ کیلئے جنت کو یہیں بلد لیا گیا اور جنت میں زندہ جاتے ہیں مردہ نہیں جاتے۔ مماتی حضور ﷺ کے روضہ کو جنت نہیں مانتے۔ عطاء اللہ بندیالوی نے شجاع آباد میں تقریر کی جس میں اس نے روضہ رسول ﷺ کے جنت ہونے کا صاف انکار کیا۔ میں شجاع آباد سرگودھا اور جس جس جگہ پر تقریر کے لئے جاتا رہا وہاں جا کر مباہلہ کا چیلنج کرتا رہا۔ مگر بندیالوی میدان میں نہیں آیا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مابین بیتی کی حدیث پر عجیب نقطہ بیان فرمایا کہ جہاں حضور ﷺ کے کئی مرتبہ قدم مبارک لگ جائیں وہ جنت بن جاتا ہے۔ جہاں حضور ﷺ کے قدم مبارک لگیں وہ تو جنت ہے اور جہاں حضور ﷺ بستر لگا کر آرام فرما رہے ہوں وہ جنت نہیں؟

علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے جو مٹی آپ ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ مرتبہ وشان میں عرش بریں سے بھی اعلیٰ ہے۔ بیت اللہ سے بھی اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وللآخرہ خیر لک من الاولی فرمایا اخرة آپ کی دنیاوی زندگی سے اعلیٰ ہے۔ حضور یہاں سنیں وہاں نہ سنیں یہ دنیا کی زندگی سے آخرت کا بہتر ہونا ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے" آپ نے فرمایا میں وہ سن لیتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے میں قبروں کا عذاب سن لیتا ہوں تم نہیں سن سکتے میں معراج والی رات خدکو دیکھ آیا ہوں تم دیکھ نہیں سکتے میں جنت میں بلال کے قدموں کی آہٹ سن آیا ہوں تم سن نہیں

سکتے۔ حضرت سعید ابن مسیب ۳ دن تک مسجد نبوی میں بند رکھے گئے انہوں نے فرمایا ۳ دن روضہ رسول ﷺ سے اذان کی آوازیں آتی رہیں سنن دارمی‘‘ مسلم کی حدیث میں ہے کہ معراج کی رات حضور ﷺ نے حضرت موسٰی کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ مولانا غلام اللہ خان کی سوانح حیات جو راجہ بازار کے مدرسہ تعلیم القرآن مکتبہ رشیدیہ سے شائع ہوئی ہے جس میں شیخ القرآن کے مناظروں کا ذکر ہے۔ بریلوی کے سامنے حضور ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہوئے حدیث پیش فرماتے ہیں کہ جو میری قبر پر آکر درود سلام پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں جو دور سے پڑھتے ہیں فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں یہی وہ حدیث ہے کہ ہم پڑھیں تو مماتی کہتے ہیں کہ ضعیف ہے۔ مرزا غلام اللہ خان کیا ضعیف حدیث پڑھا کرتے تھے۔

تاثرات

محمد شہباز معاویہ ولد محمد حیات چک ۲۴ نزد چوکی بھاگٹانوالہ مماتیوں کے مدرسہ ضیاء العلوم میں پڑھتا ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہایت واجب الاحترام معزز سامعین کرام میرا نام محمد شہباز ولد محمد حیات چک ۲۴ نزد چوکی بھاگٹانوالہ سے تعلق رکھتا ہوں سال کے شروع میں دوستوں کے مشورہ سے مدرسہ جامعہ عربیہ ضیاء العلوم مولانا عطاء اللہ بندیالوی کے مدرسہ میں داخلہ لیا تھا لیکن آج اہل حق کی باتیں سن کر یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ اگر مسلک اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے ترجمان کوئی ہیں تو وہ یہی ہیں۔ انکا نظریہ، انکا عقیدہ سامنے رکھ کر

میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج سے انشاء اللہ وہاں سے چھوڑ کر حیات النبی کا عقیدہ رکھنے والے کسی مدرسہ میں داخلہ لوں گا۔ درمیان میں کسی نے پوچھا کمرہ نمبر کیا ہے تو اس نے بتایا کہ کمرہ نمبر ۲ ہے۔

چک ۸۷ جنوبی سے ڈاکٹر محمد اجمل

(یہ وہ شخص ہیں جن کے گھر میں ہمیشہ احمد سعید چتروڑی کی کیسٹیں چلتی تھیں)

ہم نے پانچ گھنٹے مناظرہ سنا اور اس سے پتہ چلا کہ یہ مماتی جھوٹے ہیں۔

مرزا ظفر (پنڈی بھٹیاں)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

حضرات میں آپ اہل حق کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اس لئے کہ کچھ ایسے دوست تھے جنہوں نے مجھے مولانا عطاء اللہ بندیالوی کی کیسٹیں دی تھیں میں ان کی کیسٹیں سن رہا ہوں اور میں نے ان سے بات بھی کی تھی آج خصوصی طور پر انہوں نے مجھے بلایا تھا۔ حق حق ہی ہوتا ہے جس روپ میں آئے وہ بہروپیے ہیں انہوں نے اپنے اوپر ایسا لبادہ اوڑھا ہوا تھا اور وہ دیوبندیت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ علماء دیوبند کونسے ہیں اور انکی تاریخ کیا ہے آپ حضرات کو خصوصاً مولانا الیاس کو، مولانا عبدالرحمٰن کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حق واضح کر دیا (السلام علیکم)

ایک مفید مشورہ

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے ان تمام دوستوں کے لئے ہماری ہمدردانہ رائے اور پر خلوص مشورہ ہے جو کہ ریاض الجنہ والی قبر میں وفات دنیاوی کے بعد حضور اکرم ﷺ کو زندہ نہیں مانتے۔ ان سے گزارش ہے کہ اپنے اکابر واسلاف کی راہ ترک نہ کریں اور نہ ہی راہ اعتدال کو چھوڑ کر گمراہی کا شکار ہوں۔ کیونکہ یقیناً ہماری طرح آپ کا بھی یہی خیال ہوگا کہ ہمارے اکابرین و اسلاف ہر طرح سے دور حاضر کے اہل علم سے افضل و اشرف تھے تو یقیناً ان کا اختیار کردہ عقیدہ بھی دور حاضر کے مفکرین کے ایجاد کردہ نظریہ سے اعلیٰ وافضل ہوگا۔ لہذا ہمیں اپنی تمام آرا کو اکابرین علمائے دیوبند پر قربان کر دینا چاہیے جیسا کہ ۱۹۶۲ء میں حضرت اقدس حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم کی موجودگی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، قاضی شمس الدین، حضرت مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہم نے علمائے دیوبند کے عقیدہ حیات النبی ﷺ کی طرف رجوع کرلیا تھا اور اب گذشتہ سال ۱۱ ربیع الاول ۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو مولانا عبدالسلام دامت برکاتہم العالیہ نے اس روشن چراغ کو پھر سے جلا بخشی اور جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے ۸۴ علماء کرام کے دستخطوں کے ساتھ اجلاس میں یہ طے فرمایا کہ جو فیصلہ قاری محمد طیبؒ نے فرمایا دیا تھا ہم اسی کی تائید کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور یہی فیصلہ ہماری اشاعت التوحید والسنہ کا ہے۔ چنانچہ کارروائی ملاحظہ فرمائیں۔

کاروائی اجلاس بتاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث قاری سعید الرحمٰن صاحب

زیر صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد امتیاز صاحب

زیر دستخطی: شرکاء اجلاس علمائے کرام بعض نے بعد میں دستخط فرمائے۔

فیصلہ ہوا کہ حیات النبی ﷺ کے مسئلہ میں نزاع کا جو فیصلہ 1962ء میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا اور اس پر شیخ الحدیث والتفسیر مولانا قاضی نور محمد صاحب (المتوفی 1962ء) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (۱۴۰۰) شیخ الحدیث والتفسیر قاضی شمس الدین (۱۴۱۰) مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری (۱۳۹۱) نے دستخط فرمائے۔ یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی 1962 ہفت روزہ خدام الدین 1962ء میں شائع ہوا اور خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیب جلدے میں چھپا ہوا ہے۔ تمام علمائے کرام نے فیصلہ کیا کہ ہم نزاع میں اس فیصلہ کی تائید کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور یہی فیصلہ ہماری اشاعت التوحید والسنہ کا ہے۔

عبدالسلام

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

شرکاء اجلاس تائید بابت فیصلہ حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

(۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی صاحب دامت فیوضہم جلالیہ

(۲) استاذ العلماء استاذ المکرم حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب عفی عنہ شاہ ڈھیر

(۳) شیخ الحدیث مولانا ظہور الحق صاحب مدظلہ العالی دامان

(۴) شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ صدر راولپنڈی

(۵) حضرت مولانا محمد ایاز خان صاحب مدظلہ شیخ الحدیث لالہ رخ واہ کینٹ

(۶) حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ ضلع اٹک

(۷) استاذ العلماء حضرت مولانا اظہار الحق صاحب مدظلہ جلالیہ

(۸) مولانا سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام کاملپوری موسیٰ ضلع اٹک

(۹) یادگار اسلاف مولانا غلام حقؒ صاحب مدظلہ زرتوپہ

(۱۰) مولانا فضل واحد صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن ویسہ ضلع اٹک

(۱۱) استاذ العلماء مولانا محمد یوسف شاہ صاحب مدظلہ مدرسہ فیض القرآن ہارون

(۱۲) مولانا حافظ غلام سرور صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن غورغشتی

(۱۳) استاذ العلماء مولانا عبدالمتین صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ جابر بن عبداللہ زرتوپہ استاذ حدیث

(۱۴) مولانا صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب مدظلہ مدرسہ نصیریہ غورغشتی

(۱۵) حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب مدظلہ استاذ حدیث جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ اٹک

(۱۶) مولانا محمود الحسن توحیدی صاحب جامعہ توحیدیہ زرتوپہ

(۱۷) حضرت مولانا ابوالکلام صاحبؒ خطیب مسجد حنفیہ جدید قبرستان ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی

(۱۸) قاری محمد اسماعیل رشیدی صاحب کاملپوری خطیب مرکزی جامع مسجد برمنگھم انسپکٹر اسلامی مدارس برطانیہ

(۱۹) مولانا عبداللہ صاحب استاذ حدیث جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور رموسی ضلع اٹک

(۲۰) مولانا عبدالخالق صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زنتوپہ

(۲۱) مولانا مفتی محمود الحسن صاحب مہتمم اظہار العلوم جلالیہ ضلع اٹک

(۲۲) مولانا ظہور الحق صاحب مہتمم دار العلوم معارف القرآن حسن ابدال

(۲۳) قاری عبدالرحیم صاحب مہتمم استاذ القراء تعلیم القرآن فتح جھنگ

(۲۴) حضرت مولانا شمس العارفین صاحب تلمیذ شیخ القرآن غورغشتی مقیم انگلینڈ

(۲۵) مولانا قاری چمن محمد صاحب استاذ حدیث جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

(۲۶) مولانا محمد جان صاحب

(۲۷) مولانا محمد نعیم صاحب مدرس

(۲۸) مولانا فتح محمد صاحب مدرسۃ البنات اٹک

(۲۹) مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب مہتمم مدرسۃ البنات الکوثر مسجد 3,F واہ کینٹ

(۳۰) مولانا محمد شعیب صاحب خطیب غازی

(۳۱) مولانا نعیم معاویہ صاحب مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زنتوپہ

(۳۲) مولانا فضل داد صاحب مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

(۳۳) مولانا قاری فتح محمد صاحب مدرس جامعہ صدیقیہ واہ کینٹ

(۳۴) مولانا محمد انعام صاحب مدرس جامعہ تعلیم الاسلام کاملپور موسی اٹک

(۳۵) مولانا علی اکبر صاحب مدرس اشاعت القرآن گاؤں ساماں اٹک

(۳۶) مولانا شوکت صاحب مدرس جامع مسجد کالوکلاں

(۳۷) مولانا حفیظ احمد صاحب مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

(۳۸) مولانا عمر فاروق خٹک صاحب مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

(۳۹) مولانا محمد بنیامین صاحب	
(۴۰) مولانا محمد رضوان صاحب	
(۴۱)مولانا قمر الاسلام صاحب	
(۴۲) مولانا قاری نصیر احمد صاحب	
(۴۳)مولانا محمد عزیز صاحب	
(۴۴)مولانا محمد اسماعیل صاحب	مدرس مسجد سیدنا امیر معاویہ پیرداد
(۴۵)مولانا محمد جمیل الرحمٰن صاحب	خطیب مسجد شیر بہادر ڈاکٹر والی حضرو
(۴۶)مولانا محمد زبیر صاحب	خطیب مسجد امیر حمزہ حضرو
(۴۷)مولانا ضیاالحق صاحب	خطیب مکی مسجد ۲۲ ایراواہ کینٹ
(۴۸)مولانا محمد یعقوب خان صاحب	مدرس جامعہ عثمانیہ خنگوانی ضلع اٹک
(۴۹)مولانا ابرار صاحب مدرس جامعہ	تعلیم الاسلام کاملپور رموسی ضلع اٹک
(۵۰) قاری محمد ریاض صاحب	مہتمم جامعہ عثمانیہ حفظ القرآن کامل پوموسی
(۵۱)مولوی حامد علی رحمانی صاحب	خطیب بلال مسجد پٹھان کالونی حضرو
(۵۲) قاری مولانا اظہار الحق صاحب	صدر مدرس درجہ کتب تحفیظ القرآن ملہو
(۵۳)مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب	مدرس تحفیظ القرآن ملہو
(۵۴)مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب	خطیب مسجد عثمان غنی زروبی
(۵۵)مولانا قاری ساجد محمود صاحب	مدرس جامعہ جواہر العلوم برہ زئی
(۵۶)مولانا قاری محمد اکرم صاحب	مدرس جامعہ جابر بن عبداللہ زروبی
(۵۷)مولانا قاری محمد الیاس صاحب	مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زروبی
(۵۸)مولانا محمد زبیر صاحب	مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زروبی
(۵۹)مولانا سلطان احمد صاحب	مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زروبی

(۶۰) مولانا محمد صدیق صاحب مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زرتوپہ

(۶۱) مولانا قاری نظام الدین صاحب مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زرتوپہ

(۶۲) مولانا محمد طاہر صاحب مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زرتوپہ

(۶۳) مولانا محمد عبید الرحمٰن صاحب مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن زرتوپہ

(۶۴) مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مدرسہ مدرسہ رشیدیہ تعلیم القرآن ملک مالا

(۶۵) مولانا حاجی داؤد خان صاحب مدرسہ مدرسہ رشیدیہ تعلیم القرآن ملک مالا

(۶۶) مولانا محمد ادریس صاحب مدرسہ مدرسہ رشیدیہ تعلیم القرآن ملک مالا

(۶۷) حافظ محمد ادریس بن شیخ الحدیث مولانا عبد القدیرؒ مدرس مدرسہ قدریہ مؤمن پور

(۶۸) مولانا محمد نثار صاحب مدرس مدرسہ معارف القرآن حسن ابدال

(۶۹) مولانا دوست محمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ بہبودی

(۷۰) قاری محمد عثمان صاحب خطیب جامع مسجد بہبودی

(۷۱) مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب خطیب واہ کینٹ

(۷۲) مولانا قاری عمر فاروق صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ جواہر العلوم برہ زئی

(۷۳) قاری محمد فریدون صاحب خطیب جامع مسجد امیر معاویہ حمید

(۷۴) مولانا عبد الغفور صاحب خطیب جامع مسجد قلندر آباد ایبٹ آباد

(۷۵) مولانا عبد الصبور صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد قلندر آباد ایبٹ آباد

(۷۶) مولانا عبد القدوس صاحب مدرس شہباز گڑھ

(۷۷) سفیر اسلام علامہ سید عبد الحمید ندیم شاہ صاحب مدظلہ اور انکے درج ذیل تائیدی کلمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کا فکر ہمارا بہترین رہنما

ہے اوران مخلصین پر اعتماد ہماری خوش بختی کی اساس ہے زیر نظر مسئلہ میں مادر علمی دارالعلوم دیو بند کے مسئول انکے ساتھ پاکستان کے معتمد اکابرین کے فیصلہ کے سامنے کسی قسم کی لب کشائی نہیں ہونی چاہیے۔

حالات کا جبر ہمیں ان سنگین حالات کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اس وقت امت مسلمہ کو درپیش ہیں، اللہ ہمیں عصر حاضر کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(۷۸) حافظ محمد صدیق صاحب خادم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد واہ کینٹ و ناظم اعلیٰ جامعہ اشاعت الاسلام اٹک

(۷۹) مولانا حافظ محمد زاہد صاحب خطیب جامع مسجد بہبودی

(۸۰) حافظ محمد عبداللہ صاحب خطیب جامع مسجد حمید

(۸۱) قاری محمد ریاض شاہ مدرسہ صدیقیہ عدلزئی

(۸۲) حافظ محمد نعمان صاحب محلہ عظیم خان حضرو ضلع اٹک

(۸۳) مولوی محمد زمان صاحب فاضل وفاق المدارس واشاعت القرآن غورغشتی مقیم انگلینڈ

(۸۴) مولانا عبدالقیوم قریشی صاحب سابق خطیب جامع مسجد اٹک مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی

لہذا ہماری مخلصانہ درخواست ہے کہ ان ۸۴ حضرات علمائے کرام کی طرح باقی تمام حضرات کو بھی ضد چھوڑ دینی چاہیے جو اشاعت التوحید کے نام پر علمائے دیو بند کے ایک مسلمہ عقیدے کا انکار کیے چلے جا رہے ہیں۔ یقین جانیے آپ اگر ہماری اس گزارش کو قبول فرمائیں تو یہ بات تمام شیطانوں کے اوپر پہاڑ گرا دینے سے زیادہ بھاری ہوگی۔ نیز نئے پیدا ہونے والے فتنوں کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ پھر دیو بندیت کو جو اس سے نفع حاصل ہوگا وہ شمار سے باہر ہے۔ انی لکم ناصح امین

بالفرض آپ ہماری اس مخلصانہ، ہمدردانہ گذارش کو کسی صورت قبول نہ کریں اور

اپنی ضد کو چھوڑنا آپ کے لئے ناممکن ہو تو پھر ہماری درخواست ہوگی کہ خدا کیلئے اپنے اس نو ایجاد نظریے سے دیوبند کی پاک نسبت کو داغدار ہرگز نہ فرمایئے۔ آپ اپنے اس نظریے کے ساتھ اہل حق علمائے دیوبند کی پاکیزہ نسبت کے علاوہ جو نسبت بھی اختیار کرنا چاہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ آپ اپنے آپ کو اہل قرآن کہیں یا اہل حدیث، عثمانی کہیں یا زمینی، اہل توحید کہیں یا اہل عدل جو چاہیں سو نسبت اپنائیں مگر علمائے دیوبند کی صاف و پاک نسبت اختیار کر کے دھوکہ مت دیں۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم العالیہ نے یہی بات ارشاد فرمائی جبکہ وہ سال کی ابتداء میں طلباء کرام سے افتتاحی خطاب فرما رہے تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر کوئی شخص مماتی عقیدہ رکھتا ہے یا اس جیسے اور مختلف فیہ مسائل میں علماء دیوبند سے مختلف اور علیحدہ عقیدہ رکھتا ہے تو ایک کام تو وہ یہ کرے کہ اپنے آپ کو دیوبندی کہہ کر دوسروں کو دھوکہ نہ دے ہمیں بھی دھوکہ نہ دے۔ البلاغ: مئی ۱۹۹۷ء

دیوبندی ہو کر دیوبند اکابر کے عقائد سے منہ موڑنا حد درجہ کی دھوکہ بازی ہے۔ لہذا از راہ کرم اس پاکیزہ نسبت کا ناجائز استعمال روکا جائے۔ امید ہے آپ ہماری ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے“ وما علینا الا البلاغ المبین

ابوالحسن بن سلطان محمود

جھنگ

جاگو والہ میں مماتیوں سے

مولانا محمد الیاس گھمن کی داندان شکن گفتگو

جاگو والہ نزد نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں مولنٰا فیض احمد، مولانا عبدالرؤف شمسی، کی دعوت پر عظمت مساجد و مدارس دینیہ کانفرنس میں خطاب کیلئے مولانا محمد الیاس گھمن صاحب ہمراہ مولنٰا محمد ریاض خاں سواتی صاحب اور مولانا محمد مظہر چکوالوی صاحب پہنچے تو مولنا محمد الیاس گھمن صاحب کے بیان شروع ہونے سے آدھ گھنٹہ قبل بھائی خوش بخت نمبردار مدرسہ اجمل المدارس جاگو والہ (جہاں مولانا گھمن صاحب کا قیام تھا ملنے آئے اور کہا کہ کچھ مماتی حضرات آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور ہم نے ان کو منع کر دیا ہے کہ اس سے بیان خراب ہوگا مگر مولانا گھمن صاحب نے کہا کہ آپ انہیں لے آئیں جب مماتی حضرات مدرسہ اجمل المدارس آئے تو ان سے مولنا گھمن صاحب نے کہا کہ میرا بیان کا وقت ہے اور عصر کو بیان ختم ہوگا مغرب کی نماز کے بعد گوجرانوالہ میں علماء کے ساتھ میرا اجلاس طے ہے جبکہ یہاں سے گوجرانوالہ پونے گھنٹہ کا سفر ہے آپ کو چاہیے تھا کہ پہلے تشریف لاتے یہ آپ حضرات کی غلطی ہے اب آپ حضرات گفتگو کرنے کیلئے ایک متکلم طے کر لیں اور موضوع تجویز کر لیتے ہیں تاریخ کا تعین کر کے مناظرہ کر لیتے ہیں۔ مگر وہ حسب عادت مسلسل کئی کئی حضرات درمیان میں بولتے رہے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد مولنا گھمن صاحب بیان کیلئے چلے گئے اور ساڑھے پانچ بجے بیان سے فارغ ہو کر واپس مدرسہ اجمل المدارس تشریف لے آئے۔ اس دوران مماتی حضرات میں سے مولنا طارق عزیز نے کہا کہ گھمن بھاگ جائے گا واپس نہیں آئے گا یہ اسکی پرانی عادت ہے جب گھمن صاحب واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ مولانا طارق عزیز نے آپ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ آپ بھاگ جائیں گے یہ آپکی پرانی عادت ہے تو طارق عزیز نے کہا کہ میں نے تو آپ کے بارے میں ایسا

نہیں کہا اس پر مولانا عبدالروف شمسی نے رب کی قسم اٹھا کر کہا کہ اس نے یہ کہا ہے مولانا گھمن نے فرمایا چھوڑو کوئی بات نہیں پھر مولنا گھمن صاحب نے کہا کہ آپ حضرات شور نہ ڈالیں بلکہ ایک آدمی گفتگو کیلئے متعین کریں تو مماتی حضرات مولنا شہاب الدین خالدی، مولانا طارق عزیز، مولنا ارشاد اللہ وٹو، مولنا لیاقت وغیرھم نے مولانا محمد اسلم کو متکلم طے کر دیا۔ عقیدہ تحریر کرانے کے حوالہ سے تفصیلی گفتگو ہوئی گھمن صاحب نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی دنیاوی موت ہم مانتے ہیں اور آپ بھی۔ اور دنیاوی حیات جسمیں نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نمازیں پڑھاتے، خطبہ دیتے، مسائل بتلاتے، جہاد فرماتے، اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے پاس تشریف لے جاتے تھے وہ اب ختم ہو چکی ہے۔ ہم مانتے ہیں آپ بھی مانتے ہیں اسی طرح حیات برزخیہ ہم مانتے ہیں آپ بھی مانتے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان جھگڑا اور اختلاف اسمیں ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دنیا والے جسد اطہر کو دنیا والی قبر اطہر میں حیات حاصل ہے اور اسی حیات کا نام حیات برزخیہ ہے جبکہ آپ لوگ اس تفصیل کے ساتھ حیات برزخیہ کے قائل نہیں۔ لہذا اختلافی صورت لکھیں اور اس پر مناظرہ کریں۔

فریقین نے مندجہ ذیل عبارت تحریر کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نبی کریم ﷺ دنیا والی وفات کے بعد اس قبر میں دنیاوالے جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں جسکو ہم حیات برزخیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

جبکہ اسکے مقابلے میں مماتی حضرات نے عقیدہ لکھا:۔

نبی کریم ﷺ دنیا والی وفات کے بعد قبر میں دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ مردہ ہیں اور ہم حیات برزخی مانتے ہیں جو کہ روحانی ہے۔

اس تحریر پر مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے دستخط کر دیے جبکہ مماتی متکلم مولنا محمد اسلم نے دستخط نہ کیے البتہ زبانی سب کے سامنے اعتراف کر لیا۔ اب یہ طے ہونا تھا

کہ کن دلائل سے اپنے اپنے عقیدہ کو ثابت کیا جائے تو مولنا محمد الیاس گھمن صاحب نے مماتی حضرات سے پوچھا کہ کیا آپ لوگ دیوبندی ہیں تو انہوں نے کہا کہ بالکل ہم دیوبندی ہیں تو مولنا گھمن صاحب نے کہا کہ جب دونوں دیو بندی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اکابرین علماء دیوبند پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہذا ہم اپنے اکابرین کی تحریر کردہ کتب سے دیکھ لیتے ہیں اگر اکابرین دیوبند نے ان کا عقیدہ لکھا ہے تو یہ سچے اور ہمارا عقیدہ لکھا ہے تو ہم سچے۔ یا دوسری صورت یہ ہے کہ ہم موجودہ دارالعلوم دیوبند میں اس تحریر کو بھجوا دیتے ہیں اگر فتویٰ آپ کے عقیدہ پر مل جائے تو آپ سچے اور اگر ہمارے عقیدہ پر فتویٰ آجائے تو ہم سچے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دیوبند کو دلیل شرعی نہیں مانتے تو مولنا گھمن صاحب نے کہا تم جو اپنی نسبت دیوبند کی طرف کرتے ہو یہ نسبت شرعی ہے یا غیر شرعی۔ اس پر مماتی حضرات نے حسب عادت شور مچانا شروع کر دیا کہ ہم دیوبندیت کو حرف آخر نہیں مانتے ہم دیوبندیت کو دلیل شرعی نہیں مانتے دلیل شرعی صرف قرآن وحدیث ہے۔ تو مولانا گھمن صاحب نے کہا کہ کیا اجماع دلیل شرعی نہیں کیا اجماع معصوم نہیں اور کیا اجماع حجت شرعیہ نہیں ہے۔ اس کا مماتی حضرات نے کوئی جواب نہ دیا جبکہ پھر شور مچاتے رہے کہ دلیل صرف قرآن وحدیث سے ہوگی اس پر مولنا گھمن صاحب نے کہا کہ آپ تحریر کر دیں کہ آپ لوگ دیوبندی نہیں تو ہم براہ راست قرآن وحدیث سے مناظرہ کر لیتے ہیں اور اگر آپ خود کو دیوبندی کہتے ہو تو پھر علماء دیوبندی سے فیصلہ کروانا ہوگا۔

اس پر جب مماتی حضرات نے شور مچانا شروع کر دیا تو علماء دیوبند کے روحانی فرزندوں نے عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد کے اور علما دیوبند زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیے جبکہ مماتی حضرات نے علماء دیوبند زندہ باد کے مقابلے میں اشاعت التوحید والسنہ زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیے اب ہم فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ اصلی دیوبندی کون ہیں اور نقلی دیوبندی کون ہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں ۲۵ اگست ۰۶ کی گفتگو میں باہمی رضا مندی سے طے شدہ فیصلہ اور وہ تحریر جو مولانا محمد اسلم صاحب نے مناظرہ سے قبل مقدمہ کے طور پر تحریر فرمائی تھی وہ پیش کرتے ہیں جس میں مولانا محمد اسلم صاحب نے تحریر فرمایا۔ علمائے دیوبند کی دو جماعتوں میں مسئلہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام بعد از وفات میں اختلاف تقریباً ۱۹۵۷ء سے ہوا۔ اس عبادت کا واضح مطلب یہی ہے کہ ۱۹۵۷ء سے پہلے مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام میں علمائے دیوبند کا اتفاق تھا۔ بعد میں اختلاف ہوا مگر حضرت اگر اپنی اصلاح فرمالیں تو بہت بہتر ہوگا کہ مسئلہ حیات انبیاء میں علماء دیوبند میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے اگر کسی کو اس مسئلہ کے بارے میں کچھ وہم ہوا تو انہوں نے بلا تاخیر رجوع فرمالیا جس کی تفصیل ۱۹۶۲ء کے رسالہ تعلیم القرآن خدام الدین وغیرہ میں موجود ہے اور حال ہی میں اشاعت التوحید والسنہ کا حضرو میں اجلاس ہوا جس میں ۸۴ علماء کرام اشاعت التوحید کے شریک تھے انہوں نے بھی اپنے جذبات کو سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ کے ۱۹۶۲ء والے فیصلے پر قربان کر دیا اجلاس کی تفصیل اس کتاب کے ص ۱۳۹ پر گزر چکی ہے اب اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف علماء دیوبند کی جماعتوں میں نہ ہے البتہ دیوبندیت کا لبادہ اوڑھ کر غیر مقلدیت نے فساد فی الارض برپا کیا ہوا ہے وہ مہربان جو اپنے کو دیوبندی ظاہر کر کے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں غیر مقلدین کی طرح وہ بھی قرآن حدیث کا نام لے کر امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جب یہ عرض کیا جاتا ہے کہ علمائے دیوبند کا مشن قرآن وحدیث کا پرچار ہے تو خوب کھل کھلاتے ہیں کہ اصل میں ہم دیوبند کے پاسبان ہیں کیونکہ ہم بھی قرآن وسنت کا پرچار کرتے ہیں اور جب عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اکابرین کی عبارات لائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی ہم قرآن پڑھتے ہیں اور یہ نانوتوی کی آب حیات پیش کرتے ہیں گویا وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ حالانکہ ان کا یہ قول بالکل خلاف حقیقت اور بے اصل ہے“ بلکہ جس طرح مسئلہ ۲۰ تراویح پر ہم عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے

استدلال کریں تو غیر مقلد کہتے ہیں کہ ہم حدیث پڑھتے ہیں اور یہ عمل صحابہ رضی اللہ عنہم پیش کرتے ہیں یا رفع الیدین پر ہم فقہی مسئلہ بیان کرتے ہیں تو غیر مقلد کہتے ہیں کہ ہم حدیث پیش کرتے ہیں اور یہ امام ابو حنیفہ کی فقہ لاتے ہیں اشاعت کے مہربانوں کا عقیدہ حیات النبی ﷺ کی بابت اعتراض بھی بس اسی قسم کا ہے سچ یہی ہے کہ ۱۹۵۷ء سے قبل علمائے دیوبند بلکہ جمہور اہلسنت والجماعت کا بلا تفاق یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ مبارک میں حیات ہیں۔ ۱۹۵۷ء کے بعد وطن عزیز کے واعظوں نے راہ حق اور طریق صواب کو چھوڑ کر ایک الگ راستہ اختیار کر لیا ایسے عقائد کا برملا اعلان کرنا شروع کر دیا جو غیر مقلدین کے دماغ کی کرشمہ سازیاں ہیں اہل حق علمائے دیوبند تو اہلسنت والجماعت کے پاکیزہ راستے پر ہی کاربند ہیں پھر یہ عقائد میں غیر مقلدین کے ساتھ ہمدردی اور ہم نوائی اشاعت والے مہربانوں کی کوئی نئی نہیں کافی مقدار میں افرادی قوت جو عوام کی نہیں علماء کی ہے وہ اشاعت والوں نے غیر مقلدین کو عنائت کی ہے جو محتاج وضاحت نہیں روز روشن کی طرح واضح ہے“ پھر ان کی محبت کا دم بھرنا اور غیر مقلدین کو اپنا ہم عقیدہ بنانا اشاعت کے علماء کا عام وطیرہ ہے اس کی صرف ایک مثال ہم یہاں عرض کر دیتے ہیں تا کہ مذکورہ بالا ہمارے بیان کی دلیل کا کام دے۔

مدن چک ضلع گجرانوالہ کے احسان اللہ صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

میں مسمی احسان اللہ ولد غلام محمد قوم جرا ساکن مدن چک گجرانوالہ ۱۳ ستمبر ۲۰۰۶ء مدرسہ جامعہ فاروقیہ میں مولانا عبدالعزیز صاحب سے ملنے گیا ملاقات کی غرض یہ تھی کہ آپس میں حیاتی مماتی جھگڑا طول پکڑتا جا رہا ہے جس کا فائدہ غیر مقلدین کو ہو رہا ہے جب مولانا عبدالعزیز خطیب جامعہ فاروقیہ کو اپنا دردِ دل سنایا تو مولانا عبدالعزیز نے پر جوش انداز میں فرمایا حیاتی تو انتہائی گندے ہیں انکے عقیدے سے شرک کی بو آتی ہے ہمارے اور غیر مقلدین کے عقائد میں کوئی فرق نہیں صرف چند فروعی مسائل کا فرق ہے قارئین کرام احسان اللہ مدن چک کا ذمہ دار تبلیغی ہے۔ یکم اگست ۲۰۰۶ء سے پہلے وہ بھی مماتی خیال کا مالک تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو درست سمت عطاء فرمائی اس نے حلفاً یہ

بات بتائی پھر تحریر کر کے اپنے دستخطوں کے ساتھ بندہ کے حوالے کی جو بندہ کے پاس محفوظ ہے۔”

۲۵ اگست ۲۰۰۶ء کی گفتگو پر فریقین کا فیصلہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج مورخہ ۲۵ اگست ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۱۱ بجے دن دارالعلوم تعلیم القرآن وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں مسئلہ حیات النبی ﷺ فی قبر النبی ﷺ کے موضوع پر ہونے والی گفتگو کے اختتام پر فریقین کی رضا مندی اور باہمی مشاورت کے ساتھ یہ طے ہوا کہ مسائل اختلافیہ:۔

۱. مسئلہ حیات النبی ﷺ فی قبرہ
۲. مسئلہ سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ
۳. مسئلہ استشفاع عند قبر النبی ﷺ
۴. مسئلہ عرض اعمال
۵. مسئلہ توسل

کے موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے ایک مجلس منعقد کی جائے جس میں ہر فریق کی طرف سے دس تا پندرہ علماء شریک ہوں اور وہ مجلس بند کمرہ میں ہو اور اس مجلس میں طے شدہ علماء کے علاوہ کوئی اور شریک نہ ہو۔ اس مجلس کو منعقد کرنے کے لیے تاریخ کے تعین اور جگہ کے تعین کے لیے شوال ۱۴۲۷ء کے پہلے ہفتہ تک مولانا محمد اسلم صاحب مدرس دارالعلوم تعلیم القرآن وزیر آباد گوجرانوالہ۔

مولانا محمد الیاس گھمن سرپرست اعلیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کو اطلاع دیں گے۔

نوٹ: آج کی مجلس میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر فیصلہ کن گفتگو نہ ہو سکی اور فیصلہ کن گفتگو کے لیے آئندہ مجلس منعقد ہوگی۔

شرکاء مجلس فیصلہ کے علماء کرام کے دستخط

۱	مولانا محمد الیاس گھمن	چک ۸۷ جنوبی سرگودھا	محمد الیاس گھمن
۲	مولانا محمد ارشد صاحب	کھوکھر کی گوجرانوالہ	حافظ محمد ارشد
۳	مولانا محمد ریاض جھنگوی	باجوہ روڈ گوجرانوالہ	محمد ریاض
۴	مولانا محمد اسلم صاحب	ونیکی تارڑ حافظ آباد	محمد اسلم
۵	مولانا رستم علی شاہ صاحب	پنڈی گھیب اٹک	رستم علی شاہ
۶	مولانا شفقت حیات	کینٹ گوجرانوالہ	شفقت حیات

گھمن صاحب نے یہ عقیدہ لکھ کر دیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نبی اکرم ﷺ کا مدینہ منورہ میں موجودہ قبر مبارک میں دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہونا اور قبر مبارک پر آنے والے شخص کا صلوۃ و سلام سننا اور دور سے صلوۃ و سلام پڑھنے والے کا ملائکہ کے ذریعے نبی کریم ﷺ تک پہنچنا اکابرین علمائے دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے اور جو شخص مندرجہ بالا عقیدہ نہیں رکھتا وہ علمائے دیوبند کے عقیدہ و نظریہ کا منکر ہے ایسا شخص اگر خود کو دیوبندی بمعنی علمائے دیوبند کے عقائد کو ماننے والا کہتا ہے تو یہ جھوٹا ہے اور عوام الناس کو دھوکہ دیتا ہے۔

محمد الیاس گھمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء دیوبند کی دو جماعتوں میں مسئلہ حیات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد از وفات میں اختلاف کا آغاز تقریباً ۱۹۵۵ء سے ہوا۔ ایک جماعت کا مسلک یہ تھا کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ اور حیات ہیں۔ بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر مع الروح زیر زمین اسطرح محفوظ ہے جسطرح دنیا میں جسم اپنی روح کے ساتھ پیوستہ رہ کر زندہ ہوتا ہے البتہ وفات کے بعد جسم پر نہ تو احکام شرع کی پابندی باقی رہتی ہے اور نہ ہی وہ دنیاوی حوائج کا محتاج ہے۔

اس کے برعکس اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ کا موقف یہ تھا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعد از وفات اس قسم کی حیات نہ تو قرآن کی آیات مبارکہ سے ثابت ہے اور نہ ہی احادیث اور اجماع امت سے۔ چنانچہ اشاعت التوحید والسنۃ والے ہمیشہ سے یہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر فریق مخالف اپنا مذکورہ بالا مسلک دلائل شرعیہ سے ثابت کردے ہم نہ صرف اپنے مسلک سے رجوع کریں گے بلکہ عوام الناس کے سامنے ان کے مسلک کے حق ہونے کا برملا اعلان بھی کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے بارے میں ہمارا مسلک

بعد از وفات بشمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی نبی کیلئے قبر میں حقیقی (تعلق الروح مع الجسد) والی حیات دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں۔ اور نہ ہی ان کے [illegible] مبارکہ کے ساتھ روح کا ایسا تعلق ہے جسکی وجہ سے اہل دنیا کی باتوں کو سنتے ہوں اور جو [illegible] کے روضہ اطہر پر پڑھا جاتا ہے الصلوٰۃ والسلام اس اعتقاد کہ وہ سنتے ہیں [illegible] ہیں یہ بھی دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں۔ بلکہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے جو ثابت ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ کی روح مبارک، جنت کے اعلیٰ مقام پر ہے۔

محمد اسلم

(مولانا محمد اسلم صاحب)

۱۰/۱/[illegible]

مدرس تعلیم القرآن

ڈیرہ آباد [illegible]